Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



Marfat.com

Marfat.com

تذکرۂ اہلِ دہلی

مؤلفہ

سرسیّد احمد خاں مرحوم

بتصحیح و تحشیہ

قاضی احمد میاں اختر جوناگڈھی مرحوم

انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ۔ کراچی

Marfat.com

130519

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو ۳۴۸

اشاعت اول	۱۹۵۵ء
اشاعت ثانی	۱۹۶۵ء
تعداد	ایک ہزار
طابع	انجمن پریس کراچی
زیر اہتمام	محمد مصلح الدین سعدی منیجر انجمن پریس

قیمت

پانچ روپے پچاس پیسے

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحات
حرفے چند۔ جمیل الدین عالی	۳
گزارش	۵
دیباچہ مرتب	۷
اردو زبان کے بیان میں	۱۳
شاہجہاں آباد کے لوگوں کا بیان	۲۰
۱۔ ذکر کبار مشایخین	۲۲
شاہ غلام علی	۲۲
شاہ ابوسعید	۳۱
شاہ احمد سعید	۳۴
شاہ عبدالغنی	۳۵
شاہ محمد آفاق	۳۵
حاجی علاء الدین احمد	۳۸
مولانا محمد فخرالدین	۳۹
مولانا قطب الدین	۴۳
حضرت غلام نصیرالدین	۴۳
خواجہ محمد نصیر	۴۵
مولوی یوسف علی	۴۷
شاہ غیاث الدین	۴۸
شاہ صابر بخش	۴۹
میر محمدی	۵۰
میراں شاہ نانو	۵۱
میراں شاہ جلال	۵۲
مولانا محمد حیات	۵۳
سید احمد صاحب بریلوی	۵۴
۲۔ رسول شاہیوں کا بیان	۶۰
رسول شاہ	۶۰
مولوی شاہ حنیف	۶۲
شاہ فدا حسین	۶۳
شاہ توکل حسین	۶۵
۳۔ مجذوبوں کا بیان	۶۵
سید عسکری	۶۵
میر قطبی صاحب	۶۶

Marfat.com

مضامین	صفحات
شاہ عبدالنبی	۶۶
میر حمد دیوانہ	۶۸
دین علی شاہ	۶۸
خانم صاحب	۶۹
بائی جی	۶۹
حاجی غلام علی	۷۰
خواجہ احمد علی	۷۰
۴- ذکر علمائے کرام	۷۱
حکیم احسن اللہ خاں	۷۱
حکیم غلام نجف خاں	۷۴
حکیم صادق علیخاں	۷۶
حکیم امام الدین	۷۶
حاجی غلام حیدر خاں	۷۷
حکیم نصر اللہ خاں	۷۷
حکیم فتح اللہ خاں	۷۸
حکیم پیر بخش	۷۸
حکیم حسن بخش خاں	۷۹
حکیم غلام حسن خاں	۷۹
حکیم محمد یوسف خاں	۸۰
حکیم عبدالحکیم ابتو خاں	۸۰

مضامین	صفحات
۵- ذکر علمائے دین	۸۰
مولانا شاہ عبدالعزیز	۸۰
مولانا صدرالدین خاں	۸۷
مولوی رشیدالدین خاں	۱۰۶
مولانا شاہ رفیع الدین	۱۰۹
مولوی مخصوص اللہ	۱۱۲
مولوی عبدالقادر	۱۱۳
مولانا عبدالحی	۱۱۴
مولانا محمد اسماعیل شہید	۱۱۵
مولانا محمد اسحاق	۱۲۲
مولانا محمد یعقوب	۱۲۳
مولانا نواب قطب الدین خاں	۱۲۴
مولوی عبدالخالق	۱۲۵
مولوی نذیر حسین	۱۲۶
مولوی محبوب علی	۱۲۶
مولوی نصیر الدین	۱۲۷
مولوی کریم اللہ	۱۲۷
مولانا فضل امام	۱۲۸
مولانا فضل حق	۱۳۰
مولوی نور الحسن	۱۴۳

Marfat.com

ز

مضامین	صفحات
مولوی کرامت علی	۱۴۵
مولوی مملوک العلی	۱۴۶
مفتی سید رحمت علی خاں	۱۴۶
آخون شبیر محمد	۱۴۷
مولوی امان علی	۱۴۸
مولوی محمد جان	۱۴۹
مولوی نوازش علی	۱۵۰
مولوی محمد رستم علی	۱۵۱
مولوی حاجی محمد	۱۵۱
ملا سرفراز	۱۵۲
۶۔ ذکر قراء و حفاظ	۱۵۲
قاری قادر بخش	۱۵۲
حافظ احمد	۱۵۲
قاری محمد بیگ	۱۵۲
قاری احمد	۱۵۳
حافظ عبدالرحیم	۱۵۳
۷۔ ذکر بلبل نوایان شاہجہاں آباد	۱۵۴
مرزا اسداللہ خاں غالب	۱۵۴
نواب محمد ضیاء الدین خاں	
نیر درخشاں	۱۷۴

مضامین	صفحات
نواب زین العابدین خاں عارف	۱۸۶
نواب غلام حسن خاں محو	۱۹۰
نواب ذوالفقار علی آذر	۱۹۲
مولوی عبداللہ خاں علوی	۱۹۲
مولوی امام بخش صہبائی	۲۰۲
محمد حسین ہجر	۲۱۵
میر نثار علی نثار	۲۱۶
محمد مومن خاں مومن	۲۱۸
نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ	۲۲۸
نواب محمد اکبر خاں	۲۳۷
پنڈت نرائن داس ضمیر	۲۳۸
میر نظام الدین ممنون	۲۳۹
شاہ نصیر	۲۴۴
شیخ محمد ابراہیم ذوق	۲۴۵
خان عبدالرحمٰن خان	۲۵۰
۸۔ خوشنویسان نوسیان	۲۵۲
سید محمد امیر	۲۵۲
آغا صاحب	۲۵۲
مرزا عبداللہ بیگ	۲۵۳
امام الدین احمد خاں	۲۵۳

Marfat.com

ج

مضامین	صفحات
محمد جان صاحب	۲۵۳
اخوند عبدالرسول قندھاری	۲۵۴
حافظ کلّو خاں	۲۵۴
میر امام الدین	۲۵۴
مولوی حیات علی	۲۵۴
پنڈت شنکر ناتھ	۲۵۵
۹- مصوّران	
غلام علی خاں	۲۵۵
بدرالدین علی خاں مہر کن	۲۵۵
فیض علی خاں	۲۵۶
مرزا شاہ رخ بیگ	۲۵۶
محمد عالم	۲۵۷
۱۰- ارباب موسیقی	۲۵۷
ہمّت خاں	۲۵۷
زلک رس خاں	۲۵۸
میر ناصر احمد	۲۵۹
بہادر خاں ستار زن	۲۵۹
رحیم سین ستار زن	۲۶۰
نظام خاں	۲۶۰
قائم خاں	۲۶۰
گلاب سنگھ پکھاوچی	۲۶۱
مکھوا پکھاوچی	۲۶۱
تقریظ مرزا غالب	۲۶۲
تقریظ مولانا صہبائی	۲۶۴
تقریظ مولانا صدرالدین	۲۶۹
کتابیات	۲۷۳
اشاریہ	۲۷۴

Marfat.com

دِلّی کے نہ تھے کوچے اوراقِ مصوّر تھے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

Marfat.com

Marfat.com

حرفے چند

تماشا دیکھیے کہ آثار الصنادید کا یہ چوتھا باب خود سرسید مرحوم نے اپنی کتاب کی دوسری اشاعت سے خارج کر دیا تھا مگر اہل تحقیق کی جستجو نے اسے پھر دنیائے اشاعت میں کھینچ لائی۔ جناب قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی مرحوم کا ایک مختصر سا دیباچہ اس معاملے پر تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔

آثار الصنادید اب خود آثار و نوادر میں شامل ہو گئی ہے اس لیے یہی غنیمت ہے کہ اس کے جو ابواب بھی طالبان علم تک پہنچ سکیں پہنچا دیے جائیں۔ یہ تذکرہ اپنی گوناگوں خوبیوں کی بنا پر کافی مقبول ہوا ہے اور اب اس کی تاریخی اہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اس لئے انجمن اسے دوبارہ چھاپ رہی ہے۔

قاضی صاحب مرحوم نے پہلی اشاعت کے دیباچے میں اندازہ ظاہر کیا تھا کہ وہ دوسری اشاعت میں حواشی کا اضافہ کریں گے۔ لیکن اب کہ اشاعت ثانی کی نوبت آئی تو وہ ہمارے درمیان موجود نہیں۔ اسی مجبوری کی بنا پر یہ اشاعت بھی اشاعت سے مختلف نہیں سوائے اس کے کہ اس میں کتابت کی غلطیاں جتنی رہ گئی تھیں دور کر دی گئی ہیں اور غلط نامہ کے چند صفحات کم ہو گئے ہیں۔

جس دلی کا یہ تذکرہ ہے وہ مولانا حالی کی دہلی مرحوم سے بھی پہلے کی دلی تھی یعنی اس وقت جب اس کے کوچے

اوراق مصور تھے

اس لحاظ سے یہ کتاب ان لوگوں کے لئے بھی دلچسپ ہو گی جنہیں صرف تصویریں دیکھنے کا شوق ہے۔

جمیل الدین عالی
معتمد اعزازی انجمن ترقی اردو

۱۹۶۵ء

Marfat.com

Marfat.com

گزارش

تذکرۂ اہلِ دہلی سرسید احمد خاں کی کتاب آثار الصنادید کا چوتھا باب ہے جس میں انھوں نے اپنے اُن معاصر اصحاب علم و ہنر کے حالات قلمبند کیے ہیں جو اس زمانے میں دہلی کے مشاہیر میں شمار کیے جاتے تھے۔ کتاب کا یہ باب صرف آثار کے پہلے اڈیشن میں تھا اور بعد کو سید صاحب نے اس کو خارج کر دیا۔ طبع اوّل اِس وقت نایاب ہے اور صرف اس کی وہ نقل دستیاب ہوتی ہے جو ۱۸۷۶ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ میں چھپی تھی۔ اس تذکرہ کا متن اِسی اڈیشن پر مبنی ہے۔ جو بے حد غلط چھپا ہے۔ اس کی تصحیح کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔

۱۹۵۱ء میں انجمن ترقی اردو پاکستان کے سہ ماہی رسالہ "اردو" میں اس کے چند صفحے چھپے تھے بعد کو ۱۹۵۱ء میں انجمن کا دوسرا سہ ماہی رسالہ "تاریخ و سیاسیات" جاری ہوا تو اس میں یہ تذکرہ بالاقساط چھپتا رہا۔ چار سال کے بعد بھی اس کی تکمیل نہ ہو سکی اور آخر جب "قحط خریداری" کی وجہ سے انجمن کو رسالہ تاریخ کی اشاعت موقوف کرنی پڑی تو لازماً اس کی اشاعت بھی ملتوی ہو گئی اور انجمن کے پریس میں اس کے بقیہ اوراق چھپوا کر اس کی تکمیل کر دی گئی اور اب یہ تذکرہ کتابی صورت میں شائع ہو کر شائقین کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔

مجھے اعتراف ہے کہ میرے ناسازگار حالات اور مصروفیات کی وجہ

Marfat.com

سے اس تذکرہ کی ترتیب تصحیح اور تحشیہ میں بہت سی خامیاں رہ گئیں اور میں اس کو اپنے حسب منشا مرتب نہ کر سکا، خصوصاً اس میں طباعت کی غلطیاں خاصی پائی جاتی ہیں جس کے لئے ایک طویل صحت نامہ لگانے کی ضرورت پیش آئی۔ توقع ہے کہ قارئین کرام اس سے متن کی غلطیوں کی تصحیح کر لینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔ اگر کبھی آئندہ اس کی طبع ثانی کا موقع نصیب ہوا تو اس کی مزید تصحیح و ترتیب کے ساتھ مزید حواشی اضافہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ، واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

مخدوم و محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کا شکریہ مجھ پر واجب ہے جن کی عنایت و نوازش سے یہ کتاب انجمن کے رسالہ میں یا قساط شائع ہوتی رہی اور اس کی تکمیل بھی انہی کے ارشاد گرامی کی مرہون منت ہے۔

کراچی
یکم جولائی ۱۹۵۵ء

ناچیز
مرتب

Marfat.com

دیباچہ

قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی مرحوم

سرسیّد مرحوم کی ابتدائی تصانیف میں آثارالصنادید ایک تاریخی اور اثری کتاب کی حیثیت سے نہایت اہم ہے، اور اُردو کے تاریخی ادب میں کافی شہرت رکھتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مسٹر رابرٹس نے جو شاہجہاں آباد کے کلکٹر اور مجسٹریٹ تھے، اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا جو نامکمل رہ گیا تھا، اور ۱۸۶۱ء میں فرنچ مستشرق گارساں دتاسی نے اس کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرکے شائع کیا۔ اسی ترجمہ کو دیکھ کر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسیّد کو سوسائٹی مذکور کا آنریری فیلو مقرر کیا تھا۔ ۱۸۷۱ء میں کلکتہ یونیورسٹی نے اس کتاب کو دیوان غالب کے ساتھ اُردو کے نصابِ امتحانات میں داخل کیا تھا [1]

یہ کتاب سب سے پہلے ۱۸۴۶ء میں شائع ہوئی اور سال ڈیڑھ سال میں اس کا پہلا اڈیشن ختم ہوگیا۔ اس کے بعد سرسیّد کو یہ خیال ہوا کہ جو کسریں پہلے ایڈیشن میں رہ گئی ہیں اُن کی درستی اور اصلاح کی جائے۔ چنانچہ انھوں نے کتاب پر نظرثانی کرکے اسکو از سرِ نو مرتب کیا۔ اس نئے ایڈیشن میں اس کی عبارت میں

---

[1] "کلکتہ یونیورسٹی کی سنڈی کیٹ نے قطعی طور پر فیصلہ کیا ہے کہ وسطانیہ کے آخری امتحان کے امیدوار کو اسکی قابلیت کی تصدیق کا صداقت نامہ دیا جائیگا۔ اس قسم کا پہلا امتحان یکم مارچ ۱۸۷۲ء کو منعقد ہوگا۔ اُردو میں سرسید احمد خاں کی آثارالصنادید اور دیوان غالب نصاب میں شامل ہیں"
(مقالات گارساں دتاسی ج ۲ ص ۱۰۴)

Marfat.com

بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت سادگی ہے اور اس کے لئے سرسیّد نے نقشے بھی از سرِ نو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور وہ سب نقشے تلف ہوگئے۔ اس کتاب کا چوتھا باب جس میں دِلّی کے مشاہیر کا حال لکھا گیا تھا وہ بھی اس اڈیشن میں نہیں ہے یہ اڈیشن ۱۸۵۴ء میں چھپ کر تیار ہوگیا تھا مگر تقریباً تمام نسخے غدر میں تلف ہوگئے۔ طبع اوّل کو ۱۸۷۶ء میں منشی نول کشور نے اپنے مطبع میں طبع کیا جو آج بھی دستیاب ہوتا ہے۔ پھر سرسیّد کی وفات کے بعد منشی رحمتُ اللہ رعد نے طبع اوّل و ثانی کو سامنے رکھ کر اس میں ترمیم کی اور ایک تیسرا اڈیشن شائع کیا جو ۱۹۰۴ء میں اُن کے مطبع نامی میں طبع ہوا۔ مگر وہ پچھلے دونوں اڈیشنوں کے مطابق نہیں ہے بلکہ بعض امور میں اُن سے مختلف ہے۔

آثارالصنادید کے پہلے اڈیشن کی زبان نثارِ اردو کا قدیم طرز لیے ہوئے ہے۔ اس کے متعلق مولانا حالیؔ کا بیان ہے کہ یہ منشی امام بخش صہبائیؔ سے لکھوایا گیا تھا۔ چنانچہ ذیل میں حیات جاوید سے ان کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔

"آثارالصنادید کا سب سے پہلا اڈیشن جس کی عبارت میں بہت کچھ سَاختگی اور تکلف پایا جاتا ہے وہ جیسا کہ سرسیّد خود اقرار کرتے تھے مولانا صہبائیؔ کا لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گو اس وقت طبع سلیم کے اقتضا سے خود سرسیّد کی طرزِ تحریر سیدھی سادھی تھی مگر سوسائٹی کے اثر سے یقیناً سادی عبارت لکھنے کو وہ خود حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جس کی وجہ سے انھوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ جن عمارتوں کی تحقیقات نہایت جانکاہ کوشش سے انجام کو پہنچائی ہے اُن کا حال اپنی سیدھی سادی عبارت میں جو اس وقت خود ان کی نظر میں

Marfat.com

کم وزن معلوم ہوتی تھی تحریر کریں۔ مگر اس اڈیشن کے شائع ہونے کے بعد وہ بہت جلد اس غلطی سے متنبہ ہوئے اور اس کو دوبارہ اپنے سیدھے سادھے نیچرل اسٹائل میں لکھ کر شائع کیا۔ جس کا فرق ترجمہ پیرس میں چھپا۔

(حیات جاوید حصہ دوم صفحہ ۸۹-۸۸-۴۸ طبع علیگڑھ)

اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی عبارت تمام تر مولانا صہبائی کی لکھی ہوئی ہے اور یہ کہ سرسیّد نے دوسرا اڈیشن خود اپنی سیدھی سادی زبان میں تحریر کیا۔ اس کتاب کا دوسرا اڈیشن جس میں سے سرسیّد نے چوتھا باب حذف کر دیا ہے، اس وقت دستیاب نہیں ہوتا ورنہ دونوں اڈیشنوں کی زبان کا فرق معلوم ہو جاتا۔ لیکن پہلے اڈیشن میں بہت سا حصّہ ایسا بھی ہے جو سادہ نثر میں لکھا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پوری کتاب مولانا صہبائی کے قلم سے نہیں لکھی گئی، بلکہ سرسیّد کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی اور بعض مقامات میں مولانا صہبائی نے سادہ نثر کو مقفیٰ اور مسجع نثر میں لکھ دیا ہے۔ ہمارے اس خیال کی تائید مولانا شبلی کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انھوں نے اپنے مضمون "سرسیّد اور اردو لٹریچر" میں لکھا ہے:۔

"سرسیّد نے مجھ سے خود بیان کیا کہ آثار الصنادید کے بعض بعض مقامات بالکل مولانا امام بخش صہبائی کے لکھے ہوئے ہیں جو انھوں نے میری طرف سے اور میرے نام سے لکھ دیئے تھے۔" (مقالات شبلی جلد دوم صفحہ ۵۸)

چونکہ پوری کتاب تاریخی مقامات اور قدیم عمارات پر ہے، اس لئے اس میں زیادہ عبارت آرائی ممکن نہیں ہے۔ البتہ اس کے چوتھے باب (تذکرہ دہلی و اہلِ دہلی) میں مولانا صہبائی کے قلم کی گلکاریاں نظر آتی ہیں، اور کوئی تعجب

Marfat.com

نہیں اگر اس میں اکثر جگہ بیدل اور ظہوری کا رنگ جھلکتا ہے کیوں کہ مولانا مرحوم اُن کے دلدادہ تھے اور اسی طرز میں لکھتے تھے، لیکن یہ امر یقینی ہے کہ اصل مضمون سرسیّد کا اپنا ہے۔ اس زمانے میں جب کوئی شخص علمی حیثیت سے کچھ لکھتا، تو اسی فارسی نما طرز میں لکھتا تھا، سرسیّد نے بھی آثار الصنادید میں تھوڑی بہت انشا پردازی سے کام لیا اور اُسی طرز کو برتا۔ اور اس کے بعض حصّے مولانا صہبائی نے لکھے اور ممکن ہے اسی وجہ سے سرسیّد نے کتاب کا چوتھا باب دوسرے اڈیشن سے خارج کر دیا ہو۔

باب چہارم "دھلی اور اھل دھلی کے بیان میں ہے جس کو دوسرے ایڈیشن میں شامل نہیں کیا گیا۔ لیکن چونکہ دہلی کے اہل کمال اور ماہرین فن کے حالات پر مشتمل ہے اس لحاظ سے نہایت قابلِ قدر ہے، خصوصاً اصل کتاب کی کمیابی کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی خیال سے اس باب کو "تذکرہ اہلِ دہلی" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس باب کے شروع میں چند صفحوں میں دہلی کی بعض عمارتوں اور وہاں کی آب و ہوا کا ذکر ہے اس کو قصداً چھوڑ دیا گیا ہے اور صرف اہل دہلی یعنی دہلی کے ان مشائخ، علما فضلا، حکما و اطبا اور ماہرینِ فن کار کا تذکرہ نقل کیا گیا ہے جو سرسیّد کے ہم عصر تھے، اور اسی وجہ سے بجائے "دہلی و اہل دہلی" کے اس کا نام "تذکرہ اہل دہلی" رکھا گیا ہے جو موضوع کے اعتبار سے بالکل موزوں اور مناسب ہے۔

اس تذکرہ کی ایک خاص تاریخی اہمیت ہے جو اہل علم سے پوشیدہ نہیں، وہ یہ کہ اس میں جن بزرگوں اور اہل ہنر کا تذکرہ ہے وہ آج کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ بلکہ سرسیّد کے بعد دہلی سے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن میں آثار الصنادید ہی سے اخذ و اقتباس کیا گیا ہے۔ چنانچہ تذکرہ دہلی مولفہ سید احمد اور تاریخ

Marfat.com

دارالحکومت دہلی مولفہ مولوی بشیرالدین ہیں جن بزرگانِ دین مشائخ اور اہلِ ہنر کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ اسی کتاب سے ماخوذ ہے۔ چونکہ سرسیّد نے اپنے معاصرین کے چشمِ دید حالات لکھے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تذکرہ بہت معتبر اور مستند ہے اور اصل ماخذ کا حکم رکھتا ہے۔

اس تذکرے میں جن مشائخ و علماء، خصوصاً حضراتِ نقشبندیہ کا حال لکھا گیا ہے اور جس حسنِ عقیدت کے ساتھ اُن کے تذکرے قلم بند کئے گئے ہیں اس سے روحانیت کی طرف سرسیّد کا رجحان، تصوّف و معرفت سے ان کا دلی اور صاحب نسبت بزرگوں سے گہری عقیدتمندی کا پتہ چلتا ہے، اور جو لوگ ان کو دہریہ اور نیچری سمجھتے ہیں ان کے خیالات کی تردید ہو جاتی ہے، اور یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اتباعِ شریعت میں اصحابِ طریقت کی پیروی کو ضروری اور لازمی سمجھتے تھے اور خالص اسلامی تصوّف اور اصحابِ معرفت کے معتقد و معترف بلکہ مُرید تھے۔

آثارالصنادید کی طبع ثانی کی طرح اس کی طبع اوّل بھی آج ناپید ہے، اور اس وقت صرف اس کی نقل مطبوعہ نولکشور پریس دستیاب ہوتی ہے چنانچہ اس تذکرے کا متن اسی سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں کتابت اور طباعت کی کئی غلطیاں پائی جاتی ہیں اُن کی تصحیح کی گئی ہے۔ اسماء و اعلام سے متعلق مزید معلومات کے لئے دوسری مستند کتابوں کے حوالے ذیلی حواشی میں دیے گئے ہیں تاکہ تفصیلی حالات معلوم کرنے میں آسانی ہو۔ علاوہ ازیں عربی نثر کی عبارتوں اور عربی فارسی اشعار غلط سلط چھپے ہوئے ہیں اُن کی تصحیح کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ اور بعض عربی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اس باب میں اُردو زبان کا بیان پہلے اڈیشن میں بہت مختصر

Marfat.com

ہے۔ سرسیّد نے آثار الصنادید کی طبع ثانی میں سے جہاں چوتھے باب کو خارج کر دیا ہے وہاں زبان اُردو کا بیان کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو پہلے اڈیشن سے مختلف ہے۔ یہ بیان آثار کے تیسرے اڈیشن مرتبہ منشی رحمت اللہ رعد میں موجود ہے جس کو یہاں نقل کر دیا گیا ہے آخر میں ایک اشاریہ بھی لگا دیا گیا ہے۔

یقین ہے کہ اس کی جداگانہ اشاعت سرسیّد کا ایک اہم علمی و تاریخی کارنامہ ہونے کے لحاظ سے مشائخ علما اور شعرا کے تذکروں میں ممتاز جگہ پائے گی اور پہلے سے زیادہ اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

اُردو زبان کے بیان میں[1]

ا۔ ہندوؤں کے راج میں تو یہاں ہندی بھاشا بولنے، چالنے، سیکھنے پڑھنے میں آتی تھی ۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء موافق ۱۲۴۸ سمت بکرماجیت کے، جب مسلمانوں کی سلطنت نے یہاں قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر

---

[1] منقول از آثار الصنادید طبع رحمت اللہ رحمہ ۱۹۰۴ء مطبوعہ مطبع نامی صفحہ ۱۰۴ تا صفحہ ۱۰۸۔ پہلے اڈیشن میں "زبان کا بیان" حسب ذیل ہے:—

زبان کا بیان

یہاں جو اب زبان مروج ہے اور جس میں سب لوگ بولتے ہیں اس کا نام اُردو ہے اور تحقیق اس کی یوں ہے کہ اُردو فارسی لفظ ہے اور اس کے معنی بازار کے ہیں اور اُردو سے مراد اُردوئے شاہجہاں ہے اگرچہ دلی بہت قدیم شہر ہے اور ہندوؤں کے تمام راجہ پرجاؤں کا ہمیشہ سے دارالسلطنت رہا ہے (آگے صفحہ ۱۴ پر)

Marfat.com

دفتر فارسی ہوگیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی ۸۹۴ھ مطابق ۱۴۸۸ء تک بجز بادشاہ کے رعایا میں فارسی کا رواج نہیں ہوا۔ اس کے چند روز بعد سلطان سکندر لودھی کے عہد میں سب سے پہلے ہندوؤں میں سے کائستوں نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر میں مہارت رکھتے تھے، فارسی لکھنا پڑھنا شروع کر لیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندوؤں میں بھی رواج ہوگیا۔

۲۔ اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا میں کچھ تغیّر و تبدل نہیں ہوئی تھی۔ مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان میں اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا میں کیا کرتے تھے۔ پر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہوں ہی کے زمانے سے یعنی حضرت مسیحؑ سے تیرھویں صدی میں فارسی زبان میں

(بقیہ صفحہ ۱۴)

لیکن سب اپنی اپنی بھاشا بولتے تھے، ایک کی دوسرے سے زبان نہیں ملتی تھی۔ جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی عملداری ہوئی اور مسلمان لوگ ان شہروں میں آئے اور بھی مشکل پڑی اور اس نئی زبان کے لوگوں کے آنے سے سودا سلف لینے دینے بیچنے بچانے میں دقت پڑنے لگی۔ اوّل اوّل تو مسلمانوں کی عملداری میں اختلاف رہا کبھی کسی کی بادشاہت رہی اور کبھی کسی کی۔ کبھی غوری آئے اور کبھی لودھی اور کبھی پٹھان اور کبھی مغل۔ اس سبب سے زبان کا بدستور اختلاف چلا گیا اور کوئی شخص اس کی اصلاح کے پیچھے نہ پڑا۔ جب کہ اکبر بادشاہ ہوا ایک گونہ سلطنت کا قیام ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے بیٹھے اور علم کا بھی چرچا ہوا لیکن اس زمانے میں فارسی زبان کی ایسی قدر تھی کہ لوگ اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب کہ شہاب الدین شاہجہاں بادشاہ ہوا اور اس نے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکوں کے وکلا کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دلّی شہر کو نئے سر سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور (باقی صفحہ ۱۵ پر)

Marfat.com

بھاشا کے لفظ ملانے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیاں اور مکرنیاں اور نسبتیں ایسی زبان میں کہی تھیں جس میں اکثر الفاظ بھاشا کے تھے۔ غالب ہے کہ رفتہ رفتہ بھاشا میں جب ہی سے (فارسی کا) ملاپ شروع ہوا ہو۔ مگر ایسا نہ تھا جس کو جُدا زبان کہا جائے جب کہ شاہجہاں بادشاہ نے ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ء کے شہر شاہجہاں آباد آباد کیا اور ہر ملک کے لوگوں کا مجمع ہوا اُس زمانے میں فارسی زبان اور ہندی بھاشا بہت مِل گئی اور بعضے فارسی لفظوں اور اکثر بھاشا کے لفظوں میں بہ سبب کثرت استعمال کے تغیر و تبدل ہو گئی۔ غرض کہ لشکر بادشاہی اور اردوی معلیٰ میں ان دونوں زبانوں کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہو گئی[1] اور اسی سبب سے زبان اُردو نام ہوا۔ پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا محذوف ہو کر اس زبان کو اُردو کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس زبان

---

[1] زبان اُردو کی پیدائش اور تاریخ سے متعلق گذشتہ چند سال میں کافی تحقیقات ہوئی ہیں۔ سرسیّد کا یہ مختصر بیان موجودہ لسانی تحقیقات سے بہت بعید ہے۔ اس موضوع پر ملاحظہ ہو (۱) "اُردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصّہ" (۲) "اردوے قدیم" (۳) "پنجاب میں اُردو" وغیرہ وغیرہ۔ کتابیں اور مختلف مقالات جو رسالہ اردو میں چھپتے رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۴)
شاہجہاں آباد اس کا نام رکھا۔ اس وقت اس شہر میں تمام ملکوں کے لوگوں کا مجمع ہوا۔ ہر ایک کی گفتار و رفتار جدا جدا تھی ہر ایک کا رنگ ڈھنگ نرالا تھا۔ جب آپس میں معاملہ کرتے لاچار ایک لفظ اپنی زبان کا دو لفظ اس کی زبان کے۔ یعنی لفظ دوسرے کی زبان کے ملا کر بولتے اور سودا سلف لیتے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ یہ خود ایک زبان ہو گئی اور جو کہ یہ زبان خاص بادشاہی بازاروں میں مروج تھی (بقیہ صفحہ ۱۶ پر دیکھئے)

Marfat.com

کی تہذیب اور آراستگی ہوتی گئی یہاں تک کہ تخمیناً ۱۱۰۰ھ مطابق ۱۶۸۸ء کے یعنی اورنگ زیب عالم گیر کے عہد میں شعر کہنا شروع ہوا۔ اگرچہ مشہور ہے کہ سب سے پہلے اس زبان میں ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان میں شعر کہا ہے اس کے شعروں میں اور شاعروں کی زبان پر طنز نکلتی ہے۔ مگر اس زمانے کے شعر بہت پھیکے اور نہایت سست بندش کے تھے پھر دِن بدن اس کو ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ میر اور سودا نے اس کو کمال پر پہنچا دیا۔

۳۔ میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہے اور اس کے شعروں میں ایسے اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہیں کہ آج تک سب اس کی تعریف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵)

اس واسطے اس کو زبان اردو کہا کرتے تھے اور بادشاہی امیر امرا اِسی کو بولا کرتے تھے گویا ہندوستان کے مسلمانوں کی یہی زبان تھی۔ ہوتے ہوتے خود اس زبان کا نام اُردو ہوگیا۔ اس وقت سے اس زبان نے ایک رونق حاصل کی اور دن بدن تراش خراش ہوتی گئی یہاں تک کہ جس زمانے میں میر اور سودا نے آوازہ اپنی خوش زبانی کا بلند کیا اور یہ آوازہ ہر ایک کے کان میں پہنچایا تھا اس وقت یہ زبان بہت درست ہوگئی تھی اور عجب رنگ ڈھنگ نکال لائی تھی۔ اس کے بعد کچھ کچھ اس زبان میں تغیر و تبدیل ہوئی، اور اب ایسی سنبھل گئی ہے کہ قیامت تک اس سے بہتر ہوئی ممکن نہیں۔ اور اس زبان کو شاہجہاں آباد سے ایسی نسبت ہے جیسے فارسی کو شیراز سے، یعنے یہاں کے لوگوں کی زبان تمام اُردو بولنے والوں کو پسند ہے۔ نہیں تو بقول میر امن کے اپنی دستار رفتار گفتار کو کوئی برا نہیں جانتا۔ اگر ایک گنوار سے پوچھے تو شہر والے کو نام رکھتا ہے اور اپنے تئیں سب سے بہتر سمجھتا ہے۔ خیر عاقلاں خود میدانند اگرچہ اس زبان میں اکثر فارسی اور عربی اور سنسکرت کے الفاظ مستعمل ہیں اور بعضے بعضوں میں کچھ تغیر و تبدیلی کر لی ہے لیکن اس زمانہ میں اور شہر کے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اُردو زبان میں یا تو فارسی کے لغت بہت ملا دیتے ہیں اور فارسی کی ترکیب پر لکھنے لگتے ہیں یہ دونوں باتیں اچھی نہیں ان سے اُردو پن نہیں رہتا۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کے لیے کہ کس قدر فارسی کی ترکیب دیجائے اور کون کون سے لغت اور زبانوں کے نہ بولے جاویں کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ یہ بات صرف اہل زبانوں کی صحبت پر منحصر ہے۔

Marfat.com

کرتے ہیں ۔ سوداؔ کی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہے اور مضامین کی تیزی میرؔ پر غالب ہے مگر میرؔ کی زبان کو اس کی زبان نہیں پہنچتی ۔

۴ ۔ اُردو نثر میں میرؔ امن جس نے باغ و بہار لکھا سب پر فوق لے گیا۔ حقیقت میں نظم لکھنے میں جیسا کمال میرؔ کو ہے، نثر لکھنے میں ویسا ہی کمال میرؔ امن کو ہے۔

۵ ۔ عربی زبان کا اُردو میں ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا۔ مولوی عبدالقادر صاحب کا اُردو ترجمہ کلام اللہ کا اُردو لغات کے لئے ایک بڑی سند ہے اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لئے ایک بہت عمدہ دستاویز ہے ۔

۶ ۔ اُردو زبان کے شعروں کا بھی طریقہ فارسی شعروں کے قاعدے پر یوں ہی آن پڑا ہے کہ گویا جواں مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف میں شعر کہتا ہے ۔

۷ ۔ ہندی بھاشا میں دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت شوقیہ شعر ہوتے تھے بعض بعض دفعہ اُردو زبان میں اسی طرح پر بھی شعر کہا جاتا ہے اور اس کو ریختی بولتے ہیں ۔ غالب ہے کہ تخمیناً ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء کے انشاء اللہ خاں نے اس کو رواج دیا ۔

۸ ۔ فارسی شعروں کی جو بحریں اور اقسام ہیں وہ سب اُردو شعروں میں مروج ہیں الّا مکری اور ہیلی کہنے کا وزن بھی اور ہے ۔ زبان بھی ایسی ہے جس میں اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو ۔

۹ ۔ نسبتیں جو مشہور ہیں فقرے ہوتے ہیں کہ ان میں دو یا تین چیزیں

Marfat.com

جس میں کچھ بہ اعتبار ظاہر کے مناسبت نہیں معلوم ہوتی ہے بیان کیجاتی ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب میں پائی جائے۔

۱۰۔ پہیلی میں کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کئے جاتے ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے؟ بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہے کہ اس میں اس چیز کا نام بھی آجائے جس کے اوصاف اور خصائص بیان کئے گئے ہیں پھر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

۱۱۔ مکری میں عورت کی زبان سے ذومعنی بات بیان کی جاتی ہے کہ جن میں ایک سے معشوق مراد ہوتا ہے اور دوسری سے اور کچھ۔ قائل اس کا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیاں

بالا تھا تو سب کو بھایا۔ بڑا ہو کچھ کام نہ آیا
میں لے دیا اس کا ناؤں۔ بوجھے تو بوجھ نہیں چھوڑے گاؤں (دیا یعنی چراغ)

فارسی بولی آئی نا۔ ترکی بولی پائی نا
ہندی کہتے عار سی آوے۔ منہ دیکھے جو اسے بتاوے (آئینہ)

مکری

آپ ہلے اور مو کو ہلاوے۔ وا کا ہلنا مو کو بھاوے
ہل ہلا کے بھیا نسکھا۔ اے سکھی ساجن نا سکھی۔ (پنکھا)

Marfat.com

نسبتیں

گوشت کیوں نہ کھایا ۔ ڈوم کیوں نہ گایا۔ گلا نہ تھا
انار کھایا کیوں نہیں ۔ وزیر رکھا کیوں نہیں ۔ دانا نہ تھا
سموسہ کیوں نہ کھایا ۔ جوتا کیوں نہ پہنا ۔ تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا ۔۔۔ لو میں بھی نہ بولوں گی خدا کی قسم اچھا

شعرِ اُردو

عشق کرتے ہیں اُس پری رو کا ۔۔۔ میر صاحب بھی کیا دوانے ہیں
میر اُن نیم باز آنکھوں میں ۔۔۔ ساری مستی شراب کی سی ہے
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ۔۔۔ اسکی زلفوں میں سب اسیر ہوئے

Marfat.com

شاہ جہاں آباد

کے

لوگوں کا بیان

اگرچہ لوگ یہ خیال کریں کہ میں نے اس شہر کے لوگوں کا حال لکھا ہے وہ بہ نظر حبُ الوطن ہوگا لیکن جن لوگوں کے مزاج میں انصاف ہوگا وہ میری اس ساری کتاب کو دیکھ کر جان لیں گے کہ میں نے جو حال لکھا ہے وہ افراط اور تفریط سے خالی ہے۔ حقیقت میں یہاں کے لوگ ایسے ہیں کہ شاید اور کسی اقلیم کے نہ ہوں گے۔ ہر ایک شخص ہزار ہزار خوبی کا مجموعہ

Marfat.com

اور لاکھ لاکھ ہنروں کا گلدستہ ہے۔ ہر ایک کو علم و ہنر سے شوق اور دن رات لکھنے پڑھنے کا ذوق ہے۔ ہر ایک کی جبلت میں اخلاق ایسا سمایا ہے کہ اگر ایک ایک بات اُن کی لکھی جائے تو ہزار ہزار اخلاق کی کتاب بن جاوے۔ اس پر علم ویسا ہی ہے مروت ویسی ہی ہے۔ دوست پرستی کا کچھ بیان نہیں بغض اور حسد کا نشان نہیں۔

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن　　آئین ما ست سینہ چو آئینہ داشتن

ہزار ہا آدمی ہوں گے جنھوں نے تمام مکروہات ترک کر کر اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کر طریقہ سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔ پس پھر خیال کرو کہ جو خوبی طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے وہی خوبی یہاں کے آدمیوں میں ہے۔

مردم او جملہ فرشتہ سرشت　　خوش دل و خوش خوے چو اہل بہشت
ہر ہمہ نزدیک دل و گرم خول　　رفتہ چو جاں در تن مردم دروں
ہر سو مو بر تن ایشاں ہنر　　دو آمدہ ہر موئی شکافی بسر
ہر چہ بہ صنعت بہ ہمہ عالم است　　ہست در ایشاں و زیادت ہم ست
در قلمی ہر چہ بر آرد علم　　واں چہ نہ گنجد بہ زبان قلم
بیش تر از علم و ادب بہرہ مند　　زاہل سخن خود کہ شمارد کہ چند

اگرچہ بعض بعض جوان آزاد مزاج آوارہ طبع بھی ہیں اور بقول سعدی کے

"در ایام جوانی چنان کہ افتد دانی"

آوارہ مزاج اور نہو و لعب میں بھی مصروف ہیں اور بجز عشق بازی اور واہیات کے اور کچھ کام نہیں رکھتے لیکن اس پر بھی سب باتیں ایک حیا کے ساتھ ہیں اور ٹٹی کے اوجھل شکار کھیلتے ہیں۔ ایں ہم غنیمت است کہ کچھ تو حیا ہے۔ اور

Marfat.com

ہزاروں جوان سادہ رو نیک خو ایسے ہیں کہ باوصف جوانی اور عالم شباب کے مطلق واہیات کی طرف متوجہ نہیں ۔ اور وہ طریقہ سلامت روی اور نیک طینتی اختیار کیا ہے کہ دیکھنے سے تعلق ہے۔ غزل[1]

اے دہلی وا ے بتان سادہ — پگ بستہ و ریش کج نہادہ
خون خوردن شان بہ آشکارا ست — گرچہ پنہاں خورند بادہ
فرماں نہ برند زاں کہ مہتند — از غایت ناز خود مرادہ
نزدیک دل آں چناں کہ جاں را — برداشتہ گوشۂ نہادہ
جائے کہ برہ کنندہ گل گشت — در کوچہ دمد گل پیادہ
آسیب صبا رسید بر دوش — دستارچہ بر زمیں فتادہ
شاں در رہ عاشقاں بہ منزل — خون نابہ ز دیدگاں کشادہ
ایشاں ہمہ باد حسن در سر — وینہا ہمہ دل بباد دادہ
خورشید پرست شد مسلماں — زیں کج کلہاں شوخ و ساد
کردند مرا خراب و سرمست — ہندو بچگان تاک زادہ
سر بستہ شاں بموئے مرغول — خسرو چو گسیست در قلادہ

اب میں بزرگان معاصرین علیہ الرحمۃ کا جن کے فیض خدمت سے میں مشرف ہوا ہوں یا اس زمانے میں انکے وجود باجود سے عالم کو رونق تھی، حال لکھتا ہوں۔

ذکر کبار مشائخین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ غلام علی قدس سرہ[2] | میرا کیا مقدور ہے کہ آپکے کمالات ظاہری اور مقامات باطنی کا حال لکھ سکوں کیونکہ حالات آپکے اس سے سوا

---

[1] یہ غزل حضرت خواجہ امیر خسرو کی ہے اور ان کے دیوان میں موجود ہے۔ (باقی ص۲۳ پر)

130519

Marfat.com

ہیں جو بیان ہو سکیں اور مقامات اس سے بہت ہیں جو لکھنے میں آویں۔ سبحان اللہ علم اور عمل اور فضل و کمال اور تجرید اور تجرد اور حلم و کرم اور سخاوت اتم اور ایثار و انکسار آپ کی ذات پر ختم ہے۔ جو کچھ آیا اور بس قدر ہوا سب نام اللہ صرف کیا اور کبھی کل کا غم نہ کیا۔ دن رات اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ذکر میں بسر کی اور دنیا و مافیہا کی خبر نہ رکھی۔ میں آپ کے کس کس کمال کا ذکر کروں علم ایسا تھا کہ کاہے کو ہوتا ہے۔ زہد اور مجاہدہ ایسا کہ بیان اُس کا نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ اور ورع اس درجہ پر کہ سوا اس سے ممکن نہیں اور پھر اس پر عجز و لیاہی، انکسار و لیاہی۔ اِتباعِ سُنّت اس درجہ پر کہ اچھے اچھے لوگ وہاں قدم نہ رکھ سکیں۔ آپ کی صحبت سے اس قدر فیض حاصل ہوتا کہ بیٹھ کر اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ وطن اصلی آپ کا موضع دتالہ (۱) ہے جو پنجاب کے ملک میں انبر سر کے پاس واقع ہے اور آپ سادات علوی سے ہیں۔ والد ماجد آپ کے بھی بڑے زاہد اور عابد تھے، اور جنگلوں میں جا کر ذکر خیر کیا کرتے تھے اور مہینوں بناس پتی پر قناعت فرماتے تھے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ایک دفعہ آپ کے والد ماجد نے جناب امیر المومنین علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تمہارے ہاں عنقریب لڑکا پیدا ہوگا۔ ۱۱

البقیہ حاشیہ صفحہ (۲۲)

(۱) شاہ صاحب کے مفصل حالات انہی کے مرید اور خلیفہ حضرت شاہ عبد الغنی نے ضمیمہ مقامات مظہری میں لکھے ہیں۔ یہ رسالہ خود شاہ صاحب کی تصنیف مقامات مظہری کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر چھپا ہے۔ مقامات مظہری میں انھوں نے پیر و مرشد حضرت مرزا جان جاناںؒ کے حالات ملفوظات اور معمولات لکھے ہیں۔ یہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی میں ۱۳۰۹ھ میں چھپی ہے۔ اختر

لہ حاشیہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

ہے، اس کو میرے ہم نام کرنا۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو دیکھا کہ انھوں نے آپ کا نام عبدالقادر رکھا۔ اور آپ کے عم بزرگوار نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اشارت سرایا بشارت سے عبداللہ آپ کا نام رکھا اور اسی سبب سے آپ کا اصلی نام عبداللہ اور عرف غلام علی تھا۔ ۱۱۵۶ھ[1] میں آپ نے اس عالم میں قدوم فیض توام رکھا، اور اپنے جمال جہاں آرا سے عالم کو منور کیا۔ بعضے شعرا نے آپ کی ولادت باسعادت کی تاریخیں بھی منظوم کیں جس میں سے ایک یہ بھی ہے۔

چو نجم چرخ ہدیٰ حضرت غلام علی — شدہ ظہور فگن در جہاں، جہاں بشگفت
من ولادت شریفش چو جست لافت دل — مہ سپہر ہدایات شد طلوع بگفت[2]

غرض کہ آپ نے سولہ برس کی عمر تک تو اسی نواحی میں بسر کی ۱۱۷۲ھ میں آپ کے والد ماجد نے اس ارادہ سے دہلی میں بلوایا کہ اپنے پیر شاہ ناصرالدین قادریؒ (۳) سے جن کا مزار نئی عیدگاہ کے پیچھے ہے بیعت کرادی جائے۔ آپ کے پہنچنے سے پہلے شاہ ناصرالدین صاحب نے انتقال

صفحہ ۲۴ کا حاشیہ

(۱) ضمیمہ مقامات مظہری میں "قصبہ پٹیالہ ضلع پنجاب" لکھا ہے۔

[1] ضمیمہ مقامات مظہری میں پنجاہ و ہشت یعنی ۱۱۵۸ھ لکھا ہے۔ ۱۱۵۶ھ ہجری صحیح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تاریخ ولادت کے مصرعہ چہارم سے ظاہر ہوتا ہے، لیکن شاہ عبدالغنیؒ نے ان کی ولادت کا ایک مادہ تاریخ "مظہر جود" لکھا ہے جس کے عدد ۱۱۵۸ ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب کو چونکہ صاحب تذکرہ سے نسبت تھی اس لئے بہت ممکن ہے کہ ان کی دی ہوئی تاریخ زیادہ صحیح ہو۔ اختر

حواشی ۲ و ۳ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

Marfat.com

کیا، اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کو اور ہی کچھ پردۂ غیب سے ظاہر کرنا تھا، یہ بات نقاب خفا و حیز التوا میں رہی۔ تب آپ کے والد ماجد نے اجازت و اختیار دیا کہ جس سے چاہو بیعت کرو۔ ۱۱۷۸ھ میں بائیس برس کی عمر میں آپ نے جناب مرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور یہ شعر پڑھا۔

از برائے سجدۂ عشق آستانے یافتم سرزمینے بود منظور آسمانے یافتم

بعد بیعت کے سالہا سال آپ نے پیر و مرشد اپنے کی خدمت میں اوقات بسر کی اور وہ زہد و مجاہدہ اور ریاضت کی کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ دن بدن عروج کمال اور مشاہدۂ جمال شاہد بے زوال اور مکاشفہ اور ترقیات فائقہ ہوئی، یہاں تک کہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور صاحب ارشاد ہوئے اور تلقین و ارشاد کا سلسلہ روبرو اپنے پیر و مرشد کے جاری فرمایا۔ اگرچہ آپ نے بیعت سلسلۂ قادریہ میں کی تھی لیکن ذکر و اذکار و شغل و اشغال طریقۂ علیۂ نقشبندیہ مجددیہ میں جاری کیا اور ہر طریقہ کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے پیر و مرشد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین

ص۲۴ کے حواشی

(۱) ضمیمۂ مقامات مظہریؒ (ص ۲) میں ۱۱۸۰ھ لکھا ہے۔

(۲) ان کے حالات و ملفوظات میں انہی شاہ غلام علی صاحب نے ایک کتاب "لطائف خمسہ" معروف بہ "مقامات مظہری" تصنیف فرمائی ہے جو ۱۳۰۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں چھپ چکی ہے۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ کے خود نوشت حالات آزاد بلگرامی نے خود ان سے حاصل کیے تھے جن کو لچھمی نرائن شفیق نے تذکرۂ چمنستان شعرا (ص ۲۴۷ - ۲۴۸) میں ان کے تذکرہ میں شامل کر دیا ہے۔

Marfat.com

ہوئے اور حقیقت میں میرے اعتقاد کے بموجب اپنے پیر پر بھی فوق لے گئے۔
سبحان اللہ کیا آزادی تھی کہ مطلق دنیا کا لگاؤ نہ تھا۔ اللہ اللہ کیا اطاعت
سنت تھی کہ سرمو بھی فرق نہ تھا۔ توکل اس درجہ پر تھا کہ کبھی کسی طرح کا خیال
دل میں نہ آتا۔ امرا اور بادشاہ آرزو رکھتے تھے کہ ہم خانقاہ کے فقرا کے لئے
کچھ وظیفہ مقرر کریں، ہرگز آپ منظور نہ فرماتے۔ ایک دفعہ نواب امیرالدولہ
امیر محمد خاں والئی ٹونک نے بہت التجا سے درخواست تقرر وظیفہ کی اس
کے جواب میں آپ نے یہ شعر لکھ بھیجا۔

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم　　با میر خاں بگوئے کہ روزی مقرر است

آپ کی ذات فیض آیات سے تمام جہان میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں
کے لوگوں نے آن کے بیعت اختیار کی۔ میں نے حضرتؒ کی خانقاہ میں اپنی
آنکھ سے روم اور شام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کے لوگوں کو
دیکھا ہے کہ حاضر ہو کر بیعت کی اور خدمات خانقاہ کو سعادت
ابدی سمجھے۔ اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور
افغانستان کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح اُمڈتے تھے سچ ہے ؎

چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیار بعید　　روند خلق بدیدارش از بسی فرسنگ

حضرتؒ کی خانقاہ میں پانچ سو فقیر سے کم نہیں رہتا تھا۔ اور سب کا
روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا۔ اور باوجودے کہ کہیں سے ایک حبہ مقرر نہ تھا
اللہ تعالیٰ غیب الغیب سے سب کام چلاتا تھا۔ اس پر فیاضی اور سخاوت
اس قدر تھی کہ کبھی سائل کو محروم نہیں پھیرا، جو اس نے مانگا وہی دیا۔ جو چیز
تحفہ اور تحفہ آپ کے پاس آتی اُس کو بیچ کر فقرا پر صرف کرتے اور جیسا گاڑھا موٹا
گاڑھا موٹا تمام فقیروں کو میسر ہوتا ویسا ہی آپ بھی پہنتے، اور جو کھانا

Marfat.com

سب کو میسر ہوتا وہی آپ کھاتے۔ بھلا غور کرو کہ بشر کی طاقت ہے کہ ایسی بات کر سکے کہ اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت آپ اپنے لیے تو یہ کپڑا لے لیجئے اور یہ آرام کی چیز بنا لیجئے تو آپ یہ قطعہ پڑھا کرتے۔ قطعہ

خاک نشینی است سلیمانیم ننگ بود افسر سلطانیم
ہست بسے سال کہ می پوشمش کہنہ نہ شد جامۂ عریانیم

اور اگر کبھی کچھ اسباب اور دنیا کا ذکر آتا تو ارشاد فرماتے:۔

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہاں
ہر چہ ما داریم زاں ہم اکثری درکار نیست

آپ کی اوقات شریف نہایت منضبط تھی۔ کلام اللہ آپ کو حفظ تھا اور تحقیق قرأت بھی بہت خوب تھی۔ نماز صبح اوّل وقت ادا فرما کر درس سپارہ کلام اللہ کے ختم فرماتے اور بعد اس کے حلقۂ مریدین جمع ہوتا اور تا نماز اشراق سلسلہ توجہ اور استغراق جاری رہتا۔ بعد ادا کرنے نماز اشراق کے تدریس حدیث اور تفسیر کی شروع ہوتی۔ جو لوگ اس جلسہ کے بیٹھنے والے ہیں اُن سے پوچھا چاہیے کہ اس میں کیا کیفیت ہوتی تھی اور پڑھنے پڑھانے سُننے سُنانے والوں کا کیا حال ہوتا تھا۔ جہاں نام رسولؐ خدا آتا آپ بیتاب ہو جاتے، اور اس بیتابی میں حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی سبحان اللہ کیا شیخ تھے باقی باللہ اور عاشق رسولؐ اللہ۔ علم حدیث اور تفسیر نہایت مستحضر تھا۔ اگر باعتبار علوم نقلی خاتم المحدثین والمفسرین تعبیر کیا جاوے تو بھی زیبا ہے۔ اور اگر باعتبار علوم عقلی سرآمد فلسفیان متقدمین اور متاخرین لکھا جاوے تو بھی بجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا جمع علوم پیدا کیا تھا کہ ہر ایک علم ظاہری اور باطنی میں درجہ کمال بہ انتہائے کمال حاصل

Marfat.com

تھا۔ بعد اس درس و تدریس کے آپ کچھ تھوڑا سا کھانا کہ عبادت معبود کو کافی ہو، تناول فرما کر بہ اتباع سنت نبوی قیلولہ استراحت میں آرام کرتے۔ تھوڑی دیر بعد اول وقت نماز ظہر ادا فرما کر پھر درس و تدریس حدیث و تفسیر و فقہ اور کتب تصوف میں مشغول ہوتے، اور نماز عصر تا نماز مغرب حلقۂ مریدین جمع ہوتا، اور ہر ایک آپ کی توجہ سے علوم مدارج حاصل کرتا۔ ہمیشہ تمام رات آپ شب بیداری فرماتے تھے شاید کہ گھڑی دو گھڑی بمقتضائے بشریت غفلت آجاتی ہو سو وہ بھی جانماز پہ۔ برسوں آپ نے چارپائی پر استراحت نہیں فرمائی۔ اگر نیند کا بہت غلبہ ہوا یونہی اللہ اللہ کرتے پڑ رہے۔ آپ کی خانقاہ میں عجب عالم ہوتا تھا۔ بوریا کا فرش رہتا تھا اور اسی کے سرے پر ایک مصلی کبھی بوریا کا اور کبھی اور کسی چیز کا پڑا رہتا تھا اور وہیں ایک تکیہ چمڑے کا رکھا رہتا تھا۔ آپ دن رات اسی مصلے پر بیٹھے رہتے اور عبادت معبود کیا کرتے، اور سب طالبین گرد اگرد آپ کے حلقہ باندھے بیٹھے رہتے۔ اور ہر ایک کو جدا جدا فیض حاصل ہوتا۔ اگر کبھی کچھ فرش فروش کا ذکر آتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ:۔

تنگلکے زیر و تنگلکے بالا — نہ غم دزدے نہ غم کالا
گزی بوریا و پوستکی — دلی کی بہ ز درد دوستکی
ایں قدر بس بود جمالی را — عاشق رند لا ابالی را[1]

حق یہ ہے کہ ایسا بیرشتہ جان شیخ دیکھنے میں نہیں آیا اور میں تو اس بات پہ عاشق ہوں کہ باوجود اتنی آزادی اور خود رفتگی کے سر مو احکام شریعت

---

[1] یہ اشعار مولانا جمالی دہلوی کے ہیں

Marfat.com

سے تجاوز نہ تھا اور جو کام تھا وہ باتباع سنت تھا۔ لقمۂ مشتبہ سے نہایت پرہیز کرتے اور مال مشتبہ ہرگز نہ لیتے جو شخص خلافِ شرع اور سنت ہوتا اس سے نہایت خفا ہوتے اور اپنے پاس اس کا آنا گوارا نہ کرتے اور فرماتے بقطعہ

یا مرو با یار ارزق پیرہن　　یا بہ کش بر خانماں انگشت نیل
یا مکن با پیل بانال دوستی　　یا بنا کن خانۂ در خور پیل (۱)

میرے تمام خاندان کو اور خصوصاً جناب والد ماجد کو آپ سے خاص اعتقاد تھا' اور میرے جناب والد ماجد اور میرے بڑے بھائی جناب بے احتشام الدولہ سید محمد خاں بہادر مرحوم کو آپ ہی سے بیعت تھی۔ اور آپ کی میرے خاندان پر اس قدر شفقت اور محبت تھی کہ میرے والد ماجد کو اپنے فرزند سے کم نہیں سمجھتے تھے۔ میرے والد ماجد بھی آپ کی صحبت کی برکت سے آزادہ مزاج اور درراستہ طبع تھے' کبھی کبھی بموجب اس مصرع کے:۔

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

کوئی بات گستاخانہ عرض کرتے یا کوئی حرکت آپ کے خلاف مرضی سرزد ہوتی تو آپ بارہا ارشاد فرماتے کہ اگرچہ میں نے اپنے تئیں غم زن و فرزند سے دور رکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہوئی کہ اس شخص کی محبت اپنے فرزندوں سے سوا دے دی۔ جو چاہو سو کہو اور جو چاہو کرو۔ میں ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ اپنی شفقت اور محبت سے مجھ کو اپنے پاس مصلے پر بٹھا لیتے اور نہایت شفقت فرماتے۔ لڑکپن میں کچھ تمیز تو ہوتی نہیں خصوصاً صغر سن میں جو چاہا سو کہا' جو چاہتا سو کرتا' اور حرکات بے تمیزانہ مجھ سے سرزد ہوتیں اور آپ اُن سب کو گوارا

---

(۱) یہ قطعہ شیخ سعدیؒ کے گلستان میں درج ہے۔

Marfat.com

فرماتے۔ میں نے اپنے دادا کو تو نہیں دیکھا آپ ہی کو دادا حضرت کہا کرتا تھا۔ آپ کے کمالات اور خرق عادات اُس سے زائد کہ بیان میں آویں، اس واسطے اس مختصر میں اُس کی گنجائش نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ایسے شخص کی کرامت کا بیان کرنا اُس کے رتبہ سے کم ہے، کیونکہ فقیری کا رتبہ اس سے آگے ہے۔ غرض کہ سالہا سال تک آپ کی ذات فیض آیات سے یہ عالم منوّر رہا۔ اور جو کہ ہر ایک کو اس دارالفنا سے دارالبقا کو چلنا ہے، آپ نے بھی ہفتہ کے دن صفر کی بائیسویں ۱۲۴۰ھ میں اس جہان سے انتقال کیا، اور آپ کی خانقاہ میں آپ کے پیر کے پہلو میں دفن کیا اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلیہ راجعون۔ نوّر اللہ مضجعہ۔ آپ کے انتقال کی تاریخ ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جس طرح خواجہ بزرگ نقشبند[1] علیہ الرحمہ کے جنازہ پر یہ شعر پڑھے گئے تھے اُسی طرح میرے جنازے پر بھی پڑھے جاویں اور وہ شعر یہ ہیں۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شئ للّٰہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانبِ زنبیل ما — آفریں بر دست و بر بازوئے تو[2]

اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ دو شعر عربی فارسی بھی میرے جنازہ پر بہ الحان خوش پڑھنا۔ شعر عربی۔

وفدت الی الکریم بغیر زاد — من الحسنات والقلب السلیم
فان الزاد اقبح من قبیح[3] — اذ کان الوفود الی[4] الکریم

---

[1] خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند سے مراد ہے جن کی وفات ۷۹۱ھ میں ہوئی اور مزار مبارک بخارا میں ہے (رشحات)

[2] "پہلوئے" (ضمیمہ مقامات مظہری ص ۱۶)

[3] ضمیمہ مقامات مظہری (ص ۱۶) میں یہ مصرعہ اسطرح منقول ہے: فحمل الزاد اقبح کل شئ — [4] علے (ضمیمہ) ص ۱۶ (۵) انکے حالات ان کے فرزند شاہ عبدالغنی صاحب مجددی نے ضمیمۂ مقامات مظہری میں تفصیل سے لکھے ہیں ملاحظہ ہو از صفحہ ۱۷ تا ۲۴

Marfat.com

اشعار فارسی

بر سر خاک من بیا نغمہ ز عشق بر سرا — کز جذبات عشق تو نعرہ زند خاک برزم
بعد ہزار سال اگر بر لحدم گذر کنی — مشک شود غبار من روح شود ہمہ تنم

جس وقت یہ اشعار پڑھے جاتے ہزارہا آدمی حاضر تھے اور سب لوگ بہ ہائے ہائے روتے تھے اور عجب لطف اور فیض اور کیفیت تھی۔ آپ کے ملفوظات بھی بہت خوب خوب ہیں، اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیری میں چار چیزیں چاہئیں دو ٹوٹے دو ثابت — ہاتھ پاؤں تو ٹوٹے اور دین و یقین ثابت۔

جناب حضرت مولانا شاہ ابو سعید نور اللہ مضجعہ

آپ شاہ غلام علی صاحب کے خلیفۂ اعظم ہیں اور آپ کے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے تھے، لیکن اس بات کو بھی خیال کرلو کہ آپ حضرت مجدد کی اولاد میں ہیں جو حضرت شاہ صاحب کے پیرانِ پیر تھے اور واقع میں حضرت شاہ صاحب بھی آپ کو ولیا ہی سمجھتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ نسب آپ کا حضرت مجدد تک اس طرح پہونچتا ہے کہ شاہ ابو سعید بیٹے حضرت صفی اللہ کے، اور حضرت صفی اللہ بیٹے حضرت عزیز القدر کے، اور حضرت عزیز القدر بیٹے حضرت محمد عیسیٰ کے، اور حضرت محمد عیسیٰ بیٹے حضرت سیف الدین کے، اور حضرت سیف الدین بیٹے حضرت خواجہ محمد معصوم کے، اور حضرت خواجہ محمد معصوم بیٹے حضرت مجدد الف ثانی کے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضرت مجدد شیخ فاروقی ہیں یہ شرافت اور علو مرتبہ تو از روئے نسب کے تھا، اور علاوہ

Marfat.com

قطعہ

امام و مرشد ما شاہ بو سعید سعید — بعید فطر[1] چو شد واصل جناب خدا

ولی شکستہ و مغموم گفت تاریخش — ستون محکم دین نبی[2] فتادہ زپا

جناب حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

شاہ ابو سعید صاحب کے بڑے بیٹے اور جانشین ہیں۔ کمالات آپ اس سے سوا ہیں جو بیان میں آویں اور صفات آپ کی اس سے بہت ہیں جو کہی جاویں۔ حافظ کلام اللہ ہیں اور متبع سنت رسول اللہ۔ اپنے پیروں کی طرح سلسلۂ ارشاد و تلقین اور توجہ اور استغراق جاری ہے۔ اور حق پوچھو تو اب انھیں کی ذات فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہے۔ علم حدیث و فقہ و تفسیر بدرجۂ کمال حاصل ہے۔ دن رات مشغلۂ درس و تدریس جاری ہے مسائل دینی آپ کے فیض سے حل ہوتے ہیں اور فتوی شرع شریف آپ کی مہر سے مسجل کیے جاتے ہیں۔ قدم بہ قدم اپنے بزرگوں کے طریقے پر چلتے ہیں اور اپنے پیروں کا طریقہ برتتے ہیں۔ نسبت باطنی بہت مستحکم ہے سیکڑوں آدمی آپ کے فیض توجہ سے مقامات مشکلہ سے نکلتے ہیں اور مدارج اعلا کو پہونچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگ کو سلامت رکھے جس سے خاندان مجددیہ قائم ہے۔ آمین ثم آمین۔ ولادت آپ کی ۱۲۱۷ھ میں ہوئی ہے اور مظہر یہ دال آپ کی ولادت کی تاریخ ہے۔ اگرچہ عمر شریف چھیالیس

---

[1] "بعید عید" (ضمیمہ مقامات مظہری صفحہ ۲۴)

[2] اس قطعہ کے مصنف مولوی خلیل احمد صاحب ہیں جو حضرت کے مرید تھے (ضمیمہ صفحہ ۲۴

Marfat.com

مرحلہ سنین طے فرمائے ہیں۔ لیکن مدارج کمال کے ہزار در ہزار طے ہوئے ہیں۔ آپ نے بھی جناب حضرت شاہ غلام علیؒ صاحب سے بیعت کی ہے اور انھیں سے خلافت پائی ہے لیکن آپ نے جناب والد سے بہت سا فیض حاصل کیا ترقی در ترقی پائی اور ان سے بھی خلافت حاصل کی۔ اب اُن کے انتقال کے بعد آپ ہی سجادہ نشین ہیں اور ارشاد و تلقین میں مصروف اَللّٰھم متّع المسلمین بطول حیاتہ و ضاعف مدارج المومنین بطول بقائہ۔

جناب حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ بھی جناب شاہ ابوسعیدؒ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اور حقیقت میں فخرِ خاندان ہیں آپ کا طور ہی جدا ہے اور رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ آپ بھی حافظ کلام اللہ ہیں اور عالم احادیث رسول اللہ۔ ولادت آپ کی شعبان ۱۲۳۴ھ میں ہفتہ کے دن عشا کے وقت ہوئی ہے خوردسالی ہی میں جناب حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ آپ کو توجہ دیا کرتے تھے۔ جب بڑے ہوئے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور طرح طرح کا فیض حاصل کیا بعد اُن کے انتقال کے جناب مرزا شاہ غفور بیگ صاحب سے کہ بڑے خلفائے حضرت شاہ غلام علی صاحب سے تھے اور قوۃ نسبت بدرجۂ کمال رکھتے تھے ہزار دو ہزار فیض حاصل کیے۔ اوقات آپ کی ایسی خوب ہے کہ اگلے زمانے کے اچھے اچھے دین دار لوگوں کی بھی شاید ایسی ہوئی ہوگی۔ مسجد میں بیٹھے رہنا اور طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو برتنا دن رات آپ کا کام ہے۔ خوشا حال اس شخص کا کہ جو اپنے نبیؐ کے طریقہ کو برتے اور دنیا و مافیہا سے خبر نہ رکھے۔ اس قدر اتباع سنت اختیار کیا ہے

Marfat.com

اگر آپ کو آسمان و زمین کے رہنے والے محی السنۃ و قامع البدعۃ کہہ کر پکاریں تو بجا ہے۔ اُن کے نزدیک سوائے انحراف کم تر حکم شریعت کے سخت سے سخت کوئی مصیبت نہیں۔ ارتکاب اس امر خلاف سنت کا جس کو ہم کم بخت لوگ بال سے کم جانتے ہیں اُن کے نزدیک امر محال ہے۔ اس تقویٰ اور ورع کو خیال کرو کہ صرف اس خیال سے کہ ہندوستان میں جو طریق بیع و شرا بعض بعض نواکہہ وغیرہ کا جاری ہے وہ از روئے شرع شریف کے درست نہیں۔ اُن چیزوں کے مزہ سے واقف نہیں۔ جب کوئی ایسا کرے تو معلوم ہو میری زبان نہیں جو میں آپ کی اَدنیٰ سے ادنیٰ صفت کی تعریف کر سکوں۔ صرف اتباع سنت کے لئے ہزار ہا نعمت دنیائے دوں پر لات ماری ہے اور گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ ملاقات اور مکالمات میں ہرگز پیروی سنت نہیں چھوڑتے اور ادنیٰ سنت کے ترک سے کسی چیز کو بہا نہیں جانتے۔ فنانی السنّت اور محوفی الشریعت اور شہسوار میدان طریقت۔ اگر پوچھو تو آپ کی ذات فیض آیات ہے۔ پس جس شخص کا اَدنیٰ اَدنیٰ باتوں میں یہ حال ہو تو پھر خیال کرو کہ بڑی بڑی باتوں میں کیا درجہ احتیاط اور کیا رتبہ اتقا ہوگا۔ اَللّٰھم بارک فی عمرہ وارفع درجتہ فی الدارین۔ آمین۔ یارب العٰلمین۔

شاہ محمد آفاق[1] طاب ثراہ

آپ کے کمالات اور مجاہدہ اور زہد اور مکاشفہ تمام عالم میں مشہور ہیں۔ آپ بھی

---

[1] شاہ صاحب کے حالات اور کسی کتاب میں نہیں ملے۔ تاریخ دہلی مؤلفہ سید احمد ولی اللہی (ص ۱۳۰) میں آپ کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

Marfat.com

اس زمانے کے بڑے وَلی اَللّٰہوں میں سے تھے۔ نسبت باطنی اس قدر قوی تھی کہ بڑے بڑے صاحب نسبت اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ مقامات فقیری بہت صاف تھے۔ نسبتِ الی اللہ بہت درست تھی۔ پیروی سنت رسولؐ مقبول نہایت مدنظر رکھتے تھے۔ مسکینی اور شکستگی بدرجۂ کمال حاصل تھی۔ اپنے تئیں بھی مثل اور نقش و نگار دیوار تصور فرمایا کرتے تھے۔ نسب آپ کا بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ تک پہونچتا ہے، اور آپ بھی حضرت مجددؒ کی اولاد میں ہیں۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحبؒ سے کہ بڑے زبردست فقیر تھے۔ سلسلۂ مجددیہ میں آپ نے بیعت کی تھی اور کمال مدارج حاصل کر کے اجازت پیری و مُریدی کی حاصل کی تھی اور اپنے پیر کے انتقال کے بعد اُن کے سجادہ نشین ہوئے اور اُن کے اشعار سے آپ کا سلسلہ بخوبی معلوم ہوگا۔ اشعار

ہادیٔ آفاق و انفس مثل اصحاب نبیؐ — آں ضیاء اللہ زبیر و نقشبند متقی
خواجہ معصوم است و احمد خواجہ باقی خواجگی — خواجہ درویش و محمد زاہد اسرار وَلی
خواجہ یعقوب بہاء الدین دگر پیر کمال — خواجہ بابا دان دگر میر علی رانینی
خواجہ محمود است عارف خواجہ عبدالخالق است — خواجہ یوسف بعد شیخ فارمد آں بوعلی
بوالحسن بس بایزید و جعفر صادق بُدٗ — قاسم و سلمان ابوبکر و رسول ہاشمیؐ

اور علاوہ اس کے آپ کو سب سلسلوں میں اجازت پیری اور مُریدی کی حاصل تھی آخر کو۔ یہی مضمون صادق آیا کہ:۔

ع نفس فنا تھا سو فنا ہو گیا۔

یعنی محرم ۱۲۵۱ھ کی ساتویں کو بدھ کے دن نماز مغرب کے بعد آپ نے اس جہانی فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ــــ

Marfat.com

جمعرات کے دن آپ کو مغل پورہ میں دفن کیا۔ خواجہ بہاء الدین احمد صاحب نے جو بڑے بیٹے خواجہ علاء الدین احمد صاحب کے ہیں یہ شعر تاریخ وفات میں نظم کیا۔

از سر یاس گفت اہل جہاں　　شاہ آفاق رفت از دنیا

حاجی علاء الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ شاہ آفاق صاحب کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں حقیقت میں اپنے پیر کی نشانی ہیں اس زمانے میں ایسے لوگوں کا ہونا مغتنمات سے ہے۔ ایسے لوگ کاہے کو پیدا ہوتے ہیں۔ تمام عمر فقیری میں صرف کی اور دنیا و مافیہا سے خبر نہ رکھی۔ سچ ہے کہ السعید من سعد فی بطن امہ۔ چھٹ پن سے آپ کو فقیری کا شوق تھا۔ سولہ برس کی عمر میں بیعت کی اور طرح طرح کے زہد اور مجاہدہ کیے اور اپنے پیر کی خدمت میں ہمیشہ سفر اور حضر میں حاضر رہے۔ آپ کا نسب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ملتا ہے۔ توکل علی اللہ اور عشق رسول اللہ ہر وقت آپ کے برتاؤ میں ہے۔ عالم جوانی میں حج خانہ کعبہ ادا کیا اور زیارت روضہ منور رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔ اب سن شریف آپ کا نوے برس کے قریب ہے، آنکھوں سے معذور ہیں، اور پاؤں سے اٹھ نہیں سکتے۔ طاقت طاق ہے مگر ہر دم شغل جاری ہے، اور صوم وصلوٰۃ قائم۔ سبحان اللہ کیا لوگ ہیں کہ کسی حالت میں اپنے معبود کی یاد سے غافل نہیں۔ غور کرو کہ جس شخص نے اپنا لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپا صرف اللہ کی یاد میں صرف کیا ہو اس کو کیا علو مدارج حاصل ہوئے ہونگے اللہ تعالیٰ ایسے

Marfat.com

لوگوں کو سلامت رکھے۔

فخر الملت والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ

سلالۃ عظام زہاد کرام، سرگروہ منقولات بارگاہ صمدیت، پیش رو تبحر قدماں، سالک عرفان احدیت، قدوہ کبار عمال شرع مبین مولانا محمد فخر الملت والدین۔ آں حضرت کے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد ولا تحصیٰ ہیں۔ خاکسار خام رقم کو طاقت نہیں رکھتا کہ آپ کے شمار میں تکلیف مالایطاق کو اپنے اوپر گوارا کرے۔ خلاصہ احوال اطراف مآل ان سرگروہ اہل قال اور پیشوائے ارباب حال کا یہ ہے کہ آپ کے والد بزرگوار مولانا نظام الحق والملت والدین سانحہ موضع کلیان ہیں کہ مضافات لکھنؤ سے ہے۔ نسب آپ کا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی زبدۂ اولاد حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہیں۔ اگرچہ مولد جناب موصوف کا لکھنؤ آباد ہے۔ لیکن بمیں قدوم میمنت لزوم سے حاکسار دار الخلافہ شاہجہاں آباد حرسہا اللہ عن الفساد کی حضرت کے نفوس قدسیہ سے کنار زرع [illegible] رہی۔ والد ماجد حضرت مرحوم مغفور کے اوائل حال میں لکھنؤ سے دلی میں وارد ہوئے۔ اگرچہ اوائل میں فقط تحصیل علوم رسمی میں مشغول لیکن جو کہ خواستۂ تقدیر اور مشیت کردگار قدیر تھی کہ ان کا فیض ارشاد حقائق معارف کے ساتھ موسوم ہو حضرت فائق فی الفقہ والحدیث حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں جن کا سلسلہ حضرت

لہ آپ کے ملفوظات و خوش عبارت پر ادب نظام الملک نے مسمی جہاں آباد سے کتاب مناقب فخریہ لکھی ہے۔

لہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

نصیر الدین[1] چراغ دہلی تک پہونچتا ہے فایز ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ازبسکہ ذات فایض البرکات اُن کی جامع کمالات صوری و معنوی تھی، تحصیل علوم ظاہری اور باطنی کی انھیں کی خدمت میں کر کر منصب خلافت سے سرفراز ہوئے اور آخر الامر معاودت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لے گیے اور سالہا خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی اور ۱۱۴۲ھ میں عالم بقا کو راہی ہوئے۔ حضرت بابرکت جنت مآب مولانا فخر الملۃ قدس سرہٗ نے اپنے پدر والا اقتدار کی خدمت میں علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کر کے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اس کے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ اور رحمت یار خاں کی سرکار میں بسر کی، اور وہاں بھی اُن کے انفاس متبرکہ کی برکت سے بہت گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی۔ ازبسکہ قدیم الایام سے تعلق پہ ترک غالب تھا، وہاں دلی برداشتہ ہو کر امیر شریعت کی طرف تشریف فرما ہوئے اور چند سے مزار مبارک قدوۃ واصلان بارگاہ ذوالجلال قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے وسیلہ سے وہاں کا قیام اختیار کیا۔ از بعد اس کے سنہ احد جلوس احمد شاہی کے مطابق سنہ ۱۱۶۰ھ

صفحہ ۳۹ کا بقیہ

طریقہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت۔ ولادت ۱۰۸۳ھ وفات سنہ ۱۱۴۱ھ۔ آپ کے حالات مناقب العارفین میں درج ہیں۔

[1] سلطان الاولیا حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے اعاظم خلفا میں سے تھے المتوفی ۷۲۵ھ رمضان شریف کی سترھویں کو ہر سال دہلی میں آپ کا عرس ہوتا ہے۔

Marfat.com

نبوی کے تھا۔ شاہجہاں آباد میں تشریف لائے، ان کی ہدایت و ارشاد سے ایک خلق بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی۔ اور یہ عجب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپ کے خلفائے باصفا اطراف ہندستان میں باعث نجات سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوئے چنانچہ اس زمانے میں نواح پاک پٹن میں حضرت شاہ سلیمان صاحب جن کا شہرہ قاف سے قاف تک پہونچا ہے، آپ ہی کے خلفا میں سے ہیں کہ ان کی برکت سے ہزارہا خلق کو ہدایت اور فیض باطن نصیب ہوا۔ اور ازبسکہ حضرت ممدوح مقبول خدائے لایزال تھے، خلق اللہ میں بھی ایسا قبول خاطر بہم پہونچایا کہ گروہا گروہ حصول نجات اور تحصیل ہدایت کے واسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کے ارشاد کو مانند حکم وحی کے راست اور درست جانتے۔ جتنے امرائے ذوی الاقتدار اور سلطان عہد تھے آپ کی بیعت سے مشرف ہوکر آپ ہی کی خاک درکو وسیلۂ آبرو اور آپ ہی کے غبار آستاں کو تاج عزت و اعتبار سمجھتے تھے۔ لیکن سبحان اللہ نشان مقبولیت یہ ہے کہ حضرت باوجود اس ہجوم ارباب دنیا کے ہر ادنیٰ کے ساتھ وہ خلق محمدی خرچ کرتے کہ اُن کا بیان خامۂ راقم کی مجال نہیں۔ باوجود اس کمالات ظاہری اور باطنی کے کہ ادنیٰ دنیادار کی نظر توجہ کے فیض سے ہزار درویش باکمال پر شرف رکھتا تھا، آپ سادہ وضعی کے ساتھ رہتے اور لباس درویشانہ و جبہ اور عمامہ فقیرانہ کے چنداں مقید نہ ہوتے۔ کیا خوب کہا شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نے۔

حاجت بہ کلاہ ترکی داشتنت نیست　　درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

کتاب "نظام العقائد" اور "رسالہ مرجیہ" اور "فخر الحسن" حضرت

Marfat.com

تالیفات سے ہے۔ اُن کا دیکھنا[1] آپ کی ممارست علمی پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے[2]۔ سن شریف تہتر تک پہنچا اور ۱۱۹۹ھ میں عالم بقا کو راہی ہوئے۔ "خورشید دو جہانی"[3] آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔ مزار آپ کا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی[4] (تغمدہ اللہ بغفرانہ) کے واقع ہے اور اس کا ذکر باب اوّل[5] میں ہو چکا۔ ہر چند راقم نے یہ مسلک اختیار کیا تھا کہ جن بزرگوں کی خدمت میں خود پہنچا یا اُن کے جمال باکمال سے اپنی نگاہ کو مشرف کیا، اُن کا حال اس تذکرہ میں مندرج کرے اور ان حضرت کے زمانہ سے اس عہد تک بہت فاصلہ ہے، لیکن چونکہ ان کے خاندان کے احوال سے مزین کرنا اس کتاب کا مدنظر تھا، کثرت عقیدت اور ارادت نے نہ چاہا کہ حضرت کے احوال کمالات اشتمال کے ساتھ زبان قلم کو گویا نہ کرے۔

---

[1] غالباً "لکھنا"

[2] آپ کی تصنیف سے ایک کتاب "القول المستحسن فی فخر الحسن البصری ہے" جس کا ایک مخطوطہ اسلامیہ کالج پشاور کے ایک کتب خانہ میں موجود ہے۔

[3] اصل قطعۂ تاریخ وفات جو آپ کے مزار پر کندہ ہے حسب ذیل ہے۔

بگذاشت خرد ریں چو، مہماں سرائے فانی — بر آستانہ جاداد آں قطب جاودانی
سال وصال آں یاد از غیب چوں بہ جستم — تاریخ گفت ہاتف "خورشید جاودانی"

(تاریخ دہلی از سید احمد ص ۲۳۶)

[4] حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ۔ المتوفی ۶۲۴ھ۔ آپ کے مفصل حالات سیر الاقطاب میں وغیرہ کتابوں میں مرقوم ہیں۔

[5] دیکھو آثار الصنادید، ۷۶، طبع نول کشور ۱۸۷۶ء۔

Marfat.com

جناب مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ

حضرت موصوف کے فرزند ارجمند ہیں اور حضرت کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے۔ آپ کی تعریف و توصیف لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ یہی کافی ہے کہ ایسے چمن کے نونہال اور ایسے نونہال کے ثمر تھے۔

اصل و فرعی را کہ بینی حاصل یک مایہ اند[1] آفتاب و پرتوش از ہم جدا نتواں گرفت

سترھویں ماہ محرم الحرام ۱۲۵۲ھ[2] میں عالم فانی سے ملک بقا کی طرف راہی ہوئے اور مزار مبارک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار میں مدفون۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

جناب حاجی حضرت غلام نصیر الدین عرف کالے صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ[3]

آپ جناب حضرات مولانا قطب الدین صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ محامد آپ کے حیز تحریر اور حیطۂ تقریر سے باہر ہیں۔ اخلاق اس وسعت سے ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ مسکینی اس درجہ پر ہے کہ اس کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اوقات آپ کے بہت خوب اور حرکات آپ کے نہایت محبوب۔ ہر دم و ہر لحظہ وظیفہ سے خالی نہیں رہتے۔ بات کرنی بھی گویا آپ کو مشکل ہوتی ہے۔ جب کوئی پوچھے اس کا جواب لاچار دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس وقت زبان ظاہر میں شغل سے باز رہتی ہے۔ لیکن دل اسی طرح مشغول حق رہتا ہے۔ اس زمانہ میں ایسا بزرگ گرامی شیخ نہیں ہے۔ حضور والا[4] اور تمام سلاطین اور جمیع امرا عظام آپ کے

---

[1] "مایہ" صحیح ہے [2] رسالہ تذکرۃ الفقرا مصنفہ احمد اختر نبیرۂ ابو ظفر بہادر شاہ ص ۲۰ میں آپ کی تاریخ وفات ۱۸ محرم ۱۲۲۳ھ لکھی ہے اور تذکرۃ الانساب ص ۱۲ میں ۱۲۶۳ھ [3] حاشیہ ۳ و ۴ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

نہایت معتقد ہیں۔ جس مجلس میں آپ تشریف لاتے ہیں ہر شخص بے اختیار دوڑتا ہے اور قدموں پر گرتا ہے اور اپنی سعادت ابدی سمجھتا ہے۔ تھوڑی مدت ہوئی کہ آپ پر شوق الٰہی غالب ہوا اور اپنے دادا صاحب کے فیض حاصل کرنے کو دل چاہا۔ اگرچہ وہ فیض سینہ بسینہ اپنے والد ماجد مرحوم سے پایا تھا لیکن یہ شوق ایسا ہے اور یہ نعمت وہ ہے کہ طالب اس کا بس نہیں کرتا جتنا دیتے جاؤ اتنا ہی اور مانگتا ہے۔ آپ نے سفر اختیار کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور پاک پٹن میں تشریف لے گئے اور شاہ سلیمان[1] کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شاہ سلیمان صاحب اس بات کو نہایت غنیمت سمجھے اور ان کے قدوم میمنت لزوم سے ہزار ہا فخر کیے۔ چند کروہ[2] استقبال کو آئے اور باعزاز واکرام لے گئے۔ چند مدت آپ نے وہاں تشریف رکھی اور جو کچھ فیض اور برکات اپنے دادا صاحب کے تھے اُن کو پھر تجدید کیا اور رخصت ہو کر شاہجہاں آباد میں

ص۴۳ کے حواشی

[3] ۱۵ صفر ۱۲۶۲ھ کو آپ نے وفات پائی (تذکرۃ الفقرا ص ۱۲۰ اور تذکرۃ الانساب ص ۱۲)۔

[4] مراد از سراج الدین ابو ظفر بادشاہ دہلی۔

---

[1] خواجہ محمد سلیمان چشتی تونسوی نظامیؒ مرید و خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہٗ جنھوں نے تونسہ شریف میں قیام فرمایا اور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ بمقام تونسہ شریف بتاریخ ۷ صفر ۱۲۲۷ھ میں بعمر یک صد سال سفر آخرت اختیار کیا۔ (دیکھو تذکرۃ الفقرا ص ۱۴) لیکن برکات الاولیاء (ص ۱۹۹) میں سن وفات ۱۲۶۷ھ (باقی صفحہ ۴۵ پر)

Marfat.com

تشریف لائے کہ اب یہیں رونق افروز ہیں ۔ سن شریف آپ کا پچاس سے متجاوز ہے۔ صحبت آپ کی غنیمت ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگان حق کو سلامت رکھے ۔

خواجہ محمد نصیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اُس سے سوا ہیں جو لکھنے میں آویں اور اُس سے بہت ہیں جو کہے جاویں ۔ آپ نواسہ ہیں خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے جو بڑے نامی مشائخ تھے اور ان کا نام تمام عالم میں مشہور ہے ۔ ولادت آپ کی ۱۱۸۹ھ میں ہوئی اور ابتدا سے طالب خدا ہوئے ۔ چھٹپن ہی سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر رہتے اور توجہ لیتے، بلکہ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے بیعت کی تھی جب کہ آپ کا سن شریف دس برس کا ہوا ۔ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ نے وفات پائی اور درد جدائی کا آپ کے نصیب ہوا ۔ آپ ہمیشہ اپنے پیر کی جدائی میں دل شکستہ اور جان خستہ رہا کرتے تھے سچ ہے،

ع یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو ۔

آپ کو اکثر علوم میں خصوصاً ریاضیات میں بہت دخل تھا علم موسیقی خوب جانتے تھے اور تال اور لے سے ایسے واقف تھے کہ بڑے بڑے اُستادان

(بقیہ صفحہ ۴۴)
مرقوم ہے اور یہی سن صحیح معلوم ہوتا ہے ۔

۱؎ ایک کوس یا دو میل کی مسافت ۔

۲؎ دہلی کے صوفی بزرگ، فارسی اور اردو کے مشہور شاعر ۔ میر نے نکات الشعراء (ص ۴۹ تا ۱۰۰) میں اُن کا تذکرہ لکھا ہے ۔ مخزن نکات (ص ۲۸ تا ۳۲) اور گلشن بیخار (ص ۶۸ - ۶۹) میں بھی ان کا تذکرہ ہے ۔ ۱۱۹۹ھ میں وفات پائی ۔

Marfat.com

کے سامنے کان پکڑتے تھے اور خاک چاٹ کر نام لیتے تھے۔ علم حساب کو اُس سے زائد جانتے تھے اور مسائل حساب میں وہ مہارت بہم پہنچائی تھی کہ مسائل لاینحل بہ آسانی حل فرماتے تھے۔ چنانچہ تال اور حساب میں اُن کی تصنیفات سے رسالے موجود ہیں۔ یہ تو صفات ظاہری تھیں اور کمالات باطنی میں ان سب سے بڑا رتبہ تھا اور وہ مقام ہی اور تھا۔ کمالات باطنی خواجہ میر اثر صاحب[1] سے کہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی تھے حاصل کیے۔ جب کہ خواجہ میر اثر علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا خواجہ صاحب میر علیہ الرحمۃ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند سجادہ نشین ہوئے۔ جب کہ اُن کا بھی انتقال ہوا تو آپ کی ذات فیض آیات سے اس مسند جانشینی کو رونق تازہ حاصل ہوئی۔ ہر مہینہ کی دوسری اور چوبیسویں کو مجلس بین نوازی کی آپ کے روبرو ہوا کرتی۔ آپ کو صبر میں درجۂ کمال حاصل تھا۔ اور دنیا سے مطلق لگاؤ نہ تھا۔ اور آپ بڑے عالی خاندان ہیں۔ نسب خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا نواب ظفر خاں جہانگیری[2] تک پہنچتا ہے۔ اُن کے پوتے خواجہ محمد ناصر صاحب[3] منصب داران بادشاہی میں سے تھے کہ یکایک خدا طلبی کا شوق ہوا اور شیخ سعد اللہ المعروف بشاہ گلشن صاحب[4] کی خدمت

---

[1] مشہور صوفی بزرگ اور اردو کے شاعر صاحب مثنوی خواب و خیال (مطبوعہ انجمن ترقی اردو) تذکرہ میر حسن (ص ۱۰) میں ان کے حالات ملتے ہیں۔

[2] خواجہ احسن اللہ نبیرہ خواجہ ابوالحسن ترجمی الملقب بہ ظفر خاں جہانگیر کے مشہور امرا میں تھے۔ ۱۰۷۲ھ میں لاہور میں وفات پائی (مآثر الامراج ۲ ص ۷۵۶-۷۶۳)

[3] خواجہ میر درد کے والد۔ فارسی کے شاعر تھے، عندلیب تخلص تھا۔ آپ کا ضخیم دیوان نالۂ عندلیب کے نام سے چھپ گیا ہے۔

[4] مشہور درویش اور صوفی شاعر المتوفی ۱۱۳۵ھ۔ آپ کے حالات سرو آزاد، بدبھیا، تذکرہ بے نظیر وغیرہ میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

میں حاضر ہوئے اور مدّت تک فیض حاصل کیا اور اس دنیائے دوں کو چھوڑ چھاڑ کر بموجب ہدایت شاہ گلشن صاحب کے خواجہ محمد زبیر صاحب سے بیعت کی اور بہت جہد اور مجاہدہ کیے اور قطب وقت ہوئے کہ اب تک یہ سلسلہ سلسلہ بسلسلہ چلا آتا ہے۔ والد ماجد آپ کے میر کلّو صاحب اکبرآبادی بہت صحیح النسب سادات سے تھے اور نسبت دامادی کی خواجہ میر دردؒ سے رکھتے تھے اور بیعت بھی انھیں سے کی تھی۔ اوصاف حمیدہ آپ کے لاتعد ولاتحصیٰ ہیں، میری طاقت اُن کے بیان کی نہیں۔

آخر کو دوسری شوال ۱۲۶۱ھ کو آپ نے وفات پائی اور دردِ مفارقت مخلصان خاص کو دیا۔ کبھی کبھی آپ شعر بھی کہا کرتے تھے اور رنج تخلص[1] کیا کرتے۔ چنانچہ یہ چند اشعار آپ ہی کی طبعزاد سے ہیں۔ اشعار ہندی:۔

خط دیکھ کر ادھر تو میرا دم اُلٹ گیا — قاصد اُدھر بدیدۂ پرنم اُلٹ گیا۔

یقیں ہو گیا دیکھ کر اس کا قامت — کہ بے شک قیامت میں دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر — کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رلائے — تو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن

دل یہ جس کے لئے پہلو میں تپاں رہتا ہے — یوں سنا ہے کہ اسے بھی خفقاں رہتا ہے

دیکھی نہیں حالت یہ خدائی میں کسی کی — ہے طور مدا اپنا جدائی میں کسی کی

مولوی یوسف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد نصیر علیہ الرحمۃ

---

[1] تذکرۂ مجموعۂ نغز (ج ۱ ص ۲۷۷) اور گلشن بے خار (ص ۹۰) میں آپ کا تذکرہ ہے۔ آخر الذکر تذکرے میں آپ کے یہی چھ اشعار منقول ہیں۔

Marfat.com

کے ہیں، اُن کے اوصاف حمیدہ لاتعد والاتحصیٰ ہیں۔ خامۂ راقم کو طاقت نہیں کہ ان کے محامد اور مناقب کو لکھ سکے۔ حضرت سادات کبار سے ہیں اور صاحب اخلاق پسندیدہ اور مرتاض۔ ان کی سجادہ نشینی سے اس خانقاہ کو زیب و زینت اور رہی ہوگئی ہے۔ سن شریف آپ کا قریب چالیس سال کے ہے۔ راقم نے اِن حضرت کے جمال باکمال سے اپنی نگاہ کو گلچین نظارہ اور ان کی اوقات کو بچشم مشاہدہ کیا ہے۔

حضرت شاہ غیاث الدّین قدس سرہٗ

اولاد حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ[1] سے ہیں اور عرف خواجہ کہاری والہ۔ بسبب حسن اوقات اور کثرت طاعات کے مغتنمات روزگار سے تھے۔ خلق مجسّم کہنا چاہیئے۔ ان کے اوضاع و اطوار خلق محمدیؐ کے مصداق تھے۔ رات اور دن میں سے الیاکم وقت ہوگا کہ عبادت و وظائف سے فارغ رہتے ہوں۔ خورد خواب کو بہ قدر ضرورت بشری کہ حیات مستعار کی بقا کو کافی ہو، کام میں لاتے و الّا طاعت دادار بے ہمال[2] میں مصروف رہتے۔ مریدان با اخلاص کو آپ کی ذات بابرکات سے ارشاد راہ ہدایت اور رہبری سبیل سعادت ایسا ہوا کہ کم کسی سے متصوّر ہے۔

---

[1] سید قطب الدین معروف بہ خواجہ مودود چشتی المتوفی ۵۲۷ھ۔ مشہور ولی کامل۔ آپ کی اولاد میں سے اکثر ملکاپور (برار)، برھان پور (خاندیس)، حیدر آباد دکن، وغیرہ میں موجود ہیں۔ خواجہ چشت اور بلخ و بخارا میں آپکے صدہا خلفا ہیں۔ ہرات اور چشت میں آپ کی اولاد سکونت رکھتی ہے (تذکرۃ الانساب ص ۱۳۲ — ۱۳۳)

[2] "دادار" = اللہ تعالیٰ۔ بے ہمال = لاشریک، بے مثل۔

Marfat.com

مرجع انام اور مآرب خاص و عام تھے۔ عرصہ اُنیس برس کا گذرتا ہے جہان فانی سے راہی عالم باقی ہوئے۔

جناب شاہ صابر بخش صاحب علیہ الرحمتہ

زبدۂ مقبولان بارگاہ الٰہی سید صابر علی معروف بہ سید صابر بخش چشتی۔ سلالۂ سادات عظام اور زبدۂ اہالی خاندان چشت تھے۔ والد ماجد آپ کے شاہ نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہٗ بن شیخ عبد الواحد عرف نواب بشارت خان برادر زادۂ حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی قدس سرہ العزیز تھے۔ ہر چند حضرت مرحوم نے صحبت اکثر مشائخ کبار سے جو آپ کے معاصر تھے کسب فیض باطن کیا، لیکن کمال طریقت و حقیقت اپنے جد امجد شاہ غلام سادات قدس سرہ کی بیعت کے وسیلہ سے حاصل کر کے مُرید با اخلاص اور سجادہ نشین با اختصاص ہوئے۔ تفصیل سلسلۂ خاندان ہدایت نشان حضرت موصوف کی یہ ہے کہ شاہ غلام سادات خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد نصیر قدس سرہ کے اور وہ حضرت شیخ محمد چشتی کے اور وہ حضرت شیخ ابراہیم رام پوری (قدس سرہ العزیز) کے آپ کو حضرت بابرکت شاہ غلام سادات جد امجد اپنے کی خلافت حاصل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ شاہ نصیر الدین صاحب یعنی والد ماجد ان حضرت کے بسبب اس کے کہ علم عرفان و ایقان میں ساری اولاد حضرت مرحوم و مغفور پر سبقت رکھتے تھے، اپنے پدر بزرگوار کی حیات میں ان کی عین رضا سے مسند خلافت پر متمکن ہو مریدان اخلاص کیش کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ اتفاقاً اپنے والد ماجد کی عین حیات ہی میں سفر آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت شاہ غلام

Marfat.com

سادات نے منصب خلافت جو اپنے فرزند ارجمند کو عطا کیا تھا ان کی وفات کے بعد اپنے پوتے سید شاہ صابر علی عرف صابر بخش علیہ الرحمتہ پر مسلم رکھا اور باوجود ہونے اور اولاد کے بسبب قابلیت مادہ کے انھیں کو شرف بیعت سے مشرف فرما کر اپنی سجادہ نشینی کے وسیلہ سے ارشاد ہدایت کا امر ان کو تفویض کیا اور لنگر کا صرف اور انعقاد مجالس عرس اور خدمت مساکین اور خبر گیری صادر و وارد کی اُن کی ذات سے متعلق ہوئی۔ فی الحقیقت آپ کی سخاوت سے حاتم طائی کا نام صفحۂ روزگار سے حک ہو گیا اور طاقت و عبادت کا حال ان بزرگ کا قلم و زبان کی مجال نہیں کہ لکھ سکے۔ ترسٹھ برس کی عمر میں ۱۲۳۷ھ میں چودھویں ربیع الاوّل کو چار گھڑی رات گئے راہی دار البقا ہو کر درمیان خانقاہ کے جو شہر شاہجہان آباد میں متصل دریا گنج واقع ہے، اور آپ ہی نے واسطے ورود مساکین کے تعمیر کروائی تھی، مدفون ہوئے۔ ان حضرت کے بعد فرزند خلیفۂ رشید آپ کے سید عبد اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر متمکن ہو کر اسی طرح خدمت فقرا میں مصروف ہیں۔

جناب میر محمدی صاحب[1] غفر اللہ

آپ کا سلسلہ جناب غفراں مآب مولانا مولوی فخر الملت والدین قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے۔ مقبولان بارگاہ کبریائے الٰہی سے تھے۔ قبول خاطر خاص و عام بھی یہاں تک حاصل تھا کہ امرا و سلاطین آپ کے دیدار فیض انوار کو نعمت کبریٰ اور آپ کی خدمت میں رہنے کو

---

[1] آپ کا نام سید محمد ضیاء الدین بن امیر "میر محمدی" عرف تھا۔ (تذکرۃ الشقرا، ص ۱۳)

Marfat.com

ایک موہبت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ ازبسکہ جذب باطن کی تاثیر سے ساکنین تمام شہر کے خصوصاً صادقین قلعۂ مبارک کے علی الخصوص شاہزادگان جلیل القدر آپ سے بہت رجوع رکھتے تھے، عوام کالانعام عمل تسخیر کا گمان کرتے۔ ہرچند اعمال بھی آپ کے ایسے سریع الاثر تھے کہ آپ کا نفس دم عیسیٰ تھا اور آپ کے ناخن کی خاک کی چٹکی اکسیر کا کام رکھتی۔ ایک مدت ہوئی کہ جہان فانی سے عالم باقی کو راہی ہوکر اپنے ہی دیوان خانہ میں جو متصل چتلی قبر کے ہے مدفون ہوئے[1]۔ چند شاہزادے خصوصاً مرزا نجستہ بخت بہادر آپ کی خلافت کا دم بھرتے ہیں[2]۔

جناب میاں شاہ نانو علیہ الرحمۃ اصل وطن آپ کا تھانیسر ہے۔ سلسلہ حضرت کا جناب برکت انتساب سرگروہ اہل اللہ شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ تک کئی واو

---

[1] آپ کی وفات ۱۲۲۲ھ میں ہوئی۔ (تذکرۃ الفقرا، ص ۲۶)

[2] "مرزا سلیم آپ سے نہایت عقیدت کے ساتھ مرید تھے۔ جب یہ صاحب موصوف کا انتقال ہوا تو مرزا سلیم نے اپنے مکان ہی میں آپ کا مزار بنوایا اور وصیت کی کہ بعد انتقال کے میں بھی یہیں دفن کیا جاؤں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔" (تاریخ دہلی از سید احمد ولی اللہی، ص ۸۷)

[3] مرزا احمد اختر خلف مرزا نجستہ بخت اپنے رسالہ تذکرۃ الفقرا (ص ۱۳) میں لکھتے ہیں:

"جد فقیر نے بھی حضرت سے اکتساب علم و معرفت کیا اور [illegible] امرائے سلطانی بیعت میں آتے تھے اور بعضوں نے خرقہ خلافت بھی عطا کیا جیسے میرے پیر و مرشد برحق حضرت مرزا روشن بخت قدس سرہ اور میرے والد اور مرزا نجستہ بخت عم شاہ و شاہزادہ سلیم بہادر شاہ۔" (تذکرۃ الفقرا، ص ۱۳)

Marfat.com

واسطوں سے پہنچتا ہے[1] بعد تحصیل کمال اور تحصیل فیوض باطنی کے شہر شاہجہاں آباد میں وارد ہو کر حرم مسجد فتح پوری میں ایک حجرہ واسطے سکونت کے اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اُن کی کرامت اور فیض باطن کا شہرہ ایسا پڑا کہ کہ و مہ کو اعتقاد آپ کی خدمت میں بہم پہنچا۔ اکثروں کو آپ کے فیض ہدایت سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔ اسّی برس کی عمر کے قریب وفات پائی اور اُسی مسجد کے حریم میں مدفون ہوئے۔ عرس آپ کا آج تک بدستور ہوتا ہے۔[2]

جناب شاہ جلال علیہ الرحمۃ

یہ خلیفہ تھے حضرت میراں شاہ نانو صاحب مغفور کے۔ اس اوقات کا آدمی اس خیر و زماں میں بہت کم یاب ہے۔ حضرت میراں شاہ نانو صاحب کے حجرہ میں مسند خلافت پر بیٹھ کر عمر بسر کی اور نفس واپسیں تک اہل دنیا کی طرف رجوع نہ کی۔ باوجود توکل کے لنگر شام کے وقت مساکین اور فقرا کو آپ کی طرف سے تقسیم ہوتا تھا۔ یہ حضرت بھی بعد وفات اپنے پیر کی قبر کے قریب مدفون ہوئے[3]

---

[1] حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی (۱۱۴۱ھ) کے ہم عصر ہیں، آپ کا وطن تھانیسر ہے (تاریخ دہلی ص ۱۵۶)

[2] فاروقی شیخ اور مادرزاد ولی تھے۔ طریقۂ چشتیہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۹۷۹ھ میں وفات پائی (برکات الاولیا ص ۸۰)

[3] سید احمد اپنی تاریخ دہلی ص ۱۵، میں لکھتے ہیں:۔ "دونوں حضرات کا عرس ربیع الاول کی آٹھویں شب کو اور نویں دن کو ہوتا ہے۔ پچیس روپیہ سالانہ بابت مصارف عرس اور دو روپیہ ماہوار بابت جاروب کشی وغیرہ مزارات محمد عمر نقیب کو آمدنی مسجد فتحپوری سے ملتے ہیں"۔

Marfat.com

جناب مولانا محمد حیات سلمہ اللہ تعالیٰ وطن اصلی آپ کا ملک پنجاب ہے۔ اُسی نواح میں تحصیل علوم رسمی سے فراغ حاصل کر کے چندے اطراف ہندوستان میں بہ لباس طالب علمی بسر کی اور پھر شہر شاہجہاں آباد میں وارد ہو کر اوائل حال میں شاہ سید صابر علی معروف بہ شاہ صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں فروکش ہو کر درس علوم معقول اور منقول میں مصروف رہے۔ چونکہ علم و فضل کا رشک اقران و امثال تھا، طلبا اطراف و جوانب سے تحصیل علم کے واسطے حاضر خدمت ہو کر آپ کی تعلیم کے فیض سے مرتبۂ فضیلت کو پہنچے اور آپ کے یہاں کا ادنیٰ طالب علم اور جائے کے فضلا سے بہتر گنا جاتا تھا۔ چند تلمیذ آپ کے فیض خدمت سے یکتائے عصر اور یگانۂ دہر ہو گئے، خصوصاً حافظ عبد الرحمٰن کہ آپ کی تعریف اور توصیف علم و فضل کی حیطۂ مقال اور حیطۂ گفتگو سے باہر ہے۔ باوجودیکہ یہ بزرگوار بصارت سے معذور رہیں کوئی علم عقلیہ اور نقلیہ سے ایسا نہیں کہ اس کو محققانہ نہ جانتے ہوں۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ ہیئت اور ہندسہ باوجود بینائی نہ ہونے کے اس طرح بے تکلف پڑھاتے ہیں کہ اور ماہرین اس فن کے اگر ہزار چشم بمطالعہ شب و روز صرف کتاب کریں تو حیثیت خطوط و دوائر کی ویسی آپ نہ سمجھیں اور نہ دل نشین تلمیذ کے کر سکیں۔ از بسکہ حضرت موصوف کے مزاج تقدس امتزاج پر قدیم الایام سے ترک غالب تھا، جب ایسے تلامذۂ باکمال کو فارغ التحصیل اور لائق درس و تدریس کے پایا اپنی طبیعت کو اس طرف سے اٹھا کر ذکر و اشغال کی طرف مصروف کیا اور اکمل فقرا اور عظما نے مشائخ سے فیض باطن کو کسب اور نعمائے معنوی کو حاصل

Marfat.com

کیا اور رنج سفر اپنی ذات موہبت آیات پہ گوارا کر کے پاک پٹن میں جا کر حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت سے مشرف ہوئے اور ان کے فیض صحبت سے قلب اور تزکیۂ نفس کو بکمال پہنچایا اور رخصت الصراف حاصل کر کے پھر وارد شاہ جہاں آباد ہوئے۔ اِن دنوں میں شاہ عبد الحق صاحب جہان فانی سے راہی عالم باقی ہو چکے تھے' اُن کی خانقاہ کی بود و باش کو ترک فرما کر ایک اور مسجد میں کہ قریب قلعہ مبارک کے واقع ہے' سکونت اختیار کی اور آج تک وہیں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کی برکت قدوم سے اس مسجد کی مرمت ہر سال ہوتی رہتی ہے اور ایسی آباد ہو گئی ہے کہ اب اس کو باعتبار کثرت عبادت اور دثور طاعت خیر المساجد اور افضل المعابد کہنا چاہیئے۔ اب سن شریف آپ کا قریب ستر کے پہنچا ہے۔ خدائے عزوجل آپ کی عمر کی ترقی کرے کہ طالبان صادق کو آپ کے فیض باطن سے فوائد کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سیّد احمد صاحب قدس سرہٗ [1]

جناب ہدایت انتساب و زبدہ و اصلان و رگاہ سید اجمد صاحب (طالب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ) سادات عظام اور مشائخ کرام سے تھے وطن اصلی آپ کا بریلی۔ اوائل حال میں شوق طالب علمی میں وطن سے دارد شاہجہاں آباد ہو کر حضرت بابرکت مولانا عبد القادر علیہ الرحمۃ کی خدمت سراسر افادت میں حاضر ہو کر مسجد اکبر آبادی میں فروکش ہوئے۔

---

[1] آپ کے مفصل حالات کے لئے دیکھو سیرۃ سید احمد شہید بریلوی از مولوی ابو الحسن علی ندوی۔

Marfat.com

اور صرف و نحو میں فی الجملہ سواد حاصل کیا۔ ازبس کہ ذوق درویشی اور مسکینی طبیعت میں پڑی ہوئی تھی[1]۔ اکثر خدمت مسجد اور اس مقام کے زائروں خصوصاً درویشان پاک طینت کی، جو دور دراز سے تحصیل علم باطنی کے شوق میں جناب مولانا عبدالقادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت میں حاضر رہتے، خاطرداری اور سرانجام مہام میں ایسے بدل سرگرم ہوتے گویا اس امر کو اہم مہام سمجھے ہوئے تھے۔ اور اس زمانے میں بھی اپنی اوقات کو طاعات و عبادات میں ایسا معروف کیا تھا کہ جو لوگ صرف اس امر کے واسطے گنج نشین اور گوشہ نشین تھے اُن سے بھی اس طرح خاطر مجموع اور حضور قلب سے ظہور میں نہ آتے تھے۔ اکثر مولانائے مغفور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس بندگ کے احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہیں اور بادہ اس سعادت منش کا ترقی مدارج علیا کے قابل نظر آتا ہے۔ اسی اثنا میں سرگروہ علمائے انام، اسوۂ بلغائے عظام، جامع کمالات صوری و معنوی، خادم حدیث شریف نبوی، مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ سے بیعت کا ارادہ کیا۔ جب ان کی خدمت میں گئے، مولانائے ممدوح جو کہ انکے حالات سے واقف تھے، فرمایا کہ حق جل و علا نے اس صاف باطن کو اختیار طریقۂ رشد و ہدایت کے باب میں واسطے کا محتاج نہیں رکھا۔ وسیلہ کا نیازمند نہیں کیا لیکن اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے لئے ایک سبب ضروری ہے، رفع تہمت کے واسطے کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر آپ نے مولانائے موصوف سے بیعت کے بعد چند مدت کے سفر اختیار کیا

[1] "ذوق" کو اردو میں مذکر لکھتے ہیں اس لئے "پڑا ہوا تھا" ہونا چاہیے۔

Marfat.com

اور اطراف وجوانب میں خدا شناسان پاک باطن سے فیض حاصل کرنے میں سرگرم رہے۔ ازبسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتے تھے اور مراتب علیا آناً فاناً ترقی میں تھے، اس دولت بے زوال سے اہل ظاہر کو آگاہی ہو چکی اور ہر طرف سے لوگوں نے ہجوم کیا اور کسی نے بیعت اور کسی نے رہ نمائے حاجات سے سوال کرنا شروع کیا۔ چونکہ اخفائے حال اور ستر احوال منظور تھا خیال میں یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کے لباس سے ملبس ہو کر علم باطنی کی تحصیل اور تکمیل کی جاوے تو یہ ہجوم عوام کا جمعیت اوقات میں خلل انداز نہ ہوگا۔ اس خیال سے ٹونک کی طرف تشریف لے گئے اور نواب امیر خاں کی رفاقت میں بسر کی۔ اور ازبسکہ شجاعت اور جواں مردی سادات صحیح النسب کا جوہر ہے، اس اثنا میں تردد ات عظیمہ آپ سے ظہور میں آئے اور بایں ہمہ تلاش اہل باطن کی روز و شب پیش نہاد تھی اور اکثروں کو ہدایت کی راہ بھی آپ سے حاصل ہوئی۔ جب اس عرصہ میں جمیع مراتب کی تکمیل ہو گئی آپ ترک دنیا کر کر پھر شاہجہاں آباد میں تشریف لائے اور مسجد اکبر آبادی میں وارد ہوئے۔ اس اثنا میں مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو چکا تھا اور مولوی محمد اسمٰعیل[1] رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام علوم رسمی کے درس و تدریس میں مصروف تھے اور اہل باطن

---

[1] مولوی محمد اسمٰعیل ابن مولوی عبدالغنی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے پوتے، مشہور عالم دین، کئی کتابوں کے مصنف۔ حضرت سید احمد بریلویؒ کے ہمراہ جہاد کرتے ہوئے ۱۲۴۶ھ میں بمقام بالاکوٹ (پنجاب) شہید ہوئے۔ آپ کے حالات میں ایک کتاب "سیرۃ اسمٰعیل شہید" اردو میں لکھی گئی ہے۔

Marfat.com

کی طرف چنداں ملتفت نہ ہوتے تھے۔ جب اس دفعہ آپ کے تشریف لانے سے مردم شہر میں ایک غلغلہ پڑ گیا تھا اور طالب فیض باطن کے کثرت سے ہجوم کرنے لگے۔ ایک بار مولوی صاحب موصوف نے بہ اتفاق مولوی عبدالحی[1] رحمۃ اللہ علیہ کے آپ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ ہم کو نماز حضور قلب سے کبھی میسر نہیں ہوئی اگر آپ کی ہدایت سے یہ امر حاصل ہو جائے تو عین مدعا ہے۔ حضرت نے کشف باطن سے معلوم کیا کہ یہ طریق امتحان اس طرح سے کہتے ہیں۔ تبسم کیا اور فرمایا کہ مولانا آج شب کو اس حجرہ میں تشریف لاؤ شاید یہ بات ظہور میں آجاوے۔ ان کو زیادہ استعجاب ہوا اور شب کو دونوں صاحب تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ساتھ ان کو نماز میں کھڑا کیا اور جب نماز پڑھوا چکے، فرمایا کہ اب جدا جدا نیت باندھ کر دو دو رکعت علیحدہ پڑھو۔ یہ جب کھڑے ہوئے تو اس طرح کا استغراق ہوا کہ ان دونوں صاحبوں کو انھیں دو رکعت میں شب بسر ہو گئی۔ جب بہ فیض باطن مشاہدہ کیا، صبح کو دونوں صاحبوں نے بیعت کی اور یہاں تک آپ کی کفش برداری میں حاضر رہے کہ آپ کی کفش برداری کو فخر سمجھتے تھے۔ چند روز کے بعد آپ نے فرمایا کہ مولانا مشیت الٰہی میں یہ ہے کہ تم کو تکمیل اس علم کی اور تتمیم ان مراتب کی سفر میں حاصل ہو، ان کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ کا سفر کیا اور راہ میں قریب ہزار

---

[1] مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے شاگرد اور داماد۔ فقہ حنفیہ کے بڑے ماہر تھے۔ ان کی تصنیف سے فتاویٰ اور رسالہ نکاح اسلامی دو کتابیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت سید احمد بریلویؒ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۱۱۴۔ ابجد العلوم ص ۹۱۶۔ ۹۱۵)۔

Marfat.com

آدمی کے اپنے ہمراہ لے کر اور اُن کے مایحتاج کے متکفل ہو کر حج ادا کیا اور وہاں سے پھر ہندوستان کی طرف تشریف لائے۔ اور آپ جو تمر وقت رسوم شرعیہ اور امر بالمعروف بہت کرتے، منہیات کا رواج اُن کے قدوم کی برکت سے اکثر اطراف سے اُٹھ گیا۔ طرفہ یہ ہے کہ شہر کلکتہ میں جب تک آپ نے تشریف رکھی شراب مطلق نہ بکنے پائی اور کلال خانہ بند رہا اور اس نواح میں آپ کے مریدوں کی کثرت لکوک[1] سے گذر گئی اور آپ کے اکثر خلفا کو قطب اور اوتاد کا مرتبہ حاصل ہوا۔ لہٰذا جو کچھ از روئے کشف باطن کے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کو مع اکثر مومنین پاک اعتقاد کے سعادت شہادت حاصل ہونے والی ہے۔ مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی کو اجازت ہوئی کہ اطراف ہندوستان میں وعظ کہو اور بیشتر جہاد اور فضیلت شہادت بیان کرو۔ ہر چند یہ اس کا منشا نہ جانتے تھے اور پے نہ لے گئے کہ اس ارشاد کا سبب کیا ہے۔ لیکن جو کہ مرید با اخلاص تھے سر مو تجاوز نہ کیا اور فرمان بجا لائے۔ ان کے وعظ سے لکھو کھا مردم شاہراہ ہدایت پر آئے۔ اور شوق ما ہو الحق دل میں جم گیا اور جہاد کی افضلیت ذہنوں میں بیٹھ گئی اور خود بخود چاہنے لگے کہ اگر جان و مال راہ الٰہی میں صرف ہو تو عین سعادت ہے۔ بعد مدت کے ان بندگوں کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے آؤ۔ یہ نوجوان نثار تھے بہ مجرد حکم کے مشتاقین وعظ کو نیم جان چھوڑ کر خدمت بابرکات میں راہی ہوئے اور حضرت ان کو ہمراہ لے کر کوہستان چلے گئے اور یہ ہنوز اس کے منشا سے واقف نہیں۔ جب پنجتار میں وارد ہوئے قوم افغان با آں کہ وحوش سے کم

---

[1] "لکوک" لک کی جمع، یعنی لاکھوں۔

Marfat.com

نہیں، حضرت کے ایسے معتقد ہوئے کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی اور عہد کیا کہ اگر حضرت جہاد کریں تو ہم سرفروشی کو حاضر ہیں۔ آپ نے سکھوں کی قوم پر جہاد قائم کیا۔ مردم ہندستان اہل خبر کے سننے سے اطراف وجوانب سے راہی ہوئے اور سوائے قوم افاغنہ کے مردم ہندستان لاکھا آدمی کے قریب جمع ہوئے اور خطبہ آپ کے نام کا پڑھا گیا، دور دورا مام[1] ہو گیا۔ چند منزل تک عشر جو طریقہ اسلام میں ایک نوع خراج کی ہے آپ کے پاس آنے لگا۔ پشاور اور بعض اور مکان سکھ کی عمل داری سے نکل کر غازیان اسلام کے تصرف میں آ گئے۔ سکھوں کے باوجود اس شوکت و شان ظاہری کے آپ کا الیسا رعب دل میں بیٹھ گیا کہ کچھ ملک دینے پر راضی ہوتے تھے ہے

ع ہیبت حق است ایں از خلق نیست

لیکن حضرت کو جو کہ ترویج اسلام منظور تھی قبول نہ کیا۔ کئی سال تک یہی سلسلہ یونہیں چلا گیا۔ اور مولانا مولوی عبدالحی علیہ الرحمۃ نے بیماری بدنی سے سفر آخرت اختیار کیا۔[2] بعد اس کے جو کہ قوم افاغنہ بندۂ زر اور نہایت طامع ہیں، سکھوں کے اغوا سے آپ سے منحرف ہو گئے اور عین معرکۂ جنگ میں آپ سے دغا کی۔ از بسکہ مشیت الٰہی میں دولت شہادت آپ کے نصیب میں تھی قریب بالاکوٹ کے حضرت نے مع مولوی محمد اسمٰعیل اور اکثر مومنین صاف اعتقاد کے شہادت پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ حضرت کی شہادت کو جو دو برس کا عرصہ گذرتا ہے۔[3]

---

[1] دور دورۂ امام

[2] ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ میں بمقام بوانہ آپ نے وفات پائی (تذکرۂ علمائے ہند صفحہ ۱۱۴)

[3] ۴ ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ میں بمقام بالاکوٹ (پنجاب) آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

Marfat.com

رسول شاہیوں کا بیان[1]

اس سلسلہ کا بیان کسی کتاب میں مبسوط نہیں اس واسطے مجھ کو معلوم ہوا کہ تھوڑا تھوڑا اس سلسلہ کا حال رسول شاہ صاحب سے لکھ دوں۔ اگرچہ رسول شاہ صاحب جن کے نام سے یہ سلسلہ جاری ہے میرے زمانہ کے بہت پہلے تھے اور میں نے بجز شاہ فدا حسین صاحب کے اور کسی کو نہیں دیکھا تھا، لیکن اول سے حال لکھنے میں بہت اچھی توضیح ہو جاوے گی اور آئندہ کو یادگار رہے گی۔

رسول شاہ صاحب

آپ کا سلسلۂ خانوادۂ سہروردیہ میں ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔ آپ پر جذب بہت غالب تھا اور ہمیشہ کوہستان الور میں پھرا کرتے تھے۔ دوسرے تیسرے دن اگر کوئی ٹکڑا روٹی کا ہاتھ لگ گیا کھا لیا ورنہ کچھ پرواہ نہیں، اور جس طرح کہ اہل جذب کا دستور ہے اسی طرح اپنے معبود کی عبادت میں مصروف رہتے اور دنیا و ما فیہا سے خبر نہ رکھتے تھے کثرت

---

[1] یہ طریقہ سید رسول شاہ صاحب الوری سے جاری ہوا۔ اس گروہ کے فقیر چہرہ پر خاک لگاتے ہیں اور چار ابرو کا صفایا رکھتے ہیں، اور ایک رومال مثل کلاہ کے سر پر رکھتے ہیں اور رات کا سونا حرام جانتے ہیں۔ اکثر صاحب درد وغیرہ عضو تحلیل کو اپنی زبان سے چاٹ کر اچھا کرتے ہیں۔ سلسلۂ بیعت ان کا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہنچتا ہے (تذکرۃ الفقرا صفحہ ۲۲)۔

Marfat.com

جذب اس قدر تھی کہ تکالیف شرعیہ اُن پر سے سب کی سب ساقط ہو گئی تھیں۔ لباس کی کچھ قید نہ تھی۔ کوئی چیتھڑا سر کو باندھا نہ باندھا۔ اور اسی طرح اگر کچھ ہوا تو اس کا لنگوٹ کر لیا ورنہ اس کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ غرض کہ عالم جذب میں رہتے اور صدہا کرامات اور خرق عادات اُسی عالم میں اور اسی حال میں اُن سے صادر ہوتیں۔ آپ سادات بہادر پور مضافات الور سے ہیں اور اصلی نام آپ کا سید عبدالرسول ہے۔ وہاں کے لوگ نہایت معتقد تھے اور روائے حاجات ان کے انفاس متبرکہ سے جانتے راجہ الور نشو نما اپنی ریاست کا آپ ہی کی ذات شریف آیات سے سمجھتا تھا اور نہایت اعتقاد آپ کی جناب میں رکھتا تھا۔ سلسلہ آپ کا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک اس طرح پہنچتا ہے کہ رسول شاد دیکھنے والے نعمت اللہ شاہ کے اور وہ دیکھنے والے شاداؤد مصری کے اور وہ دیکھنے والے سخی حبیب کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اسمٰعیل کے اور وہ دیکھنے والے شاہ مرتضیٰ انند کے اور وہ دیکھنے والے شاہ رزاق پاک کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اللہ داد کے اور وہ شاہ پیر بندگی کے اور وہ شاہ سجن گوشہ نشین کے اور وہ شاہ محمد کے اور وہ شاہ حضرت اسحٰق کے اور وہ شاہ داؤد طائی کے اور وہ شاہ راجو قتال کے اور وہ مخدوم جہانیان جہاں گشت کے اور وہ حضرت سید جلال بخاری کے اور وہ حضرت سید احمد کبیر کے اور وہ سید جلال شاہ بزرگ کے اور وہ سید مخدوم شاہ بہاؤالدین کے اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ آپ کو ابتدا سے ایک جذب تھا۔ بارہ برس کی عمر میں شاہ نعمت اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

Marfat.com

ایک دم میں جذب الی اللہ حاصل ہوا اور جنگل اور پہاڑوں میں نکل گئے اور دن رات اللہ کی یاد میں بسر کی اور بائیسویں جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ ہجری کو انتقال کیا اور سواد الور میں اس مقام میں جہاں تکیہ رسول شاہیوں کا ہے ان کو دفن کیا' پھر بہ سبب ایک سانحہ کے اس کا بیان اس مختصر میں نہیں ہو سکتا آپ کے استخوان کو اکھاڑ کر فیروز پور جھرکہ میں مدفون کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی شاہ حنیف صاحب

آپ کا اصلی نام مولوی مظفر حسین ہے اور وطن آپ کا قصبہ میرٹھ بڑے عالم زبردست اور امرائے خاندانی ہیں۔ نسب آپ کا نواب خیر الدین خاں اور فرحت اندیش خاں تک پہنچتا ہے۔ ہمیشہ درس و تدریس میں مصروف رہتے اور مسجد میں بیٹھے رہتے کہ یکایک رسول شاہ صاحب کا ایک فقیر پہنچا اور آپ سے کہا کہ چلو رسول شاہ بلاتے ہیں۔ یہ سنتے ہی آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ ساتھ ہو لئے اور اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر وہی عالم ہو گیا اور اسی طرح عالم جذب میں بسر کی اور صدہا کرامات اور خرق عادات اسی عالم میں ظاہر ہوئیں۔ آخر سترھویں شعبان ۱۲۱۱ھ میں انتقال کیا اور اپنے پیر کی طرح پہلے الور میں اور بعد اس کے فیروز پور جھرکہ میں مدفون ہوئے۔ کبھی کبھی آپ اسی عالم میں اشعار بھی فرماتے تھے اور ایک گیان چوسر بطریق تصوف اور ایک شرح گلستان آپ کی یادگار ہے اور یہ چند اشعار آپ کے ہیں۔

دل بے خطرہ مظہر ذات است　　بحر بے موج عین مرآت است

Marfat.com

خدا را چہ جوئی تو خود را بجو　　چو خود را بیابی تو ئی جملہ او

تو بین خود را سر مو یک نفس　　تا بہ دانی خالق خود ہر نفس
گر نبودی خود مقیم اندر بدن　　کے شدی قائم ز خود دیوار تن
گر نبودی با غبان در باغ تن　　کے شدی رونق بہار ایں چمن

شاہ فدا حسین صاحب[1]

آپ کا اصلی نام خواجہ نجیب الدین احمد ہے اور آپ اولاد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ہیں۔ اٹھارہ برس کی عمر سے فقیری اور خاکساری اختیار کی اور اپنے پیر کی خدمت میں فراغت تحصیل علوم میں کی۔ تصوف میں بہت بڑا ملکہ تھا اور فصوص الحکم وغیرہ کتب تصوف کو بہت آسانی سے پڑھاتے تھے۔ دنیا سے تعلق لکاؤ نہ تھا۔ اخلاق و خاکساری بلا جہ کمال تھی۔ گوشہ نشینی اور زاویہ گزینی حد سے سوا تھی۔ صحبت عوام الناس کی بہت ناپسند فرماتے اور ہمیشہ تنہا بیٹھے رہتے۔ تمام عمر خاک بدن سے ملی اور اینٹ سرہانے رکھی اور زمین پر یا بستر پر پڑ رہتے اگرچہ آپ کے مزاج میں سلوک جذب پر غالب تھا لیکن کبھی شان جذب بھی ظہور کرتی تھی۔ بیس برس تک الور میں اپنے پیر کی خدمت کرتے رہے اور طریقہ کی ریاضت کی اور اپنے پیر مولوی محمد صاحب کی وفات کے بعد ان کی جگہ سجادہ نشین ہوئے اور پھر جب

---

[1] یہ بزرگوار سید کے نانا خواجہ فرید الدین کے برادر حقیقی تھے۔ چنانچہ مرزا غالب نے سید کے خاندانی حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے (حیات جاوید حصہ اول ص ۱۰)

Marfat.com

بعض سوانح کے دلّی تشریف لائے اور چالیس برس ایک حجرہ میں بیٹھے رہے۔ بعد اس کے راجہ بنّے سنگھ الور والے نے نہایت تمنا کی کہ پھر اسی تکیہ میں آن کر رہیں۔ اگرچہ آپ کو اس زمانہ میں بسبب لحوق امراض متعددہ کے حواس ظاہری نہ تھے، لیکن آپ کے مرید اُسی حال میں وہاں لے گئے۔ اور چند مدت بعد وہاں جاکر اٹھارویں محرم ۱۲۵۹ھ میں جمعرات کے دن انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی ذات بھی مغتنمات روزگار سے تھی اور بیسیوں خرق عادات آپ سے ظہور میں آئی ہیں۔ حقیقت میں خاتم سلسلۂ رسول شاہیہ ہوئے اور آپ کی ذات فیض آیات سے اس سلسلہ کو رونق تازہ ہوگئی تھی۔ خلفا آپ کے بلاد دُور دراز گئے ہیں چنانچہ تبت اور سراندیب اور مشہد وغیرہ بلاد میں آپ کے فقیر موجود ہیں۔ کبھی کبھی آپ اپنے پیر کی طرح عالم جذب میں شعر بھی فرماتے تھے اور مثنوی بن سو سر آپ کی طبع زاد سے موجود ہے کہ بعض معتقدین نے جمع کی ہے۔

اشعار فارسی

مرا جز دیدن دیدار وجہ اللہ کاری نیست در دنیا
شفاعت ما بجز ذات رسول اللہ یاری نیست در عقبےٰ

خویشتن را خود عیاں فرمودہ — صورتے از جسم و جاں بنمودہ
کل نفس إ واحدٍ فرمودہ — واحدٌ فی کل نفسٍ بودہ

اگر بخلوت دِل یک زمانہ بنشینی — درون کعبۂ دل صورت خدا بینی

Marfat.com

نسبت طاعت بخود عصیاں بود　　نسبت عصیاں بخود عصیاں بود
چوں بہر صورت بہ بینی یار را　　خود بخود واقف شوی اسرار را

خویشتن را نیست دانستن وجود حق بود　　از وجودش ہست دانستن شہود حق بود

عین ذات تو بود وحدت وجود　　ایں صفات تو بود وحدت شہود
غیر وحدت نیست کثرت را وجود　　غیر کثرت نیست وحدت را شہود

شاہ توکّل حسین صاحب

آپ کے خلفا میں سے ہیں اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کے نسب سے راقم کو اطلاع نہیں ہوئی، مگر اس قدر جانتا ہوں کہ فنافی الشیخ تھے۔ اپنے پیر کی اطاعت میں ایسے فنا ہوئے کہ بہت مشکل ہے۔ آپ کو اپنے پیر سے بہت فیض حاصل ہوے۔ آخر کار ۱۲۶۲ھ میں انتقال کیا اور الور ہی میں مدفون ہوے۔ اَب رنگ علی شاہ کو آپ کی جگہ بٹھلیا ہے۔

مجذوبوں کا بیان

سید عسکری

یہ حضرت جناب سیّد حسن رسول نما علیہ الرحمۃ[1] کے نواسوں میں سے ہیں۔ ابتدا میں سپاہی پیشہ تھے اور نوکری چاکری

---

[1] اولیاے کبار میں سے ہیں۔ آپ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں تقرب حاصل تھا کہ جس کو چاہتے زیارت کرا دیتے۔ اِسی لئے لقب "رسول نما" مشہور ہو گیا۔ ۱۱۰۲ھ میں آپ کا وصال ہوا (تاریخ دہلی از سید احمد ولی اللہی ص ۱۸۵)

Marfat.com

کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کا گذر الور کی طرف ہوا اور مولوی محمد حنیف صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑھا:۔

ستم چناں بکن کہ ندانم ز بیخودی ۔۔۔ زرعرصۂ خیال کہ آید کدام رفت

یہ شعر سُن کر آپ نے ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہا کہ جاؤ اپنے نانا کی قبر پر جا بیٹھو۔ اس وقت سے ایک جذب غالب ہوا اور بالکل مست آلست ہو گئے۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ حضرت سید حسن رسول نما کے مزار[1] کے پاس زنجیروں سے جکڑے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔ مجال نہ تھی۔ کہ آپ کی طرف نگاہ بھر کر دیکھ سکے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ اس جہان فانی سے انتقال فرمایا۔

جناب میر قطبی صاحب

سادات کبار سے تھے۔ اوایل میں کسی وقت عبادت سے فارغ نہیں رہتے تھے اور چونکہ ہمیشہ سے سلوک پر جذب غالب تھا رفتہ رفتہ نوبت از خود رفتگی کی پہنچی اور ترک لباس کر کر قیود ستر عورت سے بھی فارغ ہو گئے۔ اکثر اوقات خرق عادات و کرامات جلی آپ سے سرزد ہوتیں۔ عرصہ گذرتا ہے کہ جہان ناپائیدار سے سفر آخرت کیا۔

شاہ عبد النبی

کملائے دہر سے تھے اوایل حال میں مکان سکونت معین نہ رکھتے تھے۔ کبھی کسی گوشہ میں اور کبھی کسی سایۂ دیوار میں پڑ رہتے۔ جب تک کہ اعلم العلما افضل الفضلا سرآمد اہل قال، عمدۂ اہل حال، مولانا بالفضل اولانا مولوی عبد القادر

---

[1] درگاہ سید حسن رسول نما دہلی میں واقع ہے ۱۲ شعبان کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ قید حیات میں اور مسجد اکبر آبادی میں ساکن تھے ان کے مادام الحیات لزوم اس امر کا تھا کہ شب کو کسی گوشہ میں بسر کیا اور صبح سے شام تک مسجد مذکور کے سامنے ایک منبع پر کہ نہر پر واقع ہے، بیٹھے رہتے۔ سالہا سال اسی طرح سے کیے اور اکثر اہل حاجت اپنی روائے حاجات کے واسطے وہیں آپ کی خدمت میں پہنچتے اور منتظر دعائے خیر رہتے۔ مولوی صاحب مرحوم بھی طالبان اخلاص کے سامنے اکثر آپ کی تعریف بیان فرماتے، حتیٰ کہ مولوی صاحب بیمار ہوئے اور صاحب فراش ہوئے۔ جب کہ نوبت نفس واپسیں کی پہنچی یہ بزرگ اپنا بستر کندھے پر ڈال کر کسی طرف کو روانہ ہوئے اور جو کہ یہ امر خلاف عادت تھا، لوگ اس حرکت سے بہت متعجب ہوئے۔ جب آپ کے قریب گئے تو کلمات تاسف آپ کی زبان پر جاری تھے اور یہ کہتے تھے کہ "اب قدر دان ہمارا دنیا سے چلا گیا ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے"، اور اس طرح سے چلے کہ کسی نے نہ جانا کہ کس طرف راہی ہوئے۔ بعد کتنی دیر کے حضرت مولانا جہان گذران سے ملک بقا کی طرف راہی ہوئے۔ جو کہ وہ بزرگ کبھی مسجد کے اندر نہیں جاتے تھے اور باہر سر راہ بیٹھتے تھے، مولانا کے انتقال پر آگاہ ہو جانا صرف آپ کے کشف سے علاقہ رکھتا ہے۔ بعد چند روز کے یکایک پیدا ہو گئے اور مسجد جامع کے ایک حجرہ میں سکونت اختیار کی۔ کرامتیں آپ کی اکثر مشاہدہ اور معاینہ ہوئیں۔ باوجود غلبۂ جذب کے نماز کی طرف بھی اکثر مصروف رہتے، لیکن پابند اوقات معینہ کے نہ تھے اور اکثر ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے قرآن مجید بخط نسخ لکھا کرتے اور کسی سے بات نہ کرتے۔ نفس واپسیں تک یہی ایک حالت آپ سے مشاہدہ ہوئی۔ اکثر روسائے ذی

Marfat.com

مقدور آپ کی خبر گیری سے غافل نہ رہتے تھے۔ خصوصاً بخشی بھوانی شنکر کہ ایک امرائے شاہجہاں آباد سے تھا، شب و روز خدمت گذاری میں مصروف رہتا تھا۔ آپ کی خوراک دونوں وقت دہی اور پیڑے تھے اور تعجب یہ ہے کہ کبھی یہ خوراک آپ کو مضرت نہ پہنچاتی تھی اور کبھی بیمار نہ پڑتے تھے۔ باوجود کہ عمر قریب ستر برس کے تھی لیکن رنگ ایسا سرخ و سفید تھا کہ جیسا عالم جوانی میں ہوتا ہے۔ تمام عمر میں ایک دفعہ بیمار ہوئے، جو مرض الموت تھا۔ مدت ہوئی ہے کہ سرزمین نورانی سے عالم بقا کی طرف راہی ہوئے۔

میر احمد دلوانہ

آپ کے اوایل حال سے کچھ واقفیت نہیں۔ ہمیشہ از خود رفتگی اور جنون زدگی میں رہتے مگر اس پر بھی اکثر مردم اپنی روائے حاجات کے واسطے آپ کے پاس آتے اور بہت سے لوگوں کو منفعت کلی آپ کچھ فرما دینے سے ہوئی۔ شب و روز چتلی قبر کے نواح میں رہتے تھے۔ جس دکان کو خالی دیکھتے اس میں شب کو بسر کرتے۔ باوجود از خود رفتگی کے کسی نے برہنہ آپ کو نہیں پایا۔ جہان فانی کو چھوڑے ایک عرصہ ہوا۔

دین علی شاہ

شب و روز جذب کی حالت میں رہتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں موتیا کھان کی طرف پھرا کرتے اور وہیں کہیں گوشہ میں پڑ رہتے اب چند مدت سے قدم شریف کی نواح میں ایک گنبد میں سکونت اختیار کی ہے۔ بہ سبب کمال از خود رفتگی کے برہنہ مطلق رہتے ہیں اور ہجوم مردم کے وقت کلمات بے صرفہ زبان پر بہت جاری ہوتے ہیں لیکن اہل حاجات جب توجہ کرتے ہیں تو وہ باتیں جو اہل ظاہر کو نزدیک لاطائل اور بے محل ہیں، بعینہ ان سب کے مطالب اور

Marfat.com

حاجات کا جواب ہوتی ہیں، اور طرفہ یہ ہے کہ سوالات مختلف کا جواب انھیں باتوں سے ہر ایک کو حاصل ہو جاتا ہے اکثر اوقات خوارق عادت آپ سے ظاہر ہوئی ہیں۔

خانم صاحب

ایک عورت باخدا تھیں، باعتبار صفائی باطن کے ہزار مرد سے بہتر۔ بلیماروں کے محلہ کے قریب شیر افگن خاں کی بارہ دری میں رہتی تھیں۔ ہر چند جذب مزاج پر غالب تھا لیکن نہ اس قدر کہ از خود رفتگی تک نوبت پہنچے۔ بیشتر لوگ خواص و عوام سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی روائے حاجات کے واسطے سوال کرتے۔ اور بیشتر مشاہدہ ہوا کہ جس امر میں آپ کی زبان سے کچھ نکلا بے کم و کاست وہی ہوا۔ دو چار مہینے کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی کو رخصت کیا۔

بائی جی

یہ ایک عورت تھیں باکمال شہر شاہجہاں آباد کے باہر قریب عیدگاہ قدیم کے ایک چھپر میں تمام عمر بسر کر دی۔ معلوم نہیں کہ اصلی نام کیا تھا لیکن لوگ بائی جی کے نام سے مشہور کرتے تھے۔ اثنائے کلام میں اکثر آیات قرآنی جاری ہوتی تھیں۔ خصوصاً اِنّا اَعطیناک الکوثر۔ دیکھا گیا کہ جب کوئی اپنے مطلب کے واسطے اُن کے پاس گیا تو ستر کوڑیاں اس مال میں سے جو اُن کے پاس لے جاتا، علاحدہ کر کر سترہ دفعہ زمین پر رکھ کے زمین سے اُٹھاتیں اور ہر دفعہ آیت انا اعطینا پڑھتی جاتیں اور جو کچھ دل میں آتا سائل کو کہہ دیتیں۔ لیکن قدرت الٰہی کو تماشا کرنا چاہیے کہ جو اس وقت اُن کی زبان سے نکلتا بعینہ وہی امر بے کم و کاست وقوع میں آتا۔ قریب ایک سال کے ہوا کہ جہان فانی سے رحلت کی۔

Marfat.com

حاجی غلام علی نقیب الاولیاء بادشاہی عہد میں نقیب الاولیائی کا بہت معزز عہدہ تھا اور خبر گیری تمام فقیروں اور گوشہ نشینوں کی اور تقرر وظیفہ ان لوگوں کا اُس سے متعلق تھا۔ اگرچہ اس زمانہ میں وہ بات نہیں رہی مگر نام چلا جاتا ہے۔ غرض کہ خواجہ غلام علی اس زمانہ میں اُس عہدہ پر تھے اور نہایت صاحب کمال آدمی تھے اور واقع میں نقیب الاولیائی کے لائق تھے۔ نسبتِ باطن کے بہت درست، عشق رسول مقبولؐ میں چُور تھے۔ نماز وظیفہ میں بہت مستعد فیض صحبت اور دلبشوں نے ایسی تاثیر کی تھی کہ ایسا مذاق ان کو حاصل ہوا تھا کہ کاہے کو ہوتا ہے۔ اِسی شوق میں زیارت حرمین شریفین کی اور ہمیشہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں رویا کرتے۔ آپ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کی اولاد میں سے تھے جن کی تعریف میں مولانا جامیؒ فرماتے ہیں ع

چو فقر اندر لباس شاہی آمد بتدبیر عبید اللّٰہی آمد

آپ کے بزرگ محمد شاہ کے وقت میں ہندوستان میں آئے اور پہلے یہ عہدہ خواجہ رفیع الدین صاحب کو ملا۔ اُن کے انتقال کے بعد خواجہ محمد مراد ان کے بھانجے اس منصب پر سرفراز ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ بزرگ صاحب اس منصب کے ہوئے۔ یہ "غلام علی" تاریخ ولادت ہے اور یہ سجعہ مہر نما: ع علی امام من است و منم غلام علی۔ آخر کار پندرھویں تاریخ ذی الحجہ کی ۱۲۶۱ھ میں وفات ہوئی اور ترکمان دروازہ کے باہر حوض کھنبہ میں مدفون ہوئے۔

خواجہ احمد علی نقیب الاولیاء ان کے انتقال کے بعد ان کے بڑے

Marfat.com

بیٹے خواجہ احمد علی صاحب اس منصب پر سرفراز ہوئے، اللہ ان کو سلامت رکھے۔

ذکر علمائے کرام ذوی المجد والاحترام

حکیم احسن اللہ خان

حکمت مآب کمالات اکتساب، جامع نفائس علوم، مبانی فہوم، حاکم محاکم حکیم حکیم میسحادم، حکیم محمد احسن اللہ خان المخاطب بخطاب استرام الدولہ، عمدۃ الحکما معتمد الملک حاذق الزمان، حکیم محمد احسن اللہ خاں بہادر ثابت جنگ یہ سرگروہ ارباب کمال شیخ صدیقی اور ہمدانی الاصل ہیں۔ سلسلہ ان کے نسب کا حضرت خواجہ زین الدین ہراتی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے کہ عرفائے دہر اور کملائے روزگار سے تھے اور طریقہ پیری مریدی کا ان کے خاندان میں جاری تھا اور مردم روزگاران کی ذات فیض سمات سے استفادہ فیض باطنی اس کثرت سے تھا کہ ملتزمان صحبت پر غوث اور قطب کا احتمال ہوتا تھا۔

آخرالامر والی ہرات کی سوء مزاجی سے عزم غربت مصمم فرما کر کشمیر جنت نظیر میں تشریف لائے اور وہاں قیام اختیار کیا اور وہیں قضائے ربانی کے تقاضا سے گلگشت حدائق کشمیر سے سیر ہو کر سیر گلستان جناں کے واسطے راہی عالم باقی ہوئے۔ ان حضرت کا مزار پر کت آثار چشمہ ڈل سے کنارہ پر واقع ہے اور بنام "زمیندار شاہ" موسوم ہے۔ وہاں کے رہنے والے ان کی روح مطہر سے بہ سبب کمال اعتقاد کے امیدوار امداد باطنی اور اعانت معنوی کے رہتے ہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا، اب سنا چاہیے کہ حکیم صاحب موصوف کے اجداد ہمیشہ روزگار پیشہ رہے اور عمائد

Marfat.com

روزگار کی سرکار میں مناصب عمدہ سے سرفراز۔ والد ماجدان کے حکیم محمد عزیز اللہ خاں مرحوم، کہ کمالات ان کے حیزِ تحریر اور حیطۂ تقریر سے خارج ہیں، اپنی ذات سے تحصیل علمِ طب کی طرف متوجہ ہوئے اور اس فن شریف کو احکم الحکمار حاذق الملک حکیم محمد ذکار اللہ خاں مرحوم و مغفور سے حاصل کیا اور اطبائے نامی شہر شاہجہاں آباد سے اس فن میں سبقت لے گئے۔ انھوں نے فنونِ حکمت و ہندسہ و ہیئت خدمت فضلائے عصر سے حاصل کر کر فن طبابت کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور از بس کہ حافظہ پارۂ لوح محفوظ تھا اور طبیعت خبر و تقدیر تھی، چند مدت سے مدارج کمال سے کوئی باقی نہ رہا کہ طے نہ کیا ہو، اور شفا مرضا دا الٰہی ہے جس کی زندگی سے مسیحا نے ہاتھ دھوئے۔ ان کے نسخے سے جی گیا۔ اسی واسطے ساکنین شہر اور فاطبین دہر سوائے اس زبدۂ اہل کمال کے اور کسی طرف رجوع نہ کرتے۔ جب کہ شہرۂ فضل و کمال کا گوش فلک تک پہنچا اوائل حال میں خلاصہ روسائے نامدار فخر الدولہ نواب احمد بخش خاں مرحوم والی فیروزپور جھرکہ کی ملازمت میں کمال عزت و توقیر کے ساتھ منصب طبابت پر مامور ہوئے اور ان کی رحلت کے بعد اسلام الدولہ نواب فیض محمد خاں مرحوم والی جھجھر کے پاس اسی منصب عمدہ پر مقرر ہوئے۔ از بس کہ مزاج دانی اس صاحب ذہن رسا کے حصے میں ہے، اس سردار ذوی الاقتدار کا اعتقاد ان کی طرف استوار ہو گیا کہ اپنی زیست انھیں کی توجہ سے جانتا تھا۔ اس رئیس کے انتقال کے بعد ترک روزگار کر کے چندے خانہ نشینی اختیار کی۔ لیکن از بس کہ ہر حرف ان کے نسخے کا ہو الشافی ہے اور ان کا نفس نفس عیسیٰ کا خواص رکھتا ہے، حضرت معین الدین محمد اکبر

Marfat.com

شاہ بادشاہ عرش آرام گاہ نے نہ چھوڑا کہ فیض ملازمت سے بہرہ اندوز نہ ہوں اور جسطرح سے ہو سکا اپنے پاس بلاکر عطائے خلعت اور عنایت خطاب عمدۃ الملک حاذق الزمان سے مشرف فرماکر خاص اپنے معالجے کے واسطے معین کیا اور تادم زیست یہ سمجھے کہ اگر یہ سلالۂ کرام ایک دم الگ ہو تو زندگی اس بادشاہ گردون جاہ کی محال ہے۔ اور ان کے انتقال کے بعد بندگان گردون قوامان حضرت ظلِ الٰہی فلک بارگاہی ابوظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وافاض علی العالمین برہ و احسانہ نے کمال قدردانی ورتبہ شناسی سے اپنے سنہ جلوس میں طلب کیا اور سعادت نبض گیری سے مستسعد فرماکر احترام الدولہ اور ثابت جنگ خطاب سابق پر زیادہ کیا۔ اور ازبس کہ حضور فیض گنجور حضرت ظل اللہ کے مزاج اقدس میں ان کے کمالات جائے گیر ہوئے، روز بروز ترقی مدارج اور ارتفاع مناصب ظہور میں آنے لگا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ یہاں تک بادشاہ جم جاہ کی طبیعت پر تصرف ہوا کہ کوئی امر جزوی وکلی سے بے مشورہ وصلاح اس صاحب تدبیر صائب کے وقوع میں نہیں آسکتا، وہ امر اگرچہ متعلق منصب وزارت ہی ہو۔ لیکن سبحان اللہ اس حوصلہ وظرف عالی پر ناز کرنا چاہیے کہ ہر چند ترقی مدارج یہاں تک ہے کہ فقیر دقطمیر قلعۂ مبارک صرف اسی والا درجہ کی ذات پر موقوف اور مدار جمیع امور سرکار بادشاہی کا اسی بلند اقتدار پر منحصر ہے، خلق کو اس مرتبہ پر وسیع کیا ہے کہ ہر ادنیٰ کی کارروائی میں وسعت سے زیادہ مصروف ہونا اور ہر صاحب غرض کے التماس کو بدل متوجہ ہو کر سماعت کرنا اہالی شہر سے کم ہوگا کہ ان کو اپنا محسن نہ سمجھتا ہو۔

Marfat.com

حکیم غلام نجف خان

سلالۂ کرام، نقاوۂ عظام، زبدۂ جہانیان حکیم غلام نجف خان ابن حافظ محمد مسیح الدین شیخوپوری ساکن شیخوپور، کہ بدایوں کے مضافات سے ہے۔ اصل میں شیخ فاروقی ہیں اور بہ سبب عنایت سرکار شاہی کے خطاب خانی سے سرفراز ہوئے۔ جد ششمین ان کے شیخ فرید المخاطب محتشم خان امرائے جلیل الشان عہد جہانگیری شاہجہان سے تھے کہ منصب پنج ہزاری ذات و پانچ ہزاری سوار سے سرفراز تھے۔ بموجب آپ کی استدعا کے حضرت جہانگیر بادشاہ سے چار ہزار بیگھہ اراضی موضع مولیا میں سے آبادی و سکونت کے واسطے مرحمت ہوئی۔ اس سرزمین میں ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام جہانگیر کے نام پر شیخوپور رکھا، کس واسطے کہ حضرت جہانگیر کا نام ایام شاہزادگی میں مرزا شیخو بہت مشہور تھا اور والد شیخ فرید کے نواب قطب الدین خان نبیرۂ حضرت سلیم چشتی فتح پوری کے، اولاً حضرت اکبر بادشاہ کے عہد میں صوبہ داری صوبۂ بہار اور حضرت جہانگیر کے عہد میں پنج ہزاری ذات و سوار و خلعت خاصہ و شمشیر و اسپ خاصہ با زین مرصع اور عنایات شاہانہ سے سرفراز ہو کر دار الملک بنگالہ اور اڑیسہ کی صوبہ داری سے، کہ پچاس ہزار سوار کی جاے ہے، مامور ہوئے۔ جب اُن کے سب اسلاف کا حال معلوم ہو چکا۔ اب ان کا حال سنا چاہیے کہ شیخوپور سے ہمراہ اپنے خالوی بزرگوار میر سید علی صاحب کے حکام عہد یعنی صاحبان انگریز بہادر کی خدمت میں عہدۂ جلیلہ تحصیل داری پر مامور رہے، اور آخر کو نواب گورنر بہادر کی خدمت میں عہدۂ میر منشی سے سرفراز ہوے۔ پانچ برس کی عمر میں شاہجہاں آباد میں وارد ہوئے۔ جب سن تمیز کو پہنچے یہیں کی سکونت اختیار کی، اور از بسکہ

Marfat.com

فن طب اشرف فنون اور اعزہ علوم ہے، اس فن کی طرف متوجہ ہو کر کتب درسیہ اس فن کی حکیم صادق علیخاں ولد حکم الحکما حکیم شریف خاں سے تحصیل کی اور مشق نسخہ نویسی اور معالجہ مرضا کی حاذق الملک حکیم احسن اللہ خاں کی خدمت میں بہم پہنچائی۔ جو کہ ان کو حاذق الملک موصوف سے قرابت قریبہ بھی تھی، ان کی تعلیم میں کمال کوشش و سعی کو کار فرمایا، یہاں تک کہ یہ حضرت شہر شاہجہاں آباد کے مشاہیر اطبا سے ہوئے اور حضور بادشاہ ظل اللہ سراج الدین بہادر شاہ سے خطاب عضد الدولہ حکیم غلام نجف خان بہادر پایا اب سرکار کمپنی بہادر سے عمدہ طبابت پر واسطے معالجہ مرضا کے مامور ہیں۔ راقم ان کو بسبب کمال شفقت اور مخلص نوازی کے اپنے مہین برادر سے زیادہ تصور کرتا ہے اور اکثر اوقات بل جمیع حالات میں اپنی نسبت وہ الطاف و مرحمت مشاہدہ کی ہے کہ اگر اس کو قلم بند کروں تو مادہ ایک کتاب کا بہم پہنچے۔ واقعی مروت جبلی اور لطف طبعی ایک امر خداداد ہے جس کو دیا دیا اور جس کو عطا کیا، کیا۔ ہر کسی کے بانے ظہیر آیا، اور ان کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ حیزہ تحریر سے خارج ہیں۔ قدرت الٰہی ہے ایسا دست شفا نہیں دیکھا کہ وہ امراض جن کو لادوا اور لاعلاج کہتے ہیں، اندک توجہ اور تھوڑے سے التفات میں اس طرح سے زائل ہو گئے کہ پھر تمام عمر اس بیماری کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ مردم روزگار مردہ پسند ہیں کہ ایسے طبیب حاذق اور حکیم دانا کے ہوتے بقراط اور سقراط کا نام لیتے ہیں۔ وہ بھی اگر اس زمانہ میں ہوتے تو اس حکیم بافرہنگ کے مجربات کو سرمایہ اپنے کمال کا ٹھہراتے اور ان کے قوانین علاج کو اپنا دستور العمل مقرر کرتے۔ ادنیٰ نسخہ نویس ان کے مطب کا علوی خان

Marfat.com

کے نسخے پر حرف رکھ سکتا ہے۔ اُن کے ہاتھ سے خاک کی چٹکی حکم اکسیر کا رکھتی ہے اور ان کی زبان سے نفرین خاصیت نفس عیسیٰ کی۔ ہر چند جی چاہتا ہے کہ ان کے محامد و مناقب کو جہاں تک زمانہ مساعد ہو بیان کیے جاؤں لیکن قلم شکستہ زبان کو طاقت نہیں کہ اس کا عشر عشیر بھی لکھ سکے۔

حکیم صادق علی خاں[1]

حکیم حذاقت منش، طبیب عیسوی روش، سرگروہ کملائے زماں، حکیم صادق علی خاں ولد سرآمد حکمائے روزگار حکیم شریف خاں۔ آج اس کمالات ظاہری و باطنی کا جامع عرصۂ روزگار میں جلوہ گر نہیں۔ علم عمل کے ساتھ اس بزرگ بلند فطرت کی ذات میں جمع ہے۔ ان کے والد ماجد اپنے عصر میں سرآمد حکما اور سرحلقۂ اطبا تھے۔ آج تک ان کے کمالات کا شہرہ گنبد دوار میں از بس بلند ہے۔ جالینوس و ارسطو کا غلغلہ اس کے سامنے ایسا ہے جیسا طوطی کی آواز نقار خانے میں، اور فی الحقیقت اس روزگار کے اکثر اطبائے نامی انھیں کی نسبتِ شاگردی سے سرمایہ اعتبار کار رکھتے ہیں۔ جو کہ اچھوں کے اچھے ہی ہوتے ہیں، حضرت ممدوح بھی اپنے زمانے میں یکتا اور بے مثل ہیں۔ نہ ان کے علم کی صفت زبان قلم پر آسکتی ہے اور نہ عمل کی تعریف اندیشہ میں سما سکتی ہے۔ سارے زمانے کے کملا کو جس کے خاندان کی نسبت شاگردی سے فخر ہو اس کی تعریف اسی قدر کافی ہے۔

حکیم امام الدین

قطع نظر کمالاتِ طبی سے جامع معقول و منقول حاوی و فروع و اصول دیں ویسا ہے نبض شناسی

[1] حکیم اجمل خاں مرحوم کے دادا۔

Marfat.com

دیسی ہے، اگر بالفرض انقلاب روزگار سے تمام عالم سے نسخ معتبرہ کا ئر خورد ہو جاویں اور سارے جہان سے کتب سلف دریا برد ہو جاویں، اس سے گروہ ارباب فضل کی حافظہ کی مدد سے پھر کتب خانہ روزگار کا معمور ہو سکتا ہے۔ حرکت نبض موج سے پیچش گرداب کو معلوم کیا اور رگ ابر نیساں سے استسقائے صدف کو دریافت صنوبر علاج خفقان کے واسطے ان سے رجوع لاتا ہے، اور گل نرگس چارہ یرقان ان سے چاہتا ہے۔ ان کے بزرگان والانژاد کو سرکار بادشاہی سے مناصب ارجمند اور مراتب بلند عطا ہوتے رہے ہیں اور یہ بھی حضرت جہانبانی کی طرف سے عہدۂ طبابت پر مامور ہیں۔

حکیم غلام حیدر خان

ارشد تلامذۂ حکیم شریف خاں سے ہیں۔ مقامات کتب طب موافق زعم راقم کے جیسے ان کی خدمت میں حل ہوتے ہیں، غالب یوں ہے کہ اس حزد زماں میں اور کہیں نہ ہوتے ہوں۔ خدمت اساتذۂ کرام مثل مولانا محمد منا مولوی عبدالعزیز دہلوی اور مولوی رفیع الدین اور مولوی عبدالقادر صاحب ارفع اللہ درجاتہم سے سالہا سال استفادہ کیا اور انواع فیوض حاصل کیے۔ شفائے کامل ان کے دست حق پرست میں ودیعت ہے۔ راقم کو حضرت موصوف کی خدمت میں نسبت شاگردی حاصل ہے۔

حکیم نصر اللہ خان

علوم متداولہ مثل منطق اور معانی و فلسفہ و ہیئت و ہندسہ کے حضرات ثلاثہ یعنی مولوی عبدالعزیز اور مولوی رفیع الدین اور عبدالقادر صاحب قدس سرہم العزیز کی خدمت سراپا برکت سے حاصل کیے اور علم طب کو احکم الحکمار

Marfat.com

حکیم شریف خان مرحوم و مغفور سے تحصیل کیا۔ کتاب دانی و حدس صائب اور مرض شناسی میں بے مثل و مانند ہیں۔ رسائل متعددہ بحران اور دریافت مزاج نسخہ مرکب وغیرہ میں تصنیف کیے ہیں، ان رسائل سے ان کے تبحر کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اوایل حال میں نواب فیض محمد خاں رئیس جھجھر کی سرکار میں عہدۂ طبابت پر مامور تھے، بعد اس کے اور عمدہ ہائے روزگار کی سرکار میں منسلک رہے۔ اب پھر بنظر قدامت کے نواب عبدالرحمن خاں رئیس جھجھر کی خدمت میں جو نواب مغفور کا نبیرہ اور جھجھر کا مسند نشین ہے، اسی عہدہ سے سرفراز ہیں۔

حکیم فتح اللہ خاں کہین برادر حقیقی حکیم نصراللہ خاں صاحب کے ہیں۔ تحصیل فن طب حکیم صاحب موصوف کی خدمت سے کی ہے اب اس فن میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں مدت مدید سے نواب اکبر علی خاں رئیس پٹودی کی سرکار میں عہدۂ طبابت پر مامور ہیں۔

حکیم پیر بخش صاحب ذہن رسا خدیو فطرت والا حکیم پیر بخش خان حضرت بادشاہ خلد آرام گاہ محمد اکبر شاہ کی پیش گاہ عنایت سے بخطاب حکیم دوران مخاطب ہیں۔ سلسلہ نسب کا ان کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، طرف والد ماجد سے اور حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک طرف والدہ معظمہ سے۔ اگرچہ وطن آباو اجداد کا شہر تھانیسر ہے، لیکن ان کا مولد و مسکن یہی خاک پاک ہے یعنی حضرت شاہجہاں آباد حرسہا اللہ عن الفساد۔ تحصیل علم طب حکیم نصراللہ خاں سے اور مشق نسخہ نگاری اور معالجۂ مرضیٰ حکیم احسن اللہ خاں کی خدمت میں کی اور اس فن میں دستگاہ کامل بہم پہنچائی۔ راقم کے ساتھ

Marfat.com

رابطۂ محبت کا برادرانہ سلوک رکھتے ہیں۔ نہ ان کے خلق کی صفت بیان میں آسکتی ہے اور نہ کمال کی تعریف لکھی جاسکتی ہے۔ ایک عرصۂ دراز سے نواب بہادر جنگ رئیس بہادر گڑھ کی سرکار میں عہدۂ طبابت پر مامور ہیں اور اس نواح میں ان کا وجود مغتنم ہے۔ وہاں کے لوگوں کی ذات سے وہ منافع حاصل ہیں جو نفس عیسوی سے بھی متصور نہ ہوں۔

حکیم حسن بخش خاں

سرگروہ کملائے شہر بل زبدۂ افاضل دہر اسوۂ دانش مندان زمان حکیم حسن بخش خان وطن ان کے آبا و اجداد کا شہر تھانیسر اور مولد و مسکن ان کا شہر شاہجہاں آباد جمیع فنون اور علوم میں مثل معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت میں مہارت تمام رکھتے تھے اور کتب طبیہ بسبب کمال حافظہ کے قانون چہ سے قانون شیخ الرئیس تک بلا تشبیہ مثل عبارت قرآن مجید از بر و یاد تھیں۔ علم عقلیہ کی معاونت سے کسی کو معاصرین سے ان کے ساتھ یارائے مناظرہ نہ تھا۔ بارہا مشاہدہ ہوا کہ جس مجلس میں اس زبدۂ ارباب کمال کا ہنگامۂ گفتگو گرم ہوا جمیع حضار مجلس مثل تصویر کے ساکت اور صامت رہ گئے۔

اوایل حال میں نواب فیض محمد خاں رئیس جھجر کی سرکار میں منسلک رہے اور اس رئیس کی وفات کے بعد چندے خانہ نشین اور بعد اس کے حضور سراج الدین بہادر شاہ میں صاحب عالم مرزا فخر الدین بہادر کی سرکار میں عہدۂ طبابت پر مامور ہوئے۔ دو تین سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ جہان فانی کو وداع کیا۔

حکیم غلام حسن خاں

برادر حقیقی حکیم غلام حیدر خاں موصوف بصفات کمال۔ کتب طبیہ میں مہارت تام اور علاج

Marfat.com

معالجہ میں دست گاہ تمام رکھتے تھے۔ تحصیل فن طب حکیم شریف خاں کی خدمت سے کی تھی اب عرصہ چند سال کا ہے کہ اس جہان سے عالم باقی کی طرف راہی ہوئے۔

حکیم محمد یوسف خان فرزند ارجمند حکیم غلام حسن خان کے کتب درسیہ سے فارغ اور فن طب میں مہارت تمام رکھتے ہیں۔ باوجود اس کمالات کے اخلاق پسندیدہ میں یگانۂ روزگار ہیں۔

حکیم عبدالحکیم معروف بہ ابّو خان برادر حقیقی حکیم یوسف خان کے کتب درسیہ کو نہایت تحقیق و تدقیق سے آخون شیر محمد کی خدمت میں اور کتب طب اپنے والد ماجد سے تحصیل کیا۔ معالجہ ان کا اکثر معاصرین پر فایق ہے اور باوجود کمالات ظاہری اور باطنی کے دستگاہ اخلاق کو کس قدر وسیع کیا ہے کہ اس کا کچھ بیان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دست شفا ایسی عنایت کی ہے کہ جن بیماروں کے علاج سے مسیحا بھی عاجز ہو وہ ان کے ہاتھ سے شفا پاتے ہیں۔

ذکر علمائے دین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز[1] اعلم العلما افضل الفضلا اکمل الکملا عرف العرفا شرف الافاضل فخر الاماجد والاماثل رشک سلف داغ خلف

---

[1] حالات کے لیے دیکھو اتحاف النبلا ص ۹۰۶، ابجد العلوم ص ۹۱۴، کمالات عزیزی از مبارک علی خاں۔

Marfat.com

افضل المحدثین اشرف العلماء ربانیین مولانا وبالفضل اولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی قدس سرہ العزیز۔ ذات فیض سمات ان حضرت بابرکت کی فنون کسبی و
وہبی اور مجموعہ فیض ظاہری و باطنی تھی۔ اگرچہ جمیع علوم مثل منطق، حکمت
و ہندسہ و ہیئت کو خادم علوم دینی کا کر کر تمام ہمت و سراسر سعی کو
تحقیق غوامض حدیث نبوی و تفسیر کلام الٰہی اور اعلائے اعلام شریعت
مقدسہ حضرت رسالت پناہی میں مصروف فرماتے تھے، اور سوا اس کے
جو کہ جلائے آئینۂ باطن صیقل عرفان و ایقان سے کمال کو پہنچی تھی، طالبان
صافی نہاد کی ارشاد و تلقین کی طرف توجہ تمام تھی، اس پر بھی علوم عقلیہ
میں سے کون سا علم تھا کہ اس میں یکتائی اور یک فنی نہ تھی۔ علم ان کے خانوادہ
میں بطناً بعد بطنٍ اور صلباً بعد صلبٍ اس طرح سے چلا آتا ہے جیسے سلطنت
سلاطین تیموریہ کے خاندان میں۔ چودہ پندرہ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد
اشرف الاماجد عمدۂ علما نے حقیقت آگاہ شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کی
خدمت میں تحصیل علوم عقلی و نقلی اور تکمیل کمالات باطنی سے فارغ ہوئے
تھے۔ اس کے چند مدت کے بعد حضرت شاہ موصوف نے وفات
پائی اور آپ کی ذات فائض البرکات سے مسند خلافت نے زینت دہ
اور وسادۂ ارشاد و ہدایت نے رونق بے منتہا حاصل کی، کیوں کہ مولانا
رفیع الدین اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کہیں، برادر حقیقی آپ کے
کا ذکر بعد اس کے بتفصیل آئے گا، والد ماجد کے روبرو سن صغیر رکھتے تھے،
تمام علوم اور فیوض کو انھیں حضرت کی خدمت میں کسب کیا۔ علم حدیث
تفسیر بعد آپ کے تمام ہندستان سے مفقود ہو گیا۔ علمائے ہندستان کے
خوشہ چین اسی سرگروہ علما کے خرمن کمال کے ہیں اور جمیع کملاس دیار کے

Marfat.com

چاشنی گرفتہ اسی زبدۂ ارباب حقیقت کے مائدۂ فضل وافضال کے۔ یہ
آفت وجنون زمان میں تمام دیار ہندوستان خصوصاً شاہجہاد، حرسہا اللہ عن الشر
والفساد، میں مثل ہوائے وبائی کے عام ہوگئی ہے کہ ہر عامی اپنے تئیں عالم
اور ہر جاہل آپ کو فاضل سمجھتا ہے اور فقط اسی پر کہ چند رسالے مسائل دینی
اور ترجمہ قرآن مجید کو اور وہ بھی زبان اردو میں کسی نے استاد اور کسی نے اپنے
زور طبیعت سے پڑھ لیا ہے، اپنے تئیں فقیہ ومفسر سمجھ کر مسائل ووعظ گوئی
میں جرأت کر بیٹھا ہے، آپ کے ایام حیات تک اس کا اثر نہ تھا، بلکہ علمائے
متبحر اور فضلائے مفضی المرام باوجود نظر عمیق اور احاطۂ جزئیات مسائل
کے جب تک اپنا سمجھا ہو حضرت کی خدمت میں عرض نہ کر لیتے تھے
اس کے اظہار میں لب کو وا نہ کرتے تھے اور اس کے بیان میں زبان کو جنبش
نہ دیتے تھے۔ حافظہ آپ کا لسخۂ لوح تقدیر تھا بارہا اتفاق ہوا کہ
کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلبا کو لکھوا دیں
اور جب اتفاقاً کتابیں دستیاب ہوئیں تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی
تھی اس میں من اور عن کا فرق نہ تھا۔ باوجود اس کے کہ سن عمر شریف قریب
اسی کے پہنچ گئے تھے اور کثرت امراض جسمانی سے طاقت بدن مبارک
میں کچھ باقی نہ رہی تھی خصوصاً قلت غذا سے لیکن برکات باطنی اور حدت
قوائے روحانی سے حسب تفصیل مسائل دینی اور تبیین دقائق یقینی پر مستعد
ہوتے تو ایک دریائے ذخار موج زن ہوتا تھا اور فرط افادت سے حضار
کو حالت استغراق بہم پہنچتی تھی۔ اوایل حال میں فرقۂ اثنا عشریہ نے شورش
کو بلند کیا اور باعث تفرقۂ خاطر جہال اہل تسنن کے ہوئے، حضرت نے
بسبب التماس طالبین کمال کے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج

Marfat.com

بیان نہیں بدل توجہ قلیل بصرف اوقات وجیز سے بایں کثرت ضخامت تصنیف کی کہ ہر طالب علم بے مایہ بھی علمائے شیعہ کے ساتھ مباحثہ ومناظرہ میں کافی ہوگیا۔ ثقات بیان کرتے ہیں کہ آپ تصنیف کے وقت عبارت اس کتاب کی اُسی طرح سے زبانی ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا ازبر یاد ہے اور حوالہ کتب شیعہ کے جن کو علمائے فرقہ مذکور نے شاید بجز نام کے سُنا نہ ہوگا باعتماد حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اس پر متانت عبارت اور لطائف وظرائف جیسے ہیں ناظرین پر ہویدا ہے۔ یہ امور جو آپ سے ظہور میں آتے تھے مجال بشر سے باہر ہیں۔ ہفتہ میں دو بار مجلس وعظ منعقد ہوتی تھی اور شائقین صادق العقیدت وصافی نہاد خواص وعوام سے مورو ملخ سے زیادہ جمع ہوتے تھے اور طریقہ رشد وہدایت کا استفاضہ کرتے ۱۲۴۸ھ میں اس جہان فانی سے سفر آخرت کو اختیار کیا۔ بعض موزوں طبیعتان نے دو تین قطعہ تاریخ وفات میں موزوں کیے ہیں ان میں سے ایک قطعہ لکھتا ہوں۔ قطعہ

حجت اللہ ناطق رگویا — شاہ عبد العزیز فرزمن
روز شنبہ دہفتم شوال — در میان بہشت ساخت وطن
مہر نصف النہار در عرفان — مثل بدر منیر در بہمن
از سر لطف دحلم تاریخش — رضی اللہ عنہ گفت حسن

زبان عربی میں نظم ونثر نہایت وفصاحت وبلاغت کے ساتھ رکیتہ کلک عدن سلک ان حضرت سے بہت یادگار ہیں اگرچہ وہ نثر عربی جس کو آپ نے دل لگا کے لکھا ہو راقم کو دستیاب نہیں ہوئی، مگر دو چار رقعے جو آپ نے قلم برداشتہ نہایت سرسری طور پر لکھ دیے تھے ہاتھ

Marfat.com

لگے، اِن میں سے ایک رقعہ تیمناً لکھ دیتا ہوں۔ اور اگرچہ نظم آپ کی دفتر دفتر ذخیرہ ذخیرہ ہے، لیکن احترازاً عن الاطناب دو قطعوں پہ کہ حضرت شاہجہاں آباد کی تعریف میں اور شیخ عرب[1] کے مناقب حیدریہ[2] کی تقریظ میں لکھے تھے انھیں پر قناعت کرتا ہوں۔

رقعہ عربی

سلام علیکم قد قرأت کتابکم — بقرة عینی فاق فضل خطابکم
اردت صلات النظم لکن نفیسة — والنفس ما عندی وعار لبابکم
فقلت بقلب خاشع متضرع — بضاعف ربنافی لبکم ولبابکم
ولیعطیک فی الدارین خیراً عطیة — ولیصرف عنک السوء یاایها بکم
ویفتح ابواب الکمال جمیعها — ففیها یکون زهابکم وایابکم
ویجعلک الرحمن مثل ولیه — بخیر الدین والدنیا وحسن مآبکم

وقد راع بشرتنی من بشارة
جزاک اللہ عنی وشیب شبابکم

ولبعد فقد وصل الینا کتابکم مرة بعد اخری وکرة بعد الاولی وکان فیه

---

[1] شیخ احمد ابن شیخ محمد یمنی شروانی بارھویں صدی ہجری کے اواخر یا تیرھویں صدی کے شروع میں ہندستان آئے، اکثر کلکتہ میں مقیم رہے۔ عربی ادب میں بڑی مہارت تھی۔ ان کی تصنیف سے نفحۃ الیمن، مناقب حیدریہ، شمس الاقبال اور الثناء العجب العجاب مشہور ہیں، وفات ۱۲۵۸ھ (تذکرہ علمائے ہند)

[2] یہ کتاب انھوں نے غازی الدین حیدر فرمانروائے اودھ کی فرمائش پر لکھی تھی۔

Marfat.com

عدم انتفاء الکلی بقرۃ عینی، فلانہ وہذا مما شوش خواطری ندعو اللہ سبحانہ ان یشفیہا عاجلاً کاملاً۔ معلوم ان اخوانکم کلہم فیہم مادۃ سوء القنیۃ کانت تقیم فی ایام الصبا، فلما کبروا زالت عنہم، وما عرضت لاحد منہم الا وقد اوجبت ان یمشی بین اثنین ویہاوی بین الرجلین، یستحلل المادۃ المنزلیۃ ونزول لاخلاط المؤرمۃ، وہذا التدبیر کثیراً ما یقع مفیدۃ وفائدۃ بینۃ عاجلۃ ینبغی ان یداعی ہذا الامر حیثما امکن واینما یتصور واللہ ہو الشافی۔ ویقرء عنی السلام اخوانکم کلہم ووالدتکم الماجدۃ وخواجہ محمد امین۔ ویقرء الشیخ محمد امیر بعد السلام ان فی قدم والدکم تشبث شوکۃ تورمت بہا القدم وتقیحت حتی احتاجت الی الشتن، فشقت ولم تبرء بعد وہو منتظر لقدومک فان امکن فہو الاولی۔"

ستۃ ابیات فی تقریظ المناقب الحیدریہ للشیخ احمد ابن محمد انصاری الیمنی الشروانی

رایت وریقات تدل بنثرہا — علی فضل تحریر الیہ یسند
ومدوحہ فی ذالک الطرس حیدر — سمی امیر المومنین المؤید
ولا غرو ان فاہ الکرام بمدحہ — اذا الفضل محمود ومنشیہ احمد
لہ قدم فی النثر عالی وان ابوا — علیہ براہین البراعۃ تشہد
وفی نظمہ لطف وحسن سلاسۃ — یذل لدیہ کل نظم ویحسد
فدام علی مر الدہور حلاوۃ — یزید علی الاکیاس طراً ویزید

عدۃ ابیات فی وصف الدہلی

یا من یسائل عن دہلی ورفعتہا — علی البلاد وما حازتہ من شرف
ان البلاد اماء وہی سیدۃ — وانہار درۃ والکل کالصدف

Marfat.com

فاقت بلاد الوریٰ عزاً و منقبۃ — غیر الحجاز و غیر القدس والنجف

سکانہا (ھم) جمال الارض قاطبۃ — خلقاً و خلقاً بلا عجب ولا صلف

بہا مدارس لو طاف البصیر بہا — لم تنفتح عینہ الا علی الصحف

کم مسجد زخرفت فیہا منارۃ — لو قابلتہ شموس الضحو تنکسف

لا غرو ان زینت الدنیا بزینتہا — کم من اب قد علا بابن ذوی شرف

وماء جون جری من تحتہا فحکی — انہار خلد جرت فی اسفل الغرف

(ترجمہ) ۱۔ اے وہ شخص جو دہلی کے حالات اور دیگر بلاد پر
اس کی رفعت اور بزرگی کے متعلق دریافت کرتا ہے

۲۔ (تو سن لے) کہ بیشک دھلی آقا اور سردار ہے اور تمام شہر اس کی باندیاں دلّی موتی ہے
اور تمام شہر ایسے ہیں جیسے سیپیاں۔

۳۔ عزت اور منقبت میں تمام شہروں پر دھلی فوقیت رکھتا ہے
سوائے مکّہ مدینہ بیت المقدس اور نجف کے

۴۔ اس کے باشندے یقیناً دنیا کی خوب صورتی اور رونق ہیں
اپنی سرشت اور اخلاق دونوں میں، اور تکبّر سے بری ہیں

۵۔ اس میں اتنے مدارس ہیں کہ اگر کوئی دیکھنے والا گشت لگائے تو
اس کو ہر جگہ کتابیں ہی کتابیں نظر آئیں گی

۶۔ اس میں کئی مسجدیں ہیں جن کے منارے ایسے بلند اور عظیم الشان ہیں
کہ اگر آفتاب بھی مقابل آئے تو اس کو گہن لگ جائے

۷۔ کوئی تعجب نہیں ہے اگر دھلی کی زینت ہی سے دنیا کی زینت ہے
کیونکہ کئی باپ ایسے ہیں جو بیٹوں کی بزرگی کی وجہ سے بلند رتبہ ہو گئے

(باقی ترجمہ صفحہ ۸۷ پر دیکھئے)

Marfat.com

جناب مولانا مولوی محمد صدرالدین خان بہادر سلمہٗ اللہ تعالیٰ [1]

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

رسم ہے کہ جب مداحان ادب سرشت کو ثنائے سخن میں احتیاج ہوتی ہے کہ اپنے ممدوح کی طرف اشارت کریں، سخن کو اس طرح پر ادا کرتے ہیں کہ اوافہمان معنی رس ان کے مطلب پر پہنچ لے جاتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ توضیح کے نیازمند ہوتے ہیں، ایسے چند اوصاف حمیدہ اور محامد گزیدہ یاد کرتے ہیں کہ سامع کا ذہن اس برگزیدۂ انفس و آفاق کی طرف منتقل ہو جاوے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جو جاہ بلند اور مرتبہ ارجمند ممدوح کا ہے اس امر سے کہ اس کے نام والا مقام کو زبان پر لاویں، چاہتے ہیں کہ حتی الوسع ترک تصریح کریں۔ اور جو کہ بعض محل کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ اس کے نام نامی واسم گرامی کو مذکور کرنا چاہیے، بمقتضائے الاسماء تنزل من السماء کے ایسے اکابر عظام اور ایسے عمائد والا مقام کو نام بھی موافق علو شان کے مرحمت ہوتا ہے۔ پس جیسا کہ ان کی رفعت جاہ اور والا دستگاہ اور بلندی قدر و مقدار اور بزرگی شان و اقتدار پہ یہ نام

(بقیہ صفحہ ۸۶)

۸۔ اس کے نیچے دریائے جمنا کا پانی اس طرح بہتا ہے۔
جیسے جنت کی کھڑکیوں کے نیچے سے نہریں۔

---

[1] المتوفی ۱۲۸۵ھ ان کے حالات کے لئے دیکھو تذکرۂ علمائے ہند ص ۹۲ و ۹۴، ابجد العلوم ص ۹۰۳ — ۹۰۴، حدائق الحنفیہ ص ۴۸۱ — ۴۸۴ میں ان کے مفصل حالات مرقوم ہیں۔

Marfat.com

دلالت کرے گا، ان صفات سے ایسی کون سی صفت ہے کہ اس کے قائم مقام ہو سکے۔ اسی واسطے حق جلّ و علیٰ بھی کبھی اپنے نام پاک کو مصرح یاد فرماتا ہے۔ فرد بے مقدار اول، از راہ ادب کے طریقہ صفات رہگزا ہوتا ہے اور چونکہ سرتاسر اخلاق پسندیدہ کے اوصاف حمیدہ حد تحریر اور اندازۂ تقریر سے متجاوز ہیں، عنان ادب کو ہاتھ سے دے کر دست توسل کو ذیل اسم سامی میں تشبث کرتا ہے کہ ایسے نام کا لینا گویا صفات غیر متناہیہ کا حصر اور دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے۔ چہ نامی کہ مولائے نام توام

آغاز مدح

اکمل کملائے روزگار، افضل فضلائے ہر دیار، حاکم محاکم جاہ و جلال، متکی ارایک اقبال، اقلید دردائرہ علم، لوح طلسم حلم، عالم محقق تجرید، مدقق سرجملہ علمائے متألہین، رافع مناقشات حکما و متکلمین، مجبول الفضل خصوصاً العدل بفیصل مقدمات، مجلی آئینہ ناظر صور تقدیر، نخلبند حدائق فضل و افضال، مظہر صفات جلال و جمال، جامع محاسن صوری و معنوی مستجمع کمالات ظاہری و باطنی، کاشف دقائق معقول و منقول، واقف حقائق فروع و اصول، تونگر صورت درویش سیرت، انسان پیکر ملک سریرت، مرجع مآرب جہان و جہانیاں مولانا مخدومنا مفتی محمد صدرالدین خاں بہادر قلم کو کیا طاقت کہ ان کے اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھے اور زبان کو کیا یارا کہ ان کے محامد پسندیدہ سے ایک لفظ کہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس زبدۂ جہان و جہانیاں کی صفات کا احصا محالات سے اور کمالات کا حصر مرتبۂ متعسرات سے ہے، جس وقت قلم چاہتا ہے کہ کوئی صفت صفات میں سے لکھے، یا زبان ارادہ کرتی ہے کہ کوئی مدح مدائح میں سے کہے جو کہ ہر صفت قابلیت اول لکھنے کی اور

Marfat.com

مدح لیاقت پہلے بیان کرنے کی رکھتی ہے، مدت تک یہی عقدہ بند زبان تحریر اور گرہ لسان تقریر رہتا ہے کہ کون سی صفت سے آغاز اور کون سی مدح سے ابتدا کرے۔ شعر:۔

مجلس[1] تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

بے شائبہ تکلف و بے آمیزش مبالغہ ایسا فاضل و کامل کہ جامع فنون شتی اور مستجمع علوم بے منتہا ہو، اب سوا اس سرگروہ علمائے روزگار کے بساط عالم پر جلوہ گر نہیں۔ ان حضرات کی طبع رسا شکل رابع سے پہلے اس سے نتیجہ حاصل کرتی ہے کہ بدیہی الانتاج ہے۔ ارباب فہم و ذکا اور ناخن فکر عقدہ لاینحل کو پہلے اس سے وا کرتا ہے کہ گرہ حباب کو انگشت موج دریا۔ معنی نہمی اس درجہ کہ راست و درست سمجھ لیا کہ زبان سوسن نے کیا کہا اور رمز شناسی اس مرتبہ کہ واقعی معلوم ہو گیا کہ نگاہ نرگس نے کیا اشارہ کیا۔ اگر ان کا حدس صائب مصحف گل پر تصنیف نہ لکھتا، بلبل انی نحض رہتی۔ اور اگر ان کا فکر رسا سطر شمشاد کے معنی نہ بیان کرتا، قمری سجع خواں نہ ہوتی۔ ان کی دقت طبع اور حدت فہم کے سامنے لالہ کے داغ دل اور سنبل کی پریشانی اور ارغوان کی جگر خونی کی وجہ (سے) مضمون بیش پا افتادہ ہے۔ اگر ان کی رائے روشن معجز نما ہو نقطۂ موہوم کو اشارۂ انگشت سے تقسیم کرے، اور جزو لایتجزیٰ کو دو نیم۔ قلب المومن عرش اللہ گویا انھیں کے دل کی شان میں ہے کہ حامل وحی ان کے انفاس فیض اقتباس کے واسطے گوش برآواز رہتا ہے اور لی مع اللہ ان پر علی الدوام صادق ہے کیونکہ کوئی وقت ایسا نہیں ہے کہ

---

[1] دفتر۔

Marfat.com

جبرئیل بارگاہ قرب الٰہی پر دیر تک اجازت بار کا منتظر نہ رہے۔ راہ حق میں تیز رو اور مسلک دنیا میں کاہل کوش، لیکن تونگری ظاہری درویشی معنوی کی پردہ پوش ہے :-

کسانیکہ راہ خدا داشتن۔ چنیں خرقہ زیر قبا داشتند

اگر مولوی جامیؒ زندہ ہوتے یہ بیت :-

چو فقر اندر لباس شاہی آمد به تدبیر عبید اللہی آمد

سوا اس بر گزیدۂ انفس و آفاق کے اور کسی کی شان میں نہ کہتے۔ جو کہ ارباب معنی پر یہ بات ظاہر ہے کہ لباس فقر میں مصروف اطاعت ہونا اور گوشۂ خلوت کو واسطے فراغ عبادت کے اختیار کرنا موجب شہرت ہے اور صیت بلند بسبب کثرت اہل دنیا کے اس شغل کے اہم سے باز رکھتی ہے، لباس اہل ظاہر کو اختیار کیا اور از بسکہ احقاق حق اور فریاد رسی عباد اور عدل و انصاف افضل عبادات ہے، منصب صدارت کو اپنے ذمہ پر لیا۔ سبحان اللہ کیا طریقۂ داد ہے اور کیا سررشتۂ انصاف ہے کہ نوشیرواں ان کے دیوان عدالت میں عہدۂ پیشکاری کے لائق بھی نہیں سمجھا جاتا۔ باقی رہا عدل عمر یہاں بسبب ادب کے کچھ کہا نہیں جاتا۔ شوکت ظاہری سے ان کے دربار میں دارا کو گذار نہیں اور جلالت باطنی سے ان کی خلوت میں فرشتے کو بار نہیں۔ باوجود ان مراتب بلند اور اس منصب ارجمند کے خلق محمدی کو اختیار کیا ہے کہ افادۂ علوم اور افاضت مسائل دین کے وقت ہر ادنیٰ کو اجازت سخن ہے بفحوائے اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُول کے موزونی سخن کی طرف بھی متوجہ ہو کر نظم و نثر میں اوقات شریف کو مصروف فرماتے ہیں[1]۔ زہے اُمت خاتم المرسلینؐ۔

---

[1] ملاحظہ ہو تذکرۂ آزردہ کے لیے گلشن بیخار صفحہ ۱۰ تا صفحہ ۱۱

Marfat.com

اس جگہ بقدر گنجائش کاغذ کچھ نظم اور کچھ نثر آپ کا درج کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ فصاحت و بلاغت کو کیا رتبہ عطا کیا ہے۔

دیباچہ رسالہ لاتشد الرحال[1]

الحمد للہ الذی جعل البیت امناً ومثابۃً للناس اجمعین۔ وجعلہ ہدیً ومبارکاً للعالمین۔ وفضل المدینۃ علی سائر البلاد، وشرفہا بحلول خیر العباد۔ وجمع لہا بین طریف الفضل والتلید، وہی تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید۔ فہی روضۃ من ریاض الجنۃ، والنزول فیہا من المائم جنۃ۔ و شرف بیت المقدس وبارک حولہ واشہر بین الناس مجدہ وطولہ وجعلہ مہبط الوحی ومتعبد الانبیاء، ومستقر عبادۃ المکرمین والصلحاء۔ وفضل المسجد الثالثۃ علی سائر العالم وعظمہا وکرم فضایلہا۔ تجل ان تحد بحدٍ او تعدبعدٍ او تحصر بکلام او تحصی بنظام۔ تشد الرحال الیہا من کل بلدۃ وقریۃ وفلاۃ۔ والصلوٰۃ فیہا بمائۃ الف او الف او خمسمائۃ صلوٰۃ۔ والصلوٰۃ علی سیدنا محمد ن الذی ہو افضل من کل راکع وساجد وعلی آلہ واصحابہ الطاہرین العزالاماجد ماذکر المسجود لہ فی المساجد۔ ورضوان اللہ علی المتقین باثارہم الذین بذلوا جہدہم فی استنباط الاحکام وتحقیق عقائد الاسلام۔ اقبلوا علی تمہید اصولہا وقوانینہا وتلخیص مجملہا وبراہینہا۔ وابرموا قواعد الدین ومہدوہا ورفعوا مبانیہا وشیدوہا۔ ورشد والمسترشدین بایضاح المجملۃ الزموا المعاندین

---

[1] یہ مفتی صاحب کے رسالہ "منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال" کا دیباچہ ہے جس میں انھوں نے علمائے اہل حدیث کی اس مسئلہ میں تردید کی ہے کہ انبیا اور اولیاء کی قبروں اور مزاروں پر سفر کر کے جانا جائز نہیں۔

Marfat.com

باقامة الحجة ۔ وحفظوا قواعد الشريعة الحنيفة السمحة البيضاء من ان تزلزلها شبه اهل البدع والاهواء ۔ شكر الله سعيهم واعاد الينا نفعهم ۔ اما بعد فيقول العبد المستكين محمد صدر الدين وفقه الله للعمل فى يومه لغده قبل ان يخرج الامر من يده ان العلم فى هذا الزمان قد اندرس آثاره وسقط عن القلوب محله ومقداره ونصبت انهاره وقلعت اشجاره وغارماءه وهواءه ، وظلم فضاء ۔ و تغيرت خضرته وتبدلت نظرته وذهبت طراوته وبهيت نداوته ۔ وعزبت شموسه واقماره وولت اصحابه وانصاره ۔ وافلت ثوابته وسياره ورحلت اخباره واخياره ۔ حتى صار اليوم عيباً فاضحاً ونقصاً فادحاً العلم مغلوباً والجهل مطاوباً ۔ والنقص كمالاً والحمق جمالاً والكمال وبالاً والحكمة ضلالاً ۔ والعقل فضولاً والهزل مقبولاً والبدعة سُنة والضلالة حكمة اً وانصرفت الهمم عن تحصيل الحق بالتحقيق زلت الاقدام عن سواء الطريق ، بحيث لا يوجد راغب فى العلم ولا خاطب للفضيلة وصارت الطباع كانها مجبولة على الجهل والرزيلة ۔ وما بقى من العلم الا الاسم ولا من الدين الا الرسم ۔ و امام الذين لقبوهم الجهلة بالعلماء وهم فى غير هذه البلدة ۔ فاكثرهم كما ترى ما على قلوبهم اكنة فلا يكادون يفقهون حديثا او يجدون الناس على ما اتيهم الله من فضله ۔ فاذا جاءهم ما عرفوا من الحق كفروا به واراد وا تلبيساً وتدليساً ۔ طائفة منهم يضعون الاحمار ولا ينتضيون بالانوار ويحسبونهم يحسنون صنعا ۔ هى ما يرتفع اليه نظرهم هو النقل عن الكافى ، وما الكفاية من غير التفات الى دراية واستبصار فى رواية ۔ والقواشر اشرهم على تصفح الروايات من الفقاوى غير المعتمدة ۔ والنقل من شخص معين او مجهول من غير ان يحيط ببالهم تحصين فى الادلة والاصول لم يعلموا ان الذاهل عنه كبنيان على غير اساس ۔ واذا

Marfat.com

سئل عما هو علیه لم یقدر علی ایراد حجة او قیاس، فیا حسرة علی ابناء الزمان انهم قد اتخذوه ظهریاً وصار طلبه عند هؤلاء شیئاً فریا۔ والمختار عند جماعة منهم الاخذ بالقول المرجوع الذی لا تغنی من جوع ولا تنفع من بوح۔ ومنهم من تمسک بروایة فقهیة نادرة قذه زعما منهم۔ ان الکل جدید لذة۔ کل بضاعتهم الطعن فی الائمة المجتهدین وجل صناعتهم القدح فی الاولیاء المقربین۔ الصراط المستقیم والمحلی ماخذهم واساسهم، وابن تیمیة وابن حزم رئیسهم ورأسهم۔ لا یهتدون الی طریق الحق بل یترددون فی تیه بلا هاد ودلیل وهم اضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل۔ وفئة منهم یقلدون آباؤهم فهم علی آثارهم مقتدون او لو کان آباؤهم الا یعقلون شیئاً ولا یهتدون۔ وبعضهم یستنبطون الاحکام عن الاحادیث والقرآن ولا یعلمون شیئاً من العلوم حتی علم اللسان۔ وهم اذا وقعوا فی معضلة عمیاء خبطوا فیها خبط عشواء والذین معهم عابثون عن الاتباع والتقلید۔ ویقولون ان هذا لیس بسواء السبیل۔ واذا رجعوا الی نشهد انهم ینقلون قولهم بلا حجة ولا دلیل۔ ولقد من الله سبحانه علی هذه الامة لوجه العلماء فی کل عصر الذین عضوا فی العلم بنواجذهم ورموا غرض الاصابة بنوافذهم۔ وصرفوا فی التحصیل العلوم اعمارهم واحیوا لکسب الفضل لیلهم ونهارهم۔ فالفوا وافادوا وصنفوا واجادوا۔ فطوبی لمن راجع الیهم ونزل رباعهم ورأی الحق حقاً ورزق اتباعهم وسحقاً۔ لقوم الذین لا یترددون الیهم ولا یرجعون اما تلیت علیهم قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ وکفی لنا مستنداً علی غوایة کبراء هم انهم حرموا السفر الی زیارة قبور الانبیاء والاولیاء متمسکین بحدیث لا تشد الرحال۔ فاملیت علیهم فی شرحه ما ینجیهم عن الضلال مع تفرق البال وتشتت الحال۔ فضلت اعناقهم خاضعین وقالوا آمنا بما

Marfat.com

جاری من الحق المبین وللہ سبحانہ ھو المسؤل ان یوفقنا الصدق والصواب ویصون عقولنا عن الزیغ والارتیاب۔ ویجعلنا ممن شرح بالحق صدرا وشرح فی فتح باب الاشکال فرعا قدراً، وھو علی مایشاء قدیر وبالاجابۃ جدیر

اشعار عربی

وکنا کغصنی بانۃ قد تالفا ۔۔۔ علی ودوحۃ حتی استطالا وایفعا
یغنیھا حدج الحمایم مرجعاً ۔۔۔ ویسقیھا کاس السحائب مترعا
سلیمین من خطب الزمان اذا سطا ۔۔۔ خلیلین من قول الحسود اذا سعا
فغارتنی من غیر ذنب جلیبتہ ۔۔۔ والقی بقلبی حرقۃ ولوجعا
عفا اللہ عنہ ما جناہ فانی ۔۔۔ حفظت لہ العہد القدیم وضیعا

نثر فارسی

ربین امنت بخت بیدارم کہ من بہیچ در حساب راکہ چون حرف باطل بغلط بر زبان گوہر فشان نمیگذشت از روستائی بے اعتباری آوردہ بروشناس شہر ستان صحبت خطاب گردانیدۂ واز نشیب گاہ فراموشی بالاداوہ وبرفراز والاپایگی یاد آوری رسانیدہ۔ یاوری طالع راگذری بسر وقت بیدلان افتاد کہ دور گردان بزم ولفروزی راکہ چون غبار شکست در کنار آن راہ توانستی یافت از رہ سپری وادی بے آرامشی رہانیدہ از نزدیکی بساط حضور گزیدہ سامانے فراہم دادو کاروان نسیم مصر در بیت الحزن بارا قامت برکشاد و ساربان زمام ناقۂ لیلیٰ را بکف اختیار قیس شکستہ پا داد۔ قطرہ ام دریا، مسمم کیمیا، خرمم گوہر، خارخسکم گل تر۔ شامم روکش روز، بادام رشک

Marfat.com

نوروز۔ دردم دوا، گردم توتیا، خوشہ ام خرمنے، سبزہ ام سمنے، یاسم امید،
خزانم بہار جاوید گردید۔ پستم را بلندی، طالعم را ارجمندی، نشیم را سحر، نفسم را
اثر، سرافگندیم را سرفرازی شکستہ خاطر را دلنوازی پدید آمد۔ ہما ناہمالون
فال طائر سایۂ اقبال بگستر دکہ خطاب سلیمان بہ مور ناتوان رسانید و زبان
حال را بروان پرور کریمہ انی ألقی الی کتاب کریم گویا ساخت۔ سراپای
دل را شگرف کشایشی روآورد و پیشگاہ سینہ بوالعجب انشراحی فراگرفت۔
ناطہ پریشان را پیرایۂ فزونی جمعیت و مایۂ تنومندی آرامش حاصل شد۔
نسیم الطاف قدیم بتازگی وزید و گلشن عاطفت از سر نو شگفت۔ چون
از دور افتادگان از یاد رفتہ و فراموشان از طاق دل افتادہ پرسش و جوے
بسامان بود، خاطر حسرت اندوز بگونا گون کامرانیہا برآمود و بدایع انبساطی
روزی روزگار اخلاص سرشت گردید۔ بیت :۔

نباشد صبح دم آغوش دولت آرمیدن را ۔۔۔ قناعت کہ دل از فکر ایں پیام گرفتن

ازان بازنہ بار فضل خصوصاً ت را بر گردن گرفتہ، التفات گرانی را بنا بالت
زادہ ام۔ نقوش سخن آرائی و نکتہ سرائی از ساحت ضمیر مہ بکر قلم تراوش
و تار عنکبوت نسیان بر ردایاے مراد قاشات آں بکہ تنید و آئینہ زدایش امال
متخیلات آں کہ در خزانۂ خیال داشت بتازگ اختلاط مشق از لبست نشان
سلامت فطرت، کہ حفظ ضوابط معمول عدالت را عرش المعنی بالغوزی
و سدرۃ المنتہاے والش پژوھی سمردہ اند نہادہ، و اشرفی تعلق و سرداری
شغلہاے دیگر نعیمۂ آفرینت و دست آموزگی چندانی بدست۔ نیارستم
آوردکہ لختی آئین سخن طرازی و نکتہ سنجی را بکار برم مگر چون آہنگ این
صناعت را با گوہر ہم سرشتہ اندگاہ گاہ پیش آں تارپود دلسنج این ہما لیق

Marfat.com

راازہم میگسلاند۔ وہرگاہ بہمین ہدیۂ نوآزادگان طبع ازحیاے نورانی برفراز اعتبار منزل می گیرد، ہمچو بلبلی کہ بداستاں سرائی بلبل دیگر درچمن بخروش آید و آہنگ نالہ سازدہد، بی اختیار نواے جاں خراش ازخاطر بریان برمیزند و بسرجوش شوق بیخودی جوش بی ہنگام نازاز جامیرود۔ ہرچنداز آشوب درونی و بیرونی بی راہہ می روم وسخن را بآئینے کہ باید گذاردہ ام وگزین کاری بسزا بر نخواستہ ام، امافروہیدہ فراہنگان انصاف گوہر وسخن سرایان دیدہ وران رامرسلۃ الصدر روح وروان توانم فہمید۔ اکنون ازحال غم بزرگوارمی نویسم شفاے ایشان ازنادرۂ حکمت دادارجان آفرین است ومایۂ حیرت دران دوریات لبکارساز حقیقی روی نیازآوردند، جلال نعم الٰہی دریافتند، شرح آن بکالبد گفتار درنگنجد۔ فی الجملہ بسرنوشت آسمانی طیلسان صحت بردوش گرفت روبحصارآوردہ اندر درحصار حراست علی الاطلاق منزل گرفتہ۔

والسلام حررہ محمد صدرالدین ختم اللہ بالحسنیٰ۔

غزلیاتِ فارسی

آتش عشق فلک در دل ودرجانم سوخت
زآنکہ از داغ وگرد بدکہ نتوانم سوخت
دل زخوں ناب جگر سوخت ومژگانم سوخت
آخرایں شعلہ بہ پیدایم وپنہانم سوخت
پنبۂ مرہم او مہر قیامت باشد
عشق آں داغ کہ در سینۂ سوزانم سوخت

Marfat.com

روز ہجران تو می سوخت مرا حسرتِ وصل
در شب وصل تو اندیشہ و ہجرانم سوخت

ہیچ گہ چرخ جفا پیشہ نمی ساخت بمن
شکر ایزد کہ ز آہ شورافشانم سوخت

زحمت از بہر عذابم مکش ای نار جحیم
کہ سراپای مرا مجلت عصیانم سوخت

شورد و زرخ جاں تاب لبی بود بلند
چوں مقابل شدہ با سینۂ سوزانم سوخت

برگ و جمعیت و یوان جزا برہم خورد
جنت از حسن تو دزرخ از افغانم سوخت

باز آن لبستر خار ست و ہماں بالش سنگ
سر شور یدۂ من ز انوی بارانم سوخت

بزم افروز شبستان نشدم آن شمعم
بخت خوابیدہ سر خاک شہیدانم سوخت

دل پر درد بخوں ناب جگر سوخت مرا
آنکہ یک عمر بہ او ساختہ ام آنم سوخت

ہر نگہ کاں بت ترسا بچہ در کارم کرد
آتشی بود کزاد خرمن ایمانم سوخت

کو نسیمی کہ ز یثرب در زد و سبز کند
خاست از ہند سمومے کہ گلستانم سوخت

گر ز آتش سخنی ہیچ کمالم نفزود
لیکن آزردہ از و جاں حسودانم سوخت

Marfat.com

ولہ

حسن کے راہ زن کافر و دیندار نبود　　آفت سبحہ بلای بت و زنار نبود

یاد روزیکہ جز او ہیچ پدیدار نبود　　پردۂ دیدہ مرا مانع دیدار نبود

ہر دری بر رخم از روضۂ رضوان وا بود　　خواہش بوی گل از رخنۂ دیوار نبود

ایں شر و شور نہ در صحبت زناں بودہ　　جملہ بدمست دمے حوصلہ بردار نبود

بود از گردش چشم تو گلستاں دل ما　　در میان واسطۂ ثابت و سیار نبود

رب ارنی ز لب مستی من سر می زد　　لن ترانی ادب آموز طلب گار نبود

مست در گوشۂ میخانۂ وحدت بودیم　　کار تا بادہ کشی بود و دگر کار نبود

عشق لے پردہ تماشائے جمالش میکرد　　ہمچو بیخود ز می و عدۂ دیدار نبود

بود سر رشتۂ کارم بسر زلف سیاہ　　قصۂ کشمکش سبحہ و زنار نبود

شکر للہ چو بطوف حرمم آوردند　　روی دل جز طرف خانۂ خمار نبود

دست تا بند نقابش بدرستم مردم　　سعی خوش بود مگر بخت مددگار نبود

صحبتی بود و عجب دوش میان من و یار　　صد شکایت بلب و رخصت اظہار نبود

دل خوں گشتہ مدد کرد و گرنہ صد بحر　　خرج یکروزۂ ایں چشم تلف کار نبود

گرد غم جز دل ناشاد محلی نگزید　　ورنہ آئینۂ ما قابل زنگار نبود

سہل و آساں شدہ امروز بعہد تو چنیں　　ورنہ دشوار تر از ترک وفا کار نبود

از کساد ہنر ست اینکہ بہیچم نخرند　　جنس تا بود گراں نا ز خریدار نبود

لطف ساقی بنگر در حق من آخر کرد　　چوں مرا حوصلۂ ساغر سرشار نبود

در دلم آں مژہ صد خنجر الماس شکست　　ز ہر چشم تو بآں گرچہ مددگار نبود

از علاج دل بیمار چرا دست کشید　　گر مسیحا بتمنائی تو بیمار نبود

Marfat.com

طرز آتش سخنی طبع من ایجاد نبود — پیش ازیں ایں روش و شیوهٔ اشعار نبود

آه از خجلت آزرده ببازار جزا
هیچش از جنس گراں مرتبه در بار نبود

وله

خواهم دم دعا بدعا ناگریستن — شد بسکه بی اثر بدعا با گریستن
سوز دلم نمود دو بالا گریستن — ایں درد را نگشته مداوا گریستن
دل قطره قطره خون شده از چشم برچکید — تاراج داد مشغلهٔ ما گریستن
پیشش بضبط گریه بکوشم ز رشک غیر — بر رحم تا نیاورد او را گریستن
جز چوں تو سنگ دل نتواند شد از دگر — نگریستن بحال من و ناگریستن
از اشک ریزی مژه خالی نشد دلم — خواهم چو زخم از همه اجزا گریستن
بی عندلیب خوش نبود ناله در چمن — خواهیم در خزاں به تمنا گریستن
واعظ اگر بیاد قدی گریه ناروا ست — باز از چه روست از پئے طوبی گریستن
شوید ز دیده لذت خوابی که دیده بود — پیشت از اں گرفت زلیخا گریستن
ای چشم دجله ریز ادب را نگاه دار — اینست در مدینه و بطحا گریستن
رسوا شدن چو برق بود با چشم نم — ای ابر با گریستن ما گریستن
ابر آب شد ز گریه ام و برق خنده زن — آهی کجا که جمع کنم با گریستن
از سوز سینه خوف نداریم کار ماست — از کاو کاو آن مژه دریا گریستن
آوردمش برحم بطرزی مگر نسیم — خوش صرفه برد از لب گویا گریستن
طوفان نوح بود حدیثے شنیده — چشم ترم نمود ز رسوا گریستن
در عیش بیقرارم و در غم به پیچ و تاب — خندیدنم شبیه بود با گریستن

Marfat.com

دِل را ہمیشہ خندۂ من خون کند چو گل
بشگافدم جگر قلم آسا گریستن

موجے بزن کہ تر کنم ابر بہار را
ای دیدہ تا کجا بمدارا گریستن

ای دِل غمیں مباش بالفت کہ شمع وار
باخندہ ہم عناں بود اینجا گریستن

یارب نگاہ بوالہوسم دہ کہ شد مرا
در بزم او حجاب تماشا گریستن

سیراب تا زمیں غزل کرد گریہ ام
بینم کہ می رسد بکجا ہا گریستن

ای دِل بیا کہ خاک کنم ابر و برق را
از تو بخون تپیدن و از ما گریستن

اشعار تر دریں غزل آمد کہ ربط داشت
چوں چشم من قوافی آں باگریستن

آزردہ خیز کامدہ عرفی وطالبا
از تو قصیدہ خواندن و زینہا گریستن

غزل ریختہ

نالوں سے میرے کب تہ و بالا جہاں نہیں
کب آسماں زمین و زمیں آسماں نہیں

مجھ سا بھی کوئی عشق میں ہے بد گماں نہیں
کیا رشک دیکھ کر مجھے رنگ خزاں نہیں

جانے ہے دل فلک کا مری تلخ کامیاں
ان ناتوانیوں کو پہنچتی تواں نہیں

قاتل کی چشم تر نہ ہو بہ ضبط آہ دیکھ
جیوں شمع سر کٹی پہ اٹھا یہاں دھواں نہیں

آنکھوں سے دیکھ کر تجھے سب ماننا پڑا
کہتے تھے جو ہمیشہ چنیں ہے چناں نہیں

Marfat.com

کہتا ہوں اُس سے کچھ میں نکلتا ہے منہ سے کچھ
کہنے کو یوں تو ہیگی زباں اور زباں نہیں

اے بلبلانِ شعلہ دم اک نالہ اور بھی
گم کردہ راہ باغ ہوں یاد آشیاں نہیں

اٹھ کر سحر کو سجدۂ مستانہ کے سوا
طاعت قبول خاطرِ پیرِ مغاں نہیں

ہکا ہوا ہے بیت حزن دیکھنا کوئی
آیا نسیم مصر کا ہو کارواں نہیں

اس بزم میں نہیں کوئی آگاہ ورنہ کب
واں خندہ زیرِ لب ادھر اشک نہاں نہیں

افسردہ دل نہ ہو در رحمت نہیں ہو بند
کس دن کھلا ہوا درِ پیرِ مغاں نہیں

لب بند ہو تو روزن سینہ کو کیا کروں
تھمتا تو مجھ سے نالۂ آتش عیاں نہیں

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

اے جذبِ شوق رحم کہ مد نظر ہے یار
جا سکتی وہاں تلک نگہ ناتواں نہیں

کیا کچھ نہ کر دکھاؤں پر اک دن کے واسطے
ملتا بھی ہم کو منصب ہفت آسماں نہیں

نازو نگہ روش سبھی بلا گو ہیں جان کے

Marfat.com

ہے کون ادا وہ تیسری کہ جو جانتاں نہیں
شب اُس کو حالِ دِل نے جتایا کچھ اسطرح
ہیں لب تو کیا نگہ بھی ہوئی ترجماں نہیں
وہ شاخِ نخلِ خشک ہوں میں کنجِ باغ میں
دیکھے ہے بھول کر بھی جسے باغباں نہیں
ملنا ترا یہ غیر سے ہو بہر مصلحت
ہم کو تو سادگی سے تیری یہ گماں نہیں
اچھا ہوا نکل گئی آہ حزیں کے ساتھ
اِک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جاں نہیں
بے وقت آئی دیر میں کیا شورشیں کریں
ہم پیرِ دیرِ میکدہ بھی نوجواں نہیں
آزردہ نے پڑھی غزل اِک میکدہ میں کل
وہ صاف ترکِ سیلتِ پیرِ مغاں نہیں

ولہ

شب جوشِ گریہ تھا مجھے یادِ شرابیں — تھا غرق میں تصورِ آتش سو آب میں
کیا جانو جو اثر ہے دمِ شعلہ تاب میں — یہ وہ ہے برق آگ لگا دے نقاب میں
قسمت تو دیکھ کھولی گرہ کچھ تو رہ گئے — ناخن ہمارے ٹوٹ کے بند نقاب میں
یارب وہ خوابِ حق میں مرے خوابِ مرگ ہو — آوے وہ مست خواب اگر میرے خواب میں
حال اُس نگہ کا اُس کی سراپا میں کیا کہوں — مورِ ضعیف پھنس گئی جا شہد ناب میں
ہر وقت آرزوئے عذابِ جحیم ہے — ہاتھوں سے ہجر کے ہوں میں کیا کیا عذاب میں

Marfat.com

یارب یہ کس نے چہرے سے اُلٹا نقاب جو — سو رخنے اب نکلنے لگے آفتاب میں
ذکر وفا وہ سنتے ہی مجلس سے اٹھ گئے — کچھ گفتگو ہی ٹھیک نہ تھی ایسے باب میں
خورشید زار ہو گئے زمیں دے جھٹک ذرا — سو آفتاب ہیں تیری گرد نقاب میں
کیا عقل محتسب کی ہے لایا ہے کھینچ کر — سو دازدوں کو محکمۂ احتساب میں
کیا پوچھتے ہو چارہ از خویش رفتگان — سو جا سے چاک جامہ ہے سوزن خلاب میں
بے اعتدالیاں مری ظرف تنک سے ہیں — تھا نقص کچھ نہ جوہر صہبائے ناب میں
ہم جان و دل کو دے چکے سو ہو ہم امید پہ — اب ہو سو ہو ڈبو دی یہ کشتی شراب میں
آزار صور تیرے شہیدوں کی روز حشر — لگتی تھی اک بھنک سی جو کانوں کو خواب میں
اٹھنے میں صبح کے یہ کہاں سرگرانیاں — ڈھلنے مے کا جلوہ یہ دیکھا ہے خواب میں
کچھ بھی لگی نہ رکھی ڈبو دی رہی سہی — دل کو نہ ڈالنا تھا سوال و جواب میں
جو دیکھتے ہیں اُس سے یہ گذرا کھو نہیں — یعقوب کے خیال و زلیخا کے خواب میں
تحقیق ہو تو جا لو کہ میں کیا ہوں قیس کیا — لکھا ہوا ہے یوں تو سبھی کچھ کتاب میں
اُلفت میں ان کی اب تو ہے جانوں کی پڑ گئی — دل کس شمار میں ہے جگر کس حساب میں
ہر ہر رگ میں سے خرقہ کی میرے ہوے چکاں — غوطے تو سو دیے اسے زمزم کے آب میں
مے اور ذوق بادہ کشی لے گئی مجھے — یہ کم نگاہیاں تری بزم شراب میں
تھی جہاں میں روز ازل جائے درد کی[1] — آیا پسند دل مرا اس انتخاب میں
اس چشم اشکبار کے کیوں کر ہو سامنے — رونے کا مادہ ہی نہیں ہے سحاب میں
امداد چشم کیا ہو لگی دل کو آگ جب — جلنے کے بعد خوں نہیں رہتا کباب میں
ہیں دونوں مثل نیشہ پہ سامان صد شکست — جیسا ہے میرے دل میں نہیں ہے حجاب میں

---

(۱) یہاں کوئی لفظ مثلاً "جو" یا "وہ" رہ گیا ہے۔

Marfat.com

انوارِ فکر سے نہ ہوا کچھ بھی انکشاف جتنا پڑھے ہم اور پڑے جا حجاب میں
یہ عمر اور عشق سے آزردہ جائے شرم
حضرت یہ باتیں بھی ہیں عہدِ شباب میں

ولہ

حُسن کی شان سے ہے یہ رہے مستور نہیں
ورنہ ہوتا کبھو یوں جلوہ سرِطور نہیں
عذر کرتے ہی بنی اُن کو تجھے جب دیکھا
جو کہا کرتے تھے رسوا ترا معذور نہیں
ہیں تو ہم جنس فراہم نہ ہو سامانِ طرب
جرمِ ماتم سہی گو انجمنِ سور نہیں
لاکھ ہنگامۂ منصور دکھادیں دم میں
پر ہم افشائے سرائر میں ہیں مامور نہیں
خانۂ غیر تجلّی کدہ ہو اور نصیب
ہم کو جز روئے سیاہ و شبِ دیجور نہیں
مژدہ اے چرخ کہ اَب میری طرح سور کھتا
طاقتِ اُٹھنے کی ذرا نالۂ رنجور نہیں
چارہ اب کیا ہو جو ہو نشتر و مرہم یکساں
کون سا داغ ہے سینے میں جو ناسور نہیں
دل پُر رخنہ ہی کو آگ لگادی ہم نے
چارہ جز شعلہ پے خانۂ زنبور نہیں

Marfat.com

محتسب کو کیا بیکار تری آنکھوں نے
ایک میخانہ بھی اس دور میں معمور نہیں

پُرزے پُرزے نہ کرو نامہ مرا بن دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہیں

ہے نیا قاعدہ یہاں ذبح کا قاتل کی طرف
دیکھنا بھر کے کنکھیوں سے بھی دستور نہیں

دامن اُس کا تو بھلا دور ہے یاں دست جنوں
کیوں ہے بیکار گریباں تو مرا دُور نہیں

رنجیدہ یہ ہے کہ جیوں آیت محکم ہے صاف
معنیٔ دُور نہیں لفظ بھی مہجور نہیں

میں ہوں اور گوشۂ یثرب یہ تمنا ہے اب
خواہشِ سلطنتِ قیصر و فغفور نہیں

مدّ دائے پرتوِ لطفِ نبوی کوئی عمل
شمع تنہائی ظلمت کدۂ گور نہیں

تہمتاں ہے ترے درکا وہ تجلّی پرتو
پہنچے پاسنگ کو جس کی جبل طور نہیں

کون سا دن ہے کہ خورشیدِ جہاں تابِ سحر
خاک درسے ترے دریوزہ گرِ نور نہیں

پایۂ عرش بڑھانا تھا دگر نہ یہ نام
لوح پر عرش کی ہوتا کبھو مسطور نہیں

ہوں ادا نظم میں کس طرح مناقب تیرے

Marfat.com

سلسلہ یہ متناہی ہے وہ محصور نہیں
ترکِ رَوئے خوشِ آزردہ محالات سے ہے
یوں خدا کی تو خدائی سے ہے کچھ دُور نہیں

جناب مولوی رشید الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ[1]

جامع معقول و منقول، حاوی فروع و اصول یگانۂ روزگار بہیں نتیجۂ قرون و اداوار، یکتائے زماں قدوۂ دوراں، مولوی محمد رشید الدین خاں، طاب ثراہ و جعل اللہ الجنۃ مثواہ۔ شاگرد رشید اور مخلص خالص العقیدت جناب جنت مآب زبدۂ اکابر روزگار مولانا رفیع الدین رضوان اللہ علیہ کے تھے اور ان کی خدمت میں ایسا اخلاص وافر رکھتے تھے کہ حضرت موصوف آپ کی تربیت میں مادام الحیات ایسے مصروف تھے جیسے کہ باپ فرزند کی تربیت میں۔ اگرچہ کسب و کمال ان حضرت کے دونوں بھائی یعنی مولانا عبد العزیز اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت سے بھی کیا تھا، لیکن تکمیل جمیع فنون انھیں کی خدمت میں انصرام کو پہنچائی۔ ہر چند سب علوم متداولہ میں یک فنی تھے لیکن علمِ ہیئت اور ہندسہ میں علم یکتائی بلند کیا تھا۔ مدت العمر فرقۂ امامیہ سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور باہم تحریر رہی، اس بحث میں رسالہ ہائے متعددہ فراہم ہو گئے۔ طریق مناظرہ کا یہ دیکھا گیا کہ تقریر یا تحریر میں خصم کو بجز اعتراف عجز کے چارہ نہ تھا۔ تقویٰ اور زہادت

---

[1] حالات کے لئے دیکھو تذکرۂ علمائے ہند ص ۶۳ ابجد العلوم ص ۹۱۷۔

Marfat.com

اور تشرع اور عبادت کا بیان خامۂ بریدہ کی زبان کی مجال نہیں کہ ایک شمہ اُس کا لکھ سکے۔ ہر چند حکام وقت چاہتے تھے کہ ان کو عہدۂ قضا سپرد کر دیں تاکہ ان کی نیک نیتی اور عدل و انصاف سے عباد اللہ کی حق رسانی ہوتی ہے لیکن بارہا ایسا اوقات کو بیشتر تربیت مستفیضان کمال میں مصروف رکھتے تھے، قبول نہ کیا۔ جب تقاضائے مؤکد اکیان مختلفہ میں حکام کی طرف سے وقوع میں آیا اور ناچار ہوئے، بسبب کمال قناعت کے ایک امر جزوی پر قانع ہو کر عہدہ مدرسی مدرسہ شاہجہاں آباد قبول فرمایا۔ ازبسکہ ایثار و کرم جبلی تھا۔ سو روپیہ کی تنخواہ ان کو ہرگز کفایت نہ کرتی تھی اور خدمت فقرا اور مساکین سے کبھی وقت اپنے تئیں معذور نہ رکھتے تھے، بقدرے وزرے دستگیری۔ میرزا بیدل علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے۔ رباعی

بیدل وارد نہ طبع اہل ہمت　　آثار سخا جلوہ دیگر دارند

با لب خمشاں نہ بہ محتاجاں ریزیم　　با خوردان لطف دیگر دارند

عمر آپ کی قریب ستر برس کی تھی اور آخر میں ارادہ بیت اللہ کا کیا۔ چونکہ ہر ارادہ پر ارادت اللہ غالب ہے، مرض سعب میں مبتلا ہوئے اور احرام کعبہ معنوی یعنی دیدار فیض انوار شاہد حقیقی باندھ کر دار آخرت کو راہی ہوئے۔ آپ کی وفات کو تیرہ چودہ برس کا عرصہ گذرتا ہے[1]۔ بسبب کثرت توغل علوم دینیہ اور مباحثات علمی کے انشائے انگلش طرف کبھو متوجہ نہ ہوتے تھے، مگر تکلیف خطاب اور بہانہ جواب سوگاہ گاہ نثر عربی کا اتفاق ہوتا تھا، ازاں جملہ یہ رقعہ دستیاب ہوا کہ لکھا

---

[1] سنہ ۱۲۴۹ھ مطابق سنہ ۱۸۳۳ء میں وفات پائی۔

Marfat.com

رقعہ عربی[1]

اسرب القطا هل من یعیر جناحه لعلّی الیٰ من قد هویتُ أطیر

من جوی او البعد و شجی الکمدة الوجد الی جانب الحبیب الذی تنزه قدره المعلیٰ عن القدح والنسیب الذی استوعب نسبته صنوف المدح الذی اذا انظم خجل قلائد القلائد، واذا انثر غبط فرائد الفرائد ذو خلق عظیم وطبع کریم، وسجیة سریة وهمة علیة۔ ما من علم الا اصاب مشکلا وما من فن الا غاص فی بحار تحقیقاته۔ اما الادب فقد شید ارکانه، وما الفقه فقد ابرم بنیانه واما المعقول فمناوالیه ومعوّل اثبات الصناعة علیه۔ ذخر الفضائل فخر الاماثل صدر الافاضل زین المحافل مولانا المولوی محمد صدرالدین لازال ظل افاضته علی رؤس المستفیدین۔ اما بعد اهدار هدایا السلام واداء مناسک الاحترام والاعظام، فیهنیٰ ورود مشرفه صبت عند فتحها النسائم مصریه، و تجلت کلمات بیض الوجود الا انها در یه۔ فقبلتها مرارًا وقابلتها بالاجلال اکثارا، واستنشقت (؟) منها روایح سحیق الصندل، ونظرت الی معانیها فاذا هی لآلی رطبة وماسواها من المعانی جندل۔ واما ما فیها من الالفاظ فهو انمق من غمرات الالحاظ هذا ثم ما أصف من الزمان

---

[1] ان کے عربی خطوط کا ایک مختصر مجموعہ ۱۳۳۵ھ میں المکاتیب کے نام سے مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔ ریاض الفردوس ص ۱۶۴ میں ان کی نظم و نثر کا نمونہ دیا گیا ہے

Marfat.com

مذا صطلیت نیران الہجران ۔ فوالذی حبانا بمحبتک وجعلنا من صفوۃ احبک، انی مذ فارقتک، ما اطبقت مقلتی بالنوم وما لاقت لیلتی عن الیوم یسر لنا اللہ لقاک ویسرک للحسنیٰ فی آخرتک ودنیاک ۔ وَ السلام بالوف للاکرام

جناب مولانا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ والغفران[1]

مولی الکرام مخدوم الانام، عالم باعمل فاضل اجل اسوۂ افاضل عرب وعجم، زبدۂ ارباب ہمم، سند اکابر روزگار فخر کملائے شہر و دیار، محی الشرع والسنۃ ماحی ہویٰ و بدعتہ، مؤسس اساس دین مبین، ھادینا و مولانا حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز۔ یہ حضرت خلف الصدق حضرت شاہ ولی اللہ غفر اللہ لہ کے اور چھوٹے بھائی مولانا و مخدومنا حضرت شاہ عبدالعزیز دھلوی کے ۔ تحصیل علوم عموماً اور سند حدیث نبوی کی خصوصاً اپنے والد ماجد کی خدمت میں لی ۔ علوم و فنون میں مستند الیہ ارباب استعداد تھے ۔ چونکہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم و مغفور بسبب کبر سن اور ضعف مزاج و کثرت امراض کے دماغ تعلیم و تدریس طلبانہ رکھتے تھے، سلسلہ تدریس کا حضرت کی ذات بابرکات سے جاری تھا ۔ فضلائے نامی ہر دیار کے کہ ارباب کمال سے منشور یکتائی حاصل کر چکے تھے، جب آپ کی خدمت میں پہنچے اپنے تئیں طفل ابجد خوان اور مبتدی محض سمجھ کر ابتدا سے انتہا تک پھر تحصیل علم پر کمر باندھتے ۔ اسی

---

[1] ولادت ۱۱۶۳ھ وفات ۱۲۳۳ھ ۔ حالات کے لیے دیکھو ابجد العلوم ص ۹۱۴، حدائق الحنفیہ ص ۴۶۹، تذکرۂ علماء ص ۱۶۶، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۳ ص ۱۰۹ ۔

Marfat.com

واسطے دیار ہندستان کے جمیع فضلاے نامی انہیں حضرت فیض موہبت کے مستفیضوں میں سے ہیں۔ ہر فن کے ساتھ اس طرح کی مناسبت تھی کہ ایک وقت میں فنون متبایہ اور علوم مختلفہ درس فرماتے تھے۔ جب ایک کی تعلیم سے دوسرے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے حضّار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن میں جامۂ یکتائی ان کے قامت استعداد پر قطع ہوا ہے۔ باوجود ان کے کمالات کے افاضۂ فیض باطن کا یہ حال تھا کہ جنید بغدادی اور حسن بصری کہ اگر ان کے وقت میں ہوتو بیشک وریب اس میں اپنے تئیں کمترین مستفیدان تصوّر کرتے۔ اور سخاوکرم کا یہ حال تھا کہ زر و رد اور گل و رمنہ کو گلدستہ میں محبوس مشاہدہ کرنا سخت ناگوار ہوتا تھا۔ الغرض ملک تھے صورت بشر میں۔ کوئی زبدۂ کملائے دہر کے اوصاف میں کہاں تک زبان قلم کو فرسودہ کرے کہ اگر بالفرض ایک حرف اس دفتر سے لکھا جاوے ایک کتب خانہ تیار ہوسکتا ہے۔ حضرت کے نظم و نثر زبان عربی میں بہت ہیں، مگر چند اشعار پر قناعت کرتا ہوں۔

ہذہ ابیات فی بیان معراج النبی علیہ الصلوٰۃ السلام

یا احمد المختار یا زین الوریٰ ۔۔۔ یا خاتم الرسل ما اعلاکا
یا کاشف الذراء عن مستنجد ۔۔۔ یا منجّی فی الحشر من والاکا
ہل کان غیرک فی الانام من استویٰ ۔۔۔ فوق البراق وجاوز الافلاکا
واستمسک الروح الامین رکابہ ۔۔۔ فی سیرہ واستخدم الافلاکا
عرضت لک الدنیا وما حوالتہ ۔۔۔ فسخت بعبثک طامعین رواکا

Marfat.com

فردوتهم فی خیبة عن قصدهم — الله صانک عنهم ووقاکا
واخترت من لبن وخمر فطرة — الاسلام بالهدی الیه هداکا
قعدت لک الرسل العظام ترقباً — فعلوت مغبوطا لهم سراکا
واممتهم فی القدس بعد تجاوز — منهم بامر الله اذ ولاکا
وبکی الکلیم لما راک علوته — ومنا فسوک یحق فیهم ذاکا
وتزینت حور الجنان بشاشة — بک سیدی شوقا الی لقیاکا
وتبشبش العرش المعظم لاثماً — رجلیک نال الفضل اذ آواکا
خلفت روح القدس عند السدرة — القصوی یخاف من الجلال هلاکا
ادناک ربک فی منازل قربة — جلی لک الاکوان ثم هباکا
واتم نعمته علیک فلم تسل — ان تؤثر الانفاق والاملاکا
القی الیک کنوز اسرار سمت — عن حیطة الافهام اذ ناجاکا
وسألت فینا العفو منه شفاعة — فاجاب ربک قد وهبت مناکا
حتی اذا تم الدنو تسترت — منک الهویة فی سنا مولاکا
فرأیته جهراً بعینی نوره — ماکان الا الله فی مجلاکا
فکساک نوراً من اشعة ذاته — افناک عنک اذا به القاکا
فلک المناصب السیادة للوری — وخلافة الرحمن یا بشراکا
جعلت لک الاقدار والانوار و — الجنات والنیران فی مرآکا
اعطاک تحقیقا وتیسیراً الی — دین قویم محکم لقراکا
وسواه من نعم جسام الها — عدّ ور ینهی اولاکا
فرجعت مسروراً بها فی لمحة — وجمیع خلق الله قد هناکا
اجریت دین الله بعد نضوبه — ومحوت رأس الجهل والاشراکا

Marfat.com

فلقد اتیتک سیدی مستجدیاً من سیبک المدرار حسن ولا کا

یا لیتنی قد فزت منک بنظرۃٍ

فی بدر وجہہ نور الارحلا کا

جناب مولوی مخصوص اللہ سلمہم اللہ تعالیٰ

عالم باعمل مبرّا از حرص و امل، زبدۂ فقہائے زمان اسوۂ صلحائے جہان، معارف دستگاہ مولوی مخصوص اللہ، فرزند رشید مولانا رفیع الدین مرحوم و مغفور ہیں جن کا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔ علم و فضل میں گوی سبقت اقران و امثال سے لے گئے ہیں۔ ایک مدت دراز تک تدریس و تعلیم طالبان کمال میں مصروف تھے اور علوم دینی اور یقینی کے مشاغل میں شب و روز اوقات گرامی کو خرچ کرتے چونکہ بیس پچیس برس تک مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی خدمت میں روز وعظ و قرأت کلام الٰہی و حدیث رسالت پناہی کے کرتے تھے اور تقاریر سراسر افادت مولانائے موصوف کو ذخیرۂ گوش ہوش فرماتے تھے، حدیث و تفسیر میں ایسا مایۂ کمال بہم پہنچایا کہ اس دونوں فن کے نکات جوان حضرت کے سینۂ بے کینہ میں ہیں اور کہیں نہیں۔ لیکن از بس کہ طبیعت عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوا ہے، ایک عرصہ ہوا کہ سررشتۂ تدریس کو ہاتھ سے دے کر گوشہ نشین ہیں[1] اور اوقات آپ کی ایسی مجموع ہے کہ شاید سلف میں اولیائے کرام کی اوقات

---

[1] ۱۲۷۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تذکرۂ علمائے ہند ص ۲۲۳)۔

Marfat.com

ایسی ہی ہوگی۔ ازبسکہ توجہ عبادت اور تقویٰ شعاری کی طرف مصروف ہے نظم عربی اور انشائے تازی کی طرف میل نہیں اس واسطے کچھ کلام آپ کا اس کتاب میں مندرج نہیں ہوا۔

جناب جنت مآب مولوی عبدالقادر قدس سرہٗ

حضرت بابرکت کثیر الافادت جناب غفران مآب کامل واصل زبدۂ علمائے متالہین اسوۂ کملائے زبانین محقق مسائل دین مؤسس معانی شرع مبین ہادی شریعت پیر طریقت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب غفر اللہ لہ۔ آپ خلف الرشید ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اور کہیں برادر مولوی شاہ عبدالعزیز اور مولوی شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے۔ آپ کے علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہے کہ کوئی آفتاب کی تعریف فروغ اور فلک کی مدح بلندی کے ساتھ کرے۔ زبان کو کیا طاقت کہ ایک حرف حضرت کی صفات سے لکھ سکے۔ اور قلم کی کیا مجال کہ آپ کی مدائح سے ایک ذرہ لکھ سکے۔ کسب فیض باطن سوائے والد ماجد کے اور بزرگوار کی خدمت سے بھی اتفاق ہوا۔ اب اس جزو زمان میں ایسا مکاشف صحیح کم کسی اہل کمال سے اتفاق ہوا ہے۔ بارہا ثقات کی زبان سے سنا گیا کہ جس امر میں کچھ فرمایا ویسا ہی بے کم و کاست ظہور میں آیا۔ باوجود اس کے کہ بسبب لذت اخلاق کے کسی کے حق میں کچھ ارشاد نہ کرتے اور کسی سے نہ فرماتے کہ ادھر بیٹھ یا اُدھر، لیکن من جانب اللہ لوگوں کے دل میں آپ کا ایسا رعب چھایا ہوا تھا کہ رؤسائے شہر جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے بسبب ادب کے دور دور خاموش بیٹھتے اور بدون آپ کی تحریک کے

Marfat.com

مجال سخن نہ پاتے اور ایک دو بات کے سوا یارانہ دیکھتے کہ کچھ اور کلام کریں۔ کرامت حضرت بحد تواتر پہنچ گئی ہے اگر ان کا بیان کیا جاوے کتاب میں گنجائش نہیں۔ بہت

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

از بسکہ ترک حضرت کے مزاج میں بہت تھا، تمام عمر اکبرآبادی مسجد کے ایک حجرے میں بسر کی۔ آپ کا کچھ کلام نظم و نثر سے راقم کو دست یاب نہیں ہوا[1] غالب یہ ہے کہ جو آپ کی اوقات منزہ تھی اس سے کہ اپنی طبع اقدس کو ان امور کی طرف متوجہ فرماتے ادھر ملتفت نہیں ہوئے ہوں گے۔ تیس پینتیس برس سے زیادہ گذرتے ہیں کہ حضرت نے جہان فانی سے رخصت سفر عالم نورانی جاودانی کی طرف باندھ کر جوار رحمت الٰہی میں آسایش کی[2]۔

۳ جناب مولانا عبدالحی غفراللہ لہٗ افضل الفضلا اکمل الکملا قامع بنیان بدع و اہوا، بانی زہد و تقویٰ، فضائل دستگاہ فواضل پناہ، جامع صفات جلال و جمال قامع اساس کفر و ضلال، مولانا عبدالحی صاحب غفراللہ لہ۔ مولانا

---

[1] موضح القرآن کے نام سے قرآن مجید کا پہلا اردو ترجمہ انھوں نے کیا ہے۔

[2] ۹ رجب ۱۲۴۲ھ میں انھوں نے رحلت فرمائی۔

[3] حالات کے لئے دیکھو ابجد العلوم ص ۹۱۵۔

Marfat.com

عبدالعزیز قدس سرہ کی خدمت میں نسبت دامادی اور شاگردی کی رکھتے تھے۔ ہر فن کے ساتھ نسبت خداداد تھی کہ جس فن میں جس نے آپ سے بحث و مناظرہ چاہا اسی فن کو جانا کہ شاید دوسرا ان کا نظیر نہیں پیدا ہوا۔ ایک مدت درس و تدریس علوم میں صرف ہمت کی۔ اواخر میں زبدۂ سادات کرام اسوۂ اولیائے عظام سید احمد مغفور مبرور کی خدمت میں جن کا ذکر اس سے پہلے ذیل اولیاء و صلحا میں ہو چکا ہے، پہنچ کر بیعت کی اور تا دم زیست ان کے سایۂ عاطفت سے کبھی علاحدہ نہ ہوئے۔ سفر و حضر میں مثل سایہ کے ان کی تبعیت میں حاضر رہتے، انھیں کی خدمت میں سفر بیت اللہ کو اختیار فرما کر فرض حج ادا کیا اور وہاں سے مراجعت فرما کر چندے بموجب ارشاد پیر طریقت کے وعظ گوئی میں اوقات شریف کو بسر کیا اور لوگوں کو نہایت ہدایت حاصل ہوئی اور باتفاق مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے جن کا ذکر بعد اس کے بہ تفصیل آتا ہے، ترغیب جہاد فی سبیل اللہ میں سرگرم رہے۔ جب سید صاحب مغفور اس ارادے پر کوہستان کی طرف تشریف فرما ہوئے اسی نواح میں چند سال تک رفیق رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ[1]

علم برکش ای آفتاب بلند
خراماں شوی ابر مشکین پرند
بنال ای دل رعد چوں کوس شاہ
بخند ای لب برق چوں صبح گاہ

---

[1] حالات کے لئے دیکھو اتحاف النبلاء ص ۴۱۶، ابجد العلوم ص ۹۱۶ تذکرۂ علمائے ہند ص ۱۰۹، الحیاۃ بعد المماۃ، ص ۱۰۳ تا ۱۱۵۔

Marfat.com

ببار اے ہوا قطرۂ ناب را | بگیر ای صدف در کن این آب را
بر آ اے در از قصر دریای خویش | بتاج سر شاہ کن جای خویش[1]

یعنی شاہ کشور شریعت گستری ملک الملوک دیار دین پروری، قامع بنیان شرک و طغیان حاوی موجبات علم و ایقان، مؤسس اساس کمال مہذب اوضاع حال و قال، سالک مسالک ہدایت و ارشاد مجلی آئینۂ صافی اعتقاد، مرکز دائرۂ علوم، منطقۂ آسمان فہوم، مرتقی مدارج درجات عالی پیشوای ادانی و اعالی مرجع مآب فضائل کامروائے طبائع فاضل، رموز فہم سرائر تفسیر قرآنی دقیقہ یاب معالم تقدیرات ربانی، جامع کمالات صوری و معنوی نکتہ سنج کلام الٰہی و حدیث نبوی، قدرۂ اعالی پیش گاہ قبول، جلال غوامض معقول و منقول، بانی مبانی فضل و افضال ممہد قواعد تکمیل و اکمال، جاہد حق و یقین مثبت دلائل دین، مولائی مخدومی مخدوم الانامی مولوی محمد اسمٰعیل قدس سرہ آپ کو حضرات ثلثہ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا شاہ عبدالقادر غفر اللہ لہم کے ساتھ نسبت برادرزادگی کی تھی اور بسبب اس کے کہ جناب جنت مآب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد اُن کے بجائے فرزندوں کے پرورش کیا تھا اور حضرت مبرور مغفور کی نواسی بھی ان کے ساتھ منسوب تھیں، ان کی تربیت اپنے ذمہ پر لے کر روز و شب حضرت کی تکمیل میں ساعی تھے۔ ازبسکہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیازمند تعلیم نہیں ہوتا، آپ کے آئینۂ خاطر مصقلۂ تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی کہ اسرار ازل بے حجاب آپ

---

[1] اشعار نظامی در سکندر نامہ

Marfat.com

پر منکشف تھے۔ اسی واسطے اوائل حال میں مطالعۂ کتب کی طرف چنداں التفات نہ فرماتے تھے، اور حال یہ تھا کہ حضرت مبرور کی خدمت میں زانوئے سبق خوانی تہ کر کر بیٹھتے۔ ازبسکہ بہ سبب استغنا کے یہ محفوظ نہ رہتا تھا کہ سبق کس جاے سے شروع ہوگا، کبھی اس کے بعد کی عبارت سے شروع کر دیتے۔ جب حضرت مغفور وہاں سے امتناع فرماتے تو آپ فرماتے کہ اس مطلب کو آسان سمجھ کر نہیں پڑھا اور فی الواقع اگرچہ مطلب عقدۂ لاینحل ہوتا۔ اس طرح اس کی تقریر کرتے کہ موجب حیرت اعالی و ادانی ہوتا اور کبھی اس کے ماقبل سے آغاز کرتے۔ جب حضرت اس سے متنبہ فرماتے تو آپ اس میں کچھ شبہ کر دیتے، اور وہ شبہ ایسا ہوتا کہ حضرت اُستاد کو اس کے دفع میں بہت متوجہ ہونے کی حاجت ہوتی۔ اس استعداد خداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر میں تحصیل معقول و منقول سے فراغت حاصل ہو گئی۔ جو کہ آپ کی ذہانت کی دھوم تمام شہر میں تھی، اکثر فضلاے اکمل کہ دعویٰ کتاب دانی و دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے، وہ مقامات باریک کہ جن کے صاف کرنے میں روزگار دراز فکر کرنا چاہیے آپ سے سرراہ ملاقی ہو کر باعتبار ظاہر کے بطور مناظرہ کے اس کا استفسار کرتے، اس لحاظ اگر ان کے مکان پر جاویں گے تو شاید مطالعہ کتاب با اعانت شروح اور حواشی سے اس کو بیان کریں۔ اور آپ بے تامل اس کو اس طرح سے تقریر فرماتے کہ ان کو اس جرأت سے کمال خجالت حاصل ہوتی۔ ذکر اس زبدۂ ارباب کمال کا داعی ہے کہ ہزار ہزار محامد پسندیدہ کو زبان پر لا کر اندکے آتش شوق کو تسکین دے۔ بیت۔

گھر نثار کند بر سر زباں چشمم　　مرا چو نام شریف تو بر زباں آید

Marfat.com

لیکن کیا کرے کہ نہ زبان کو طاقت تقریر ہے اور نہ قلم کو یارائے تحریر۔
معقولات میں آپ کا نتیجہ وہم مثل یقینیات اور منقولات میں آپ کی
تنہا نقل مانند متواترات۔ فقہ کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و حدیث
کے ساتھ مستند فرماتے تھے۔ بیشتر کتب علم معقول پر حواشی تحریر کیے،
اور ازبس کہ طبیعت وقاد حدت و ثار کی طرف مائل تھی، ایک رسالہ منطق میں
لکھا اور اس میں شکل اوّل کے بعد الطبائع اور شکل رابع کی ابدہ البدیہات
ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے دلائل اس قوت و استحکام کے ساتھ مذکور
فرمائے کہ اگر معلم اول موجود ہوتا، اپنی براھین کو تار عنکبوت سے
سست تر سمجھتا۔ اور ایک رسالہ اثبات رفع یدین میں مسمی "بقرۃ
العینین فی اثبات رفع الیدین" تالیف کیا اور حدیثیں اشہر اور نہایت
قوی سے اس کا استدلال کیا ہے اور دلائل فقہائے سابق جو اس کے
مقابل میں ہیں، اپنے سوالات سے اس طرح پر اٹھایا ہے کہ مصنف غیر
متعصب کو سوائے تسلیم کے اور چارہ نظر نہیں آتا۔ اور رسائل کثیرہ
فنون شتی میں آپ سے یادگار ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ آپ کے حال ہدایت
اشتمال میں سے قدرے ہدیۂ ارباب کمال کیا جاوے تاکہ خلق ہو نا ایسے
فرد کامل کا نمونۂ قدرت رب ذوالجلال سمجھا جاوے۔ اوائل حال
میں ازبس کہ کسب فیض باطن کا بہت اچھا تھا، جناب غفران مآب
زبدۂ اولاد حضرت خیر الانام سمی جدامجد علیہ السلام میر احمد قدس سرہ
العزیز کی خدمت میں اعتقاد بہم پہنچایا اور ان سے فیض باطن کو کسب
کیا اور پیر کی رفاقت میں سفر حجاز اختیار کر کے مناسک حج کو ادا کیا اور
وہاں سے ہندستان کو مراجعت کر کے حضرت کی خدمت میں اطراف

Marfat.com

وجوانب میں لبسر کی اور ہدایت وارشاد عباداللہ کو راہ راست دکھائی۔ اس اثنا کے احوال تو اس قدر ہیں کہ زبان قلم اس کے تصور سے شق ہوتی ہے مگر اواخر میں بارشاد سید الطائفہ بہ طریقت کے احوال مردم شاہجہاں آباد کی طرف ملتفت ہوکر راہ رشد و ہدایت کو وا کیا اور وعظ و نصائح سے اہل غفلت کے کان کھول دیے۔ جو جو مسائل کہ ان پر مواظبت کرنی ضروریات دین سے تھی اور بسبب سستی اور کاہلی کوئی علمائے وقت کے، عوام روزگار کا کیا بل خواص کے گوش وہم تک بھی نہ پہنچے تھے۔ آپ کی سعی جد و جہد سے سب پر کھل گئے، اور آوازۂ اعلام سنت اور ہدم بنیان شرک و بدعت کا وضیع و شریف کے کان تک پہنچ گیا۔ باوجودے کہ ارباب مشیخت اور صاحبان تشخیص کہ سلسلۂ اعتقاد و سررشتۂ ارادت خاص و عام کا ان کے ساتھ مستحکم تھا، اور کسی کو ان کی مداہنت کا گمان نہ ہوتا تھا، اس گمان سے کہ اگر مسائل حقہ گوش مردم روزگار تک پہنچا تو ہمارے حق میں موجب ضعف اعتقاد کا ہو جائے گا، علم مازعت اور لوائے مخالفت بلند کر کے درپے اذیت و اہانت ہوئے لیکن چوں کہ موئید بتائید اللہ تھے، اس ہدایت و ارشاد سے باز نہ آئے اور خلق کو یہاں تک توفیق اختیار سنت نبوی اور ترک بدعات و احداث کے ہوئے کہ ایک اور ہی طرح کا نور ہر ایک کی پیشانی احوال سے جھلکنے لگا اور ان مفسدان مضل کا بازار کاسد ہو گیا اور لوگوں نے جان لیا کہ یہ بزرگ بطمع اخذ و جر کے امور حق کو آج تک چھپاتے رہے اور بچشم خود دیکھا گیا کہ وضیع و شریف کو توفیق نماز کی ایسی ہوئی کہ مسجد جامع میں نماز جمعہ کے واسطے ایسی کثرت ہونے لگی، جیسے عیدگاہ میں نماز عیدین کے واسطے جمع ہوا کرتی ہے۔

Marfat.com

اور تائید الٰہی اور ان کے صدق نیت اور خلوص طریقت کی برکت سے الی الآن وہی حال چلا جاتا ہے اور یہ ثواب انھیں حضرت کے جریدۂ اعمال میں لکھا گیا اور آج تک ان کا اجران کی روح پرفتوح کو پہنچتا جاتا ہے۔ الحمد للہ ذلک فالحمد للہ علیٰ ذلک

آپ کی عادت یوں تھی کہ روز جمعہ اور روز سہ شنبہ کو مسجد جامع میں مجلس وعظ کو مرتب فرماتے تھے طرفہ تر یہ ہے کہ سامعین کو کہ ہزار ہا سے متجاوز ہوتے تھے اس چار روز کے عرصے میں بسبب اغوائے مغویان ضلالت نہاد کے یا بہ سبب انحراف نفس امارہ کے اگر شبہ پیدا ہوتے اور ارادہ کرتے کہ اپنے وعظ میں آپ کی حسن تقریر سے اس کو دفع کریں گے جب درس کی مجلس میں آن کر حاضر ہوتے تو حضرت ابتدا وعظ میں کلمات چند بطریق تمہید کے ارشاد کرتے اور ان کی تقریر کی جامعیت سے وہ چیز مذکور ہوتیں کہ ہر شخص اپنے شبہ کا جواب پا لیتا اور کچھ خدشہ باقی نہ رہتا، یہانتک کہ بعد اختتام درس کے کسی کو یہ غلجان نہ رہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان سے بیان کر کے دلیل کرے اور عمدہ مقاصد تر دید شرک و بدعت اور احیائے سنت تھا۔ آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ کہ طالب علم کو بعد رد و قدح کے ذہن نشین ہو جہلائے عامی کو بمجرد استماع کے سمجھ میں آجاتے تھے اور اس طرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ مخالفین سے بعضے اہل علم چاہتے کہ کچھ دلائل علمی سے اس کو رد کر کے اس کے ذہن سے نکالیں ممکن نہ ہوتا۔ جب یہ مطالب خوب چھن گئے بموجب ارشاد سید اصفیا یعنی پیر طریق ہدا کے اس طرح سے تقریر وعظ کی بنا ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہوتے اور یہاں تک آپ کی صیقل تقریر سے مسلمانوں کا آئینہ باطن مصفا اور مجلا ہو گیا اور اس طرح سے راہ حق میں سرگرم ہوتے کہ ہر شخص بے اختیار چاہنے لگا کہ سر ان کا راہ خدا میں فدا ہو اور جان ان کی اعلاے کلمۃ دین

Marfat.com

محمدیؐ میں صرف ہو۔ بعد مدت کے پیر دستگیر نے طلب کیا اور آپ معتقدین کو تشنہ چھوڑ کر ان کی خدمت میں راہی ہوئے اور بالاتفاق حضرت ممدوح کے جہاد پر کمر باندھی اور کوہستان میں لے جا کر اطراف ہندستان میں خطوط طلب بھیجے۔ اس نواح سے جوق در جوق روانہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں سوا لاکھ مردم کوہستان ہندستانیوں میں سے لاکھ آدمی سے زیادہ مجتمع ہو گئے، اور کارہائے نمایاں راہ خدا میں ظہور میں آئے۔ تائید الٰہی سے ان حضرت کا رعب کفار کے دل میں ایسا متمکن ہوا کہ جس جگہ گروہ قلیل غزات مسلمین سے متوجہ ہوتا اور اس کا سرگروہ بہ حضرت ہوئے، لشکر کفار اگرچہ مورو ملخ سے زیادہ ہوتا بے سروپا فراری ہوتا۔ اور وہاں کے معاملات کی تفصیل حضرت پابند زبدۂ اولاد سید المرسلین کے احوال ضمن میں ہو چکی ہے۔ چوں کہ مشیت الٰہی میں سلسلہ اس کام کا یہیں تک قضا، اتفاق تقدیر سے لشکر کفار کز ظلمہ ہوا اور یہ حضرت قلعہ بالاکوٹ کی نواح میں ہمراہ پیر طریقت اور اکثر مسلمین غزاۃ کے جنت اعلیٰ کی طرف راہی ہوئے، اِنّا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ کو چودہ پندرہ برس گذرتے ہیں اور چوں کہ یہ طریقہ آخر الزمان میں بنیاد ڈالا ہوا ان حضرت کا ہے اب تک اس سنت کی پیروی عباد اللہ نے بانہ سے نہیں دی اور ہر سال بابدین اوطان مختلفہ بہ نیت جہاد اسی نواح کی طرف راہی ہوا کرتے ہیں اور اس امر نیک کا ثواب آپ کی روح مطہر پہنچتا رہتا ہے۔ بہر کیف اگر بہ نظم و نثر عربی بھی آپ سے یادگار ہوگا، لیکن راقم کو دستیاب نہیں ہوا۔ اس واسطے یہ کتاب اس زیور سے خلیع العذار رہی۔

Marfat.com

زبدۃ المحدثین جناب مولانا محمد اسحاق غفر اللہ لہ[1]

مخدومی مخدوم الانامی افضل الکرام اشرف العظام ملک سیرت فرشتہ صورت، جامع رموز حقیقت و طریقت مواظب اوامر شریعت، علمائے دین مسند المحدثین، یگانہ آفاق مولانا مولوی محمد اسحاق۔ آپ نواسے ہیں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم قدس سرہ کے علم حدیث کو شاہ صاحب مبرور و مغفور کی خدمت میں حاصل کیا اور بیس برس کامل تک یہ فن شریف اور علم منیف ان کے حضور میں بیٹھ کر طلبۂ جدید الافکار کو پڑھایا۔ اتباع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہ ہوتا۔ چوں کہ حق جل و علا نے صورت اور سیرت دونوں علما کی تھیں، آپ کی صورت سے آثار صحابیت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ سید الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت کا فیض جنھوں نے پایا ہوگا ان کی یہی صورت و سیرت ہوگی۔

ع زہی امت خاتم المرسلینؐ

بعد وفات شاہ صاحب موصوف کے ان کا فرق مبارک دستار خلافت سے مزین اور تمام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع آپ کی طرف ہوئی۔ ناز اور فخر کرنا چاہیے ایسی خدا جوئی پر کہ سب کچھ چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کیا اور وہاں مع قبائل و عشائر پہنچ کر فرض حج ادا کیا اور تشریف لاکر مواعظ و نصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے بعد ایک مدت کے ازبسکہ

---

[1] ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ کتاب الحیاۃ بعد المماۃ (سوانح میاں نذیر حسین) ص ۲۸ میں درج ہیں۔ نیز دیکھو حدائق الحنفیہ ص ۴۷۴۔

Marfat.com

شعائر اسلام میں ضعف اور رسوم کفر و بدعات میں قوت آئی جہاں تک ممکن تھی، نیت ہجرت کو مصمم کر کے تمام قبائل کو ہم راہ لے کر راہی مکہ معظمہ ہوئے[1]، اور باوصف کہ تمام سکنائے شہر اور سلطان وقت نے بسمات تمام مانع آئے، چونکہ شوق ماھو الحق غالب تھا، آپ ممتنع نہ ہوئے اور مکہ معظمہ جا کر توطن اختیار کیا۔ اور بہ سبب کثرت کرم کے آپ کا گھر ہمیشہ خالی رہتا تھا، خصوصاً ان لوگوں کی مراعات کے سبب جو ہندوستان سے ادائے حج کو وارد مکہ شریفہ ہوتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے حضرت کے وجود مطہر کو از جملہ مغتنمات سمجھا اور ان کا وہاں ہونا موجب برکت جانا۔ شاہجہاں آباد سے جدا ہو کر اس دیار میں چھ برس کامل تشریف رکھی۔ اب ایک برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ اسی دیار میں جہان فانی کو وداع کیا اور عالم باقی کی طرف راہی ہوئے[2]۔ چونکہ حضرت بابرکت کو حدیث نبوی کی خدمت سے ایک لمحہ فرصت نہ تھی، نظم و نثر کی طرف ہرگز التفات نہ کرتے تھے۔ اس واسطے آپ سے اس قسم کا کلام کچھ یادگار نہیں۔

جناب مولانا مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالیٰ

صاحب حسن اخلاق محمدی تابع شریعت احمدی جامع محامد صفات عادی حمایۃ اوقات خالق کے محب اور خلائق کے محبوب مولوی محمد یعقوب کہیں، برادر[3] حقیقی مولوی محمد اسحاق زید

---

[1] سنہ ۱۲۵۶ ھ میں آپ نے مکہ معظمہ کو ہجرت فرمائی (تاریخ دہلی، سید احمد ص ۱۰۶)۔

[2] سنہ ۱۲۶۲ ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

[3] چھوٹے بھائی۔

Marfat.com

کے ہیں۔ علم وفضل میں اقران روزگار سے پایہ کم نہیں رکھتے، اَلاَخلق جمیل اور صفات جزیل اور قناعت اور استغنا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ اکثر دیکھا گیا کہ جب کوئی بطریق پیشکش وہدیہ کے کچھ لایا کبھی قبول نہ کیا، جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہیں اس میں اوقات بسر کرتے ہیں، خواہ بہ تنگی اور خواہ بہ وسعت۔ اور حسب استعداد اپنے مال کے زکوٰۃ نکالتے رہتے ہیں۔ اس کم استعدادی میں توفیق ایسی امور خیر کی ایسے ہی مردان خدا کا کام ہے۔ آپ نے بھی ہمراہ اپنے برادر مرحوم کے ہندستان سے ہجرت کی اور مکۂ معظمہ میں توطن اختیار کیا۔ جب تک شاہجہاں آباد میں رہے، اپنے گوشۂ عزلت میں پابدامن رہتے تھے اور ابنائے روزگار کی طرف کبھی رجوع نہ رکھتے تھے۔

اور یہی حال اس بلاد میں بھی ہے کہ بقدر وجہ قلیل میں جو کسی کسب حلال سے بہم پہنچتا ہے اپنی اوقات گذار اکرتے ہیں اور اوقات شبانہ روزی کو عبادت خالق زمین وآسمان میں بسر کرتے ہیں۔ حق جل وعلا ایسے زبدۂ اعالی روزگار کو تادیر سلامت رکھے کہ اپنے خاندان عالی شان کی یادگار ہیں، آمین رب العالمین۔

جناب مولانا نواب قطب الدین خاں سلمہ اللہ تعالیٰ[1]

تحصیل علم وفضل خصوصاً فقہ وحدیث خدمت بابرکت مولانا اسحاق صاحب مرحوم

مغفور مبرور سے کی۔ اتباع شریعت میں سب پیش رو ان مسلک دین

---

[1] المتوفی سنہ ۱۲۸۹ھ۔ مزید حالات کے لیئے دیکھو تذکرۂ علمائے ہند ص ۱۶۹۔ حدائق الحنفیہ ص ۴۸۸۔

Marfat.com

سے آپ کا قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ وضع و لباس میں اپنے اُستاد عالی نہاد سے ایسے مشابہ ہیں کہ جس نے ان کو نہ دیکھا ہو ان کو دیکھے۔ اخلاق و علم علاوہ فضل و کمال علمی کے ایسا آپ کی ذات میں جمع ہے کہ اوروں میں بہت کم پایا گیا۔ ان دونوں فنون میں توغّل مکمّل بہم پہنچایا۔ تقویٰ اور ورع کا تو حساب نہیں۔ آپ کے اجداد والا تبار عالی خاندان والا دودمان تھے۔ ہمیشہ پیش گاہ سلطنت سے مناصب جلیلہ رکھتے تھے۔ اب اس جزو زمان میں بھی آپ کو تقرب حضرت سلطانی سے وہ عزت و جاہ حاصل ہے جو چاہیے۔ چوتھے دن اپنے استاد کی پیروی اور خلق کی رہنمائی کے لئے مجلس وعظ منعقد فرماتے ہیں۔ اکثر رسائل زبان ریختہ میں واسطے فوائد عوام کے تحریر کیے اور اس میں مسائل ضروریہ ہر طرح کے مندرج فرمائے۔ اور حق یہ ہے کہ ان رسالوں سے خلق کو بہت فائدہ ہوا کہ ضروریات دین سے ہر شخص مطلع اور آگاہ ہو گیا۔ کتب حدیث سے مشکوٰۃ کا ترجمہ زبان اُردو میں بہت صاف و شستہ و فائدہ مند کیا ہے اور اکثر فوائد کتب متداولہ و غیر متداولہ سے اس پر بڑھایا۔ جب اس کتاب کا چھاپہ ہوا باوجود مبسوط ہونے کے خلق نے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا اور ہر روز رواج دین اور تقویت شرع مبین میں مصروف رہتے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ اب جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا ثواب اس کا جریدۂ اعمال میں مرقوم ہوگا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

جناب مولوی عبدالخالق سلمہُ اللہ تعالیٰ

آپ کا شہرہ علم فضل کا اوائل حال سے آج تک شہر شاہجہاں آباد میں ایسا بلند ہے کہ اس سے

Marfat.com

فلک گر ہے۔ دین دار اور تقویٰ شعار ترویج ملّت میں ساعی ہیں اور اعلاء دین پر داعی۔ بہت لوگ ان کے ارشاد ہدایت سے راہ راست پر آئے اور بہت شائقین تحصیل کمال کو ان کی خدمت میں فوائد علمی سے بہرہ حاصل ہوا وضع بہت متین اور کلام بہت زرین اخلاق ویسا ہی، امانت و دیانت ویسی ہی۔ اس جامعیت کے ساتھ کوئی کم نظر سے گذرا ہے۔

جناب مولوی نذیر حسین سلمہ اللہ تعالیٰ[1]

زبدۂ اہل کمال اسوۂ ارباب فضل و افضال مولوی نذیر حسین صاحب۔ بہت صاحب استعداد ہیں خصوصاً فقہ میں ایسی استعداد کامل بہم پہنچائی ہے کہ اپنے نظائر و اقران سے گوئے سبقت لے گئے۔ روایت کشی میں آج بے نظیر ہیں، باوجود اس کمال اور اس استعداد کے مزاج میں خاکساری اور حلم گویا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے، باعتبار سن کے جوان اور باعتبار طبیعت حلیم اور وضع متین کے پیر۔

جنابُ مولوی محبوب علی سلّمہ اللہ تعالیٰ

اجلّۂ سادات کبار سے ہیں۔ علم حدیث و فقہ میں اقران و امثال سے بیش جہاندیدہ و سفر کردہ۔ تحصیل علوم عقلیہ اور نقلیہ کی جناب مولوی شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ العزیز کے خاندان رفیعُ الارکان سے کی۔ ان فنون میں ایسی مہارت رکھتے ہیں کہ مسائل جزیہ مثل لوح محفوظ کے ان کے تختۂ حافظہ پر منقوش ہیں۔ جو کہ راقم کے والد ماجد مرحوم

---

[1] ان کے مفصّل حالات حیات بعد الممات (سوانح مولانا نذیر حسین) مرتبۂ فضل حسین میں مذکور ہیں۔

Marfat.com

کے ساتھ اتحاد قدیم تھا۔ اسی نظر سے اس احقر کو بھی نظر الطاف سے منظور فرما کر بزرگانہ عنایت کرتے ہیں۔[1]

جناب مولوی نصیر الدین شافعی مذہب، سلمہ اللہ تعالیٰ

شاگردان جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مغفور مرحوم سے ہیں۔ کتب درسیہ خصوصاً دینیات میں بہت اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ باوصف کہ بسبب علوم دینی مرجع عوام وخواص ہیں، خصوصاً تقریب بادشاہی سے سرفراز ہیں، لیکن امر حق کے اظہار میں کچھ پاس ولحاظ مطلقاً نہیں رکھتے۔ بالفرض اگر اس کے اظہار میں اپنا ہی نقصان ہو، پروا نہ کرکے امر واجبی کو کبھی نہیں چھپاتے۔ اس امر میں گویا شمشیر برہنہ کا حکم رکھتے ہیں۔ ایسے زمانہ پرفسان میں ایسا حق گو بس غنیمت ہے اور پھر قناعت اور استغنا اور متانت وضع اور سلامت روی ایسی ہے کہ کچھ بیان میں نہیں آسکتی۔

جناب مولوی کریم اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ

جامع فنون ہیں، خصوصاً دینیات میں دست گاہ کامل ہے توکل وقناعت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے باوجود عیال داری اور عائلہ کے اہل دنیا کی طرف کم رجوع کرتے ہیں۔ بیشتر اوقات گرامی کو تدریس طلبہ شائق میں مصروف اور رعنان ہمت افادہ طالبین کی طرف معطوف کیے

---

[1] یکم محرم سنہ ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ذوالحجہ سنہ ۱۲۸۰ھ میں وفات پائی (دیکھو تاریخ دہلی از سید احمد ص ۹۲)

[2] مزید حالات کے لیے دیکھو تذکرہ علمائے ہند ص ۲، ۱۔ المتوفی ۱۰۱۲ھ۔

Marfat.com

ہیں۔

حبر، محقق نحریر مدقق مولانا فضل امام طاب ثراہ[1]

اکمل افراد نوع انسی مہبط انوار فیوض قدسی، سراب سرچشمۂ عین الیقین مؤسس اساس ملت و دین، ماحی آثار جہل ہادم بنای اعتساف محی مراسم علم بانی مبانی انصاف، قدوۂ علمای فحول حاوی معقول و منقول، سند اکابر روزگار مرجع اعالی و ادانی ہر دیار، مزاج دان شخص کمال جامع صفات جلال و جمال، مورد فیض ازل و ابد مطرح انظار سعادت سرمد، مصداق مفہوم تمام اجزائی، واسطۃ العقد سلسلہ حکمت اشراقی و مساعی زبدۂ کرام اسوۂ عظام مقتدای انام مولانا و مخدومنا مولوی فضل امام ادخلہ اللہ المنعام فی الجنۃ النعیم بلطفہ العمیم۔ مجال نہیں کہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ تقریر کر سکے۔ اگر ہزار برس مشق سخن کرے اور اسی ذکر میں زبان سخن سنجی سے معاف نہ رکھے، یقین ہے کہ ہزار سے ایک نہ ادا ہو سکے۔ علوم عقلیہ اور

---

[1] ان کے کچھ حالات تذکرۂ علمائے ہند (صفحہ ۱۶۲) میں درج ہیں۔ مرزا غالب نے ان کی وفات پر قطعۂ تاریخ کہا ہے جو حسب ذیل ہے:

اے دریغا قبلۂ ارباب فضل — کرد سوئے جنت الماویٰ خرام
چوں ارادت از پئے کسب شرف — جست سال فوت آں عالی مقام
چہرۂ ہستی خراشیدم نخست — تا بنار تخرجہ گردد تمام
گفتم اندر "سایۂ لطف نبی" — باد آرامش گہ "فضل امام"
۲۵۷
۹۹۲=۱۲۴۹-۵=۱۲۴۴

(کلیات غالب قطعہ ۵۱ ص ۴۳-۴۲- سنہ ۱۹۲۰ء)۔

Marfat.com

فنون حکمیہ کو ان کی طبع وقاد سے اعتبار تھا اور علوم ادبیہ کو ان کی زبان دانی سے افتخار۔ اگر ان کا ذہن رسا دلائل قاطعہ بیان نہ کرتا، فلسفہ کو معقول نہ کہتے اور اگر ان کا فکر صائب براہین ساطعہ قایم نہ کرتا، اشکال ہندسی تار عنکبوت سے سست تر نظر میں آتی۔ اس نواح میں ترویج علم حکمت و معقول کی اسی خاندان سے ہوئی، گویا اس دودہ والا تبار سے اس علم نے یک جہتی بہم پہنچائی ہے۔ باوجود اس کمالات کے خلق اور حلم کا کچھ حساب نہ تھا۔ ہمیشہ سرکار حکام وقت میں مناصب بلند سے سرفراز اور ابنائے عہد سے ممتاز رہے۔ پایہ ہمت آپ کا بلند تھا اور سلوک آپ کا حق پسند۔ بہ سبب کثرت ایثار کے تنگی دست خلائق دیکھ نہ سکتے تھے اور بہ سبب خلق وسیع کے ہر عاجز و زبوں کو عرض و نیاز سے ممتنع نہ کرتے۔ اگرچہ وطن اصلی آپ کا خیر آباد ہے، لیکن چند در چند اسباب سے حضرت شاہجہاں آباد میں اس طرح سے توطن اختیار کیا کہ گویا یہیں کے روسا میں سے محسوب ہونے لگے۔ ایک مدت مدید ہوئی کہ ترک روزگار کر کے بذات خود وطن مالوف کی طرف تشریف لے گئے۔ اگرچہ سب اہل و عیال کی یہاں بدستور بود و باش رہی اور جب سے گئے پھر معاودت نہ فرمائی۔ عرصہ انیس بیس برس کا ہوتا ہے کہ عالم فانی سے ملک باقی کی طرف سفر ناگزیر اختیار کیا اور یہ واقعہ جاں کاہ پانچویں ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ میں سانح ہوا۔ اگرچہ نظم و نثر تازی و دری آپ کا بہت ہے، لیکن ترتیب کتاب کے وقت راقم کے پاس موجود نہ تھا، اس واسطے یہ نسخہ اس شرف سے مشرف نہ ہوا۔

Marfat.com

جناب مولانا و مخدومنا مولوی فضل حق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ

مستجمع کمالات صوری و معنوی جامع فضائل ظاہری و باطنی، بنائے بنائی فضل و افضال بہار آرائی چمنستان کمال، متکی ارایک اصابت رائی مسند نشین دیوان افکار رسائی، صاحب خلق محمدی مورد سعادات ازلی و ابدی، حاکم محاکم مناظرات فرمان روائی کشور محاکمات، عکس آئینہ صافی ضمیری ثالث اثنین بدیعی و حریری، المعی وقت و لوزعی آوان فرزدق عہد و لبید دوران، مبطل باطل و محقق حق مولانا محمد فضل حق۔ یہ حضرت خلف الرشید ہیں جناب مستطاب مولانا فضل امام غفر اللہ لہ المنعام کے، اور تحصیل علوم عقلیہ اور نقلیہ کی اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت سے کی ہے۔ زبان قلم نے ان کے کمالات پر نظر کر کے فخر خاندان لکھا ہے اور فکر دقیق نے جب سرکار کو دریافت کیا فخر جہاں پایا۔ جمیع علوم و فنون میں یکتائے روزگار ہیں اور منطق و حکمت کی تو گویا انھیں کی فکر عالی نے بنا ڈالی ہے۔ علمائے عصر بل فضلائے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کر سکیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ

لہ مولانا فضل حق نے سنہ ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۱ء جزیرہ انڈمان میں رحلت فرمائی۔ آثار الصنادید ۱۸۴۷ء میں تصنیف ہوئی ہے، اس لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عنوان پہلے اڈیشن کے طبع ثانی کے وقت قائم کیا گیا ہے۔ ان کے حالات کے لئے دیکھو ابجد العلوم ص ۲۹۳، تذکرہ علمائے ہند۔ ص ۱۶۴، حدائق الحنفیہ ص ۴۸۰۔

Marfat.com

آپ کو لیگانۂ فن سمجھتے تھے، جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا دعوی کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے۔ باایں ہمہ کمالات علم ادب، میں ایسا علم سرفرازی بلند کیا ہے کہ فصاحت کے واسطے ان کی عبارت شستہ محضر عروج معارج ہے اور بلاغت کے واسطے ان کی طبع رسادست آویز بلندی مدارج ہے۔ سحبان کو ان کی فصاحت سے سرمایۂ خوش بیانی اور امراء القیس کو ان کے افکار بلند سے دستگاہِ عروج معانی۔ الفاظ پاکیزہ ان کے رشک گوہر خوش آب، اور معانی رنگین ان کے غیرت لعل ناب۔ سرو ان کی سطور عبارت کے آگے پا بہ گِل اور گُل ان کی عبارت رنگین کے سامنے خجل۔ نرگس اگر ان کے سواد سے رنگاہ کو ملا دیتی، مصحف گل کے پڑھنے سے عاجز نہ رہتی، اور سوسن اگر ان کی عبارت فصیح سے زبان کو آشنا کرتی، صفت گویائی سے عاری نہ ہوتی ل متردد ہے کہ اگر ان اوصاف نامحصور کا شمار بھی ہو سکا تو ظرف تنگ سخن میں کیونکر گنجائش ہوگی، اور بالفرض اگر حوصلہ سخن میں بھی سما یا قلم فرسودہ زبان انشاطی لسان اور کاغذ بے چارہ اس قدر وسعت کہاں سے لاوے۔ علاوہ اس کے اندیشہ اپنی جان پر لرزاں ہے کہ اس سرخیل سرگردگان روزگار کے اوصاف جمیلہ میں مثلاً بلندی شان کے مدح کے درپے ہو تو بالفرض تلاش معنی بلند میں منتہائے عالم بالا کی طرف صعود کرنا چاہیے، اگر خدا ناخواستہ ایسے مقام سے پانو رپٹا تو کہ جس جگہ گرے گا وہ بھی معنی بلند ہی ہوگا، لیکن از بس کہ اس سے اس تک ہزار سالہ راہ بالا ہے، اس بیچارگی پا دسر کی خیریت کا ٹھکانا نہیں لگتا۔ ناگزیر عنان تفکر کو اس وادی بے منتہا سے پھیر کر کچھ حال سعادت اشتمال لکھتا ہوں۔ مولود میمنت آمود آپ کا ۱۲۱۱ھ میں ہوا ہے۔ سبحان اللہ وہ کیا زمانہ سعید اور

Marfat.com

وقت حمید تھا۔ ایسے طالع پر عطارد کو غیرت ہے اور اس کی سعادت پر مشتری کو حسرت۔ اب سن شریف آپ کا بارہ ون تک پہنچا۔ گو طبیعت کو ویسی ہی رسائی اور ذہن کو ویسی ترقی ہے۔ اس ترقیات روزافزوں کے ساتھ یہ آرزو ہے کہ ایسے صاحب کمال کے خزانۂ عمر میں بھی ترقی روز بہ روز عطا ہو۔ آمین رب العالمین۔ اگرچہ آپ کا کلام لطیف اور سخن پاکیزہ حد تحریر سے افزوں ہے، لیکن ناظرین کتاب کے واسطے قدرے اس میں سے درج قرطاس کرتا ہوں۔

نثر عربی

اما بعد۔ فان الدنیا غرور مالہا قرور، بل قرورھا مرور وظلہا حرور، لایوازی ھمومہا سرورھا ولایوازن خیورھا شرورھا، ولا تتکافی معا

لہ ایام غدر (سنہ ۱۸۵۷ء) میں مولانا فضل حق پر بغاوت کے جرم میں مقدمہ چلا، آخر کار حبس دوام بہ عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اور قید کر کے جزیرۂ انڈمان بھیج دیے گئے اور وہیں سنہ ۱۸۶۱ء میں انھوں نے وفات پائی۔ چوں کہ اس کتاب کی تصنیف اس واقعہ سے بہت پیشتر ہوئی۔ اس لئے اس واقعہ کا ذکر اس کتاب میں نہیں آیا۔ علامہ فضل حق کے مفصل حالات مولوی عبدالشاہد خاں صاحب شروانی نے کتاب "باغی ہندستان" میں تفصیل سے لکھے ہیں اور اس میں علامہ کے رسالہ "الثورۃ الہندیہ" اور نظم "فتنۃ الہند" کا متن مع ترجمہ شایع کیا ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۴۶ء میں شایع ہو چکی ہے

Marfat.com

فاتہا وآفاتہا ولا تتأدی افراحہا واتراحہا، ولا محنہا وراحتہا۔ ولا یتلافی سموہا نعیمہا ولا سموہا نسیمہا، ولا ضنکہا رخاءہا ولا زعزعہا رخاءہا، ترياقہا تمالہا ونقصانہا کمال۔ عاقبتہ عافیتہا اوصاب وحلوہا وسلویہا حلاقم اوضاب، اونہا حسبور وآخرہا تبور، وصفائہا غبار وبقائہا عبور، واہلوہا بور وقصورہم قبور، کل من عمر فیہا مرموس وکل ما عمر فیہا مطموس، وکل من الوریٰ وان ثری فان مصیرہ الی الثریٰ مبادیہا آمال ومنادعوا قبہا آجال، ومنا ما فیہا من صفو عیش الا ویکدرہ نوازل الاحداث، وما علیہا من ذی نفس ونفس الا ومبوأۃ منازل الاجداث۔ الا ان البقیاء مستحیلۃ فان الدنیا محال مستحیلۃ، لا یعنی عن حوالہا ولا تغیر احوالہا حیلۃ۔ فصبا وشباب وشیبۃ ونیاب، واتراب، واثراب ولہو واثراب ثم فقر واتراب ثم فقر واثراب۔ یتمتعون ثم یمنون ویمنعون ما یتمنون، فکل ما یمتون بہ تقسیم منون وکل ما یظنون یزیحہ الیقین، وریب المنون فانما للمنون ما یمنون، وللخراب ما یبنون، وللترک اموالہم والبنون۔ لا یعنی فائقا عند فواقہ بنفسہ فواق، ولا یقیہ عن فراقہ ابناء النسہ والنشاء جنسہ واق۔ ولا یجدیہ عند بلوغ التراقی وحضور المقانص والراق آس ولا راق۔ لا یفید المرء عند صمامہ تمیم ولا یزید العمر عند تمامہ تمیم۔ والناس لاجل الامل للاجل ناسون ولعلل العلل یواسون، حولا یرقون او یاسون ثم عند الیاس یاسون، ثم لا یقاس ما یقاسون، ما یلون یاکلون فیألمون ولا یعلمون فسوف یعلمون۔ اری الموت لقیام الکرام ویخص الخاصۃ بالاحترام۔ فکم اغتال نبیلا وعلا یعقب عدیلا، وکریما بدلا لم تخلف بدیلا۔ "سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا"۔ "کلا بل السامۃ ملامۃ، عامۃ غامۃ، والسامۃ

Marfat.com

بل لا تذر هامّۃ، و هامّۃ "وکلّ من علیہا فان"، فما لبنات من ثبات، ولا لحیوان من دوام۔ ولا تابید للأوابد، بل لیست الخوالد بخوالد۔ فما نشار ناشئ الاھوی، وما انشار بناءَ الّا خوی، وما زہر نجم الاھوی، وما نجم زہر الّا ذوی۔ ولما لم تدم بسایط العناصر علی حال، بل لا یزال یستحیل بعضہا بعضا کالنار ہواءً والہواء ماءً والماء ارضاً۔ فالمرکبات التی منہا تخلق بالبلی۔ والخلوقۃ اخلق واسراعہا الی البواد، ما التفق اجتماعہ من ما اختلف من المواد۔ واقربہ الی الفناء ما خصّ بالتولید والانماء، والاغتذاء من الارض والماء۔ واسبقہ الرمس ما اعطی قوۃ اللّمس۔ واخصّہ باختزام المنیّۃ، من خصّ بالنفس الداہیۃ المجرّدۃ السنیۃ، والبنیۃ الواہیۃ المطرّدۃ الدّنیّۃ۔ فالنفس متطلعۃ الی الانسلال، والبنیۃ متسرّعۃ الی الانحلال، فلا بدّ لہ من البدّ والاضمحلال و مالہ بالاحتیال عن الاغتیال محیص و محید، فلن یجد عند ما یفید و ما یفید۔ ولن یقیہ ما یتردی اذا تردّی، فاذا جاء الردی لن تستطیع لہ ردّا۔ فالقضاء حکم حتم لا یحولہ حول و حزم، فانما سمی الموت یقیناً لأنہ حق جزم۔ فلبس امرہ لبشر مقدوراً وانما ہو امر اللہ "وکان امر اللہ قدراً مقدوراً"۔ بل ما من صفو او تکدیر او قدراً او تقدیر، الا وہو بتقدیر عزیز قدیر لا بتدبیر و تقدیر۔ واذا القضاء لا یردّ، فالرضا بہ اردّ۔ والانسان، کما قال عزّ من قائل، "خلق ہلوعاً، اذا مسّہ الشر جزوعاً و اذا مسّہ الخیر منوعاً"۔ لکنّہ سبحانہ خصّ خواص عبادہ بالاستثناء، وکرمہم بذکرہم فی اثناء آیات کلامہ بالاثناء، واعد حسن الجزاء بازاء حسن العزاء۔ ووعد الاجر الجزیل من اضاء الصبر الجمیل، واصاب من اناب الیہ وتاب عند خطب ناب

Marfat.com

فما اصاب من جزع بما اصاب۔ فمن نحب نحباً ان یقضی نحبا، ولن یدفع نحباً۔ ومن تجمل بالاصطبار وتحمل عند الاختیار، وتاسی بالاعتبار فقد تاسی بکبار الاخیار فی حسن الاختیار۔ والجزع ینقلب عجزاً وزعجاً والصبر یستوجب فرجاً ویعلی درجا۔ ومن قاسی وبالاً وبیلا، لم یجد سوی التجلد سبیلا، ومن لم یستطع جلداً عند ما کابد کبداً لم یفلح ابدا۔ فاصبر صبراً جمیلا وان کان رزی اصابک جلیلا۔ فان الوال اذا ترک مولوده لا یترک له مجلوده۔ واذا تاکم ازل منا نبئت بمنعاته اتلهف علی مسعاته وندبنی خبر وفاته الی ان بصفاته۔ فبالله ای خبر ذهب به الوفاته وای خیر ذهب دفات، وای بار بار وای سار سار وای ضار ضار۔ فقد کان من الثقات الاثبات والدیاة الهداة یعامل بالصافات ویحامل بالمواسات، ویتعدی عن التعدی والمعادات، متنوراً باحسن العادات، متزوداً بالالتفات والسعادات مواظباً علی العبادات والباقیات الصالحات۔ فلو اباح الشارع التوجع والتفجع مکروهاً کان الندب الی ندب مثل ذلک الندب المندوب مندوباً۔ لکن الحمد لله علی انه خلف خلفاً علی منه زلفاً واسنی منه شرفاً والآنجع الناس نفسهم علیه اسفاً۔ فکیف یکون المولی الداهیته فما اصابه من الداهیته۔ فالبشر جبلی البلغ مفطور ولوانه رزین صبور، لکن الحیوٰة الدنیا عند اهل الزور، والزور زور ذرور، وانت تعلم یا مولای ان الصابر ماجور، وان الجازع مازور، فلم الامر القادر المقدور، واصبر علی ما اصابک "ان ذلک لمن عزم الامور" خلف الله علیک وخلف علیک بخیر البقاک ووقاک کل ضر وضیر والسلام۔

Marfat.com

قصیدہ[1]

لا تتصبّغ بہوی بیض امالید — فاخمر الموت فی اجفانہا السود
فی غمز الحاظہا فتک الأسود وان — حاکین زیم الفلا بالطرف والجید
قد خاب من غازل الغزلان یأملہا — و باد من رام انس الریم فی البید
دعِ المراشف واستعذبہنّ ففی — تلک العذاب عذابٌ غیر مردود
لا تنتظر نظرۃ من احور برج — ولا ترحّ سوی ابخل من الجود
کم فی ہوی الحور من حور وکم بہوی — نواعس الطرف من ہمّ و تسہید
فلا یو و قنک لین فی معاطفہا — ان القلوب لمن اقسی الجلامید
یبکی المشوق بعبرات موردّۃ — ما فی میاسمہا من حسن تورید
بشر البشیر نذیر بالعذاب فلا — تغررک غرۃ غر من مہاً غید
الظلم ظلم کما عدل القوام فکم — حبیب بجفوۃ عدل القد مقدود
ان العقائل یعقلنّ العقول ولا — یعقلن مقتولہن المہلک المودی
اشفارہنّ شفار بل احدّ ظُباً — ومرسل الصدغ احبول التقیّد
فیہنّ قبل التصابی ذلّ مبتہل — و بعد صید المعنّی غرۃ الصید
لا ضحو قطّ لمفتون یصرّعہ — ما فی عیون النشاوی من عرابید
قد صادنی نایل یرمی بلا خطأ — ویلاہ من عامد فی قتل معمود

---

[1] ان کے عربی قصائد کا مجموعہ کتب خانۂ رام پور میں موجود ہے (فہرست کتب خانۂ رام پور ص ۶۱۵)۔ (ریاض الفردوس حصّہ اول، ص ۲۰ میں یہ قصیدہ منقول ہے جو ۵۷ شعر کا ہے)۔

Marfat.com

مو د فمو د بلعمود بمتقضب من صارم اللحظ فی الاجفان معمود
اللحظ فی الجفن مضار الظبات ولا تمضی القواب الاعند تجرید
لا یقضب السیف الا اذ یسنّ وما لقاضب اللحظ من سنّ و تحدید
حسناء ضمّت شتاب الحسن اجمعه فبددت شمل عقلی ای تبدید
قضیبة القلب والاعطاف بینة جسم کماءٍ له قلب کجلمود
اذا تجلّت یخرّ المجتلی صعقا خرور موسیٰ فویق الطور اذ نودی
سبت فوادی یفودیها فلیس له فادٍ وان کان یفدی کل مصفود
هندیّة هندتنی ثم هندت الا سیاف ظلماً لقتلی ای تهنید
نالت علیّ بقدّ عادل وجفت وفرّت بفتور الطرف مجلودی
لم انسها اذ الملت بی بحیج وجیً کانها بدر تمّ فوق املود
عنّت فعنّت فوادی واختفت وشفت منّت فمنّت بانجاز المواعید
عادت قلی ثم عادت وهی عایدة فعاد عیدٍ سقامی موسم العید
ماست تجرز تشوی ذیلها مرحاً فقدّت جیب صبری ای تقدید
شفت سقامی من حمر الشقاوة من عذب الرضاب لعنّاب وقنديد
رشفت وارتشفت خمر الرضاب کما سقیتها وسقتنی ماء عنقود
ثم انتشینا فلا ندری اذلک من خمر المراشف ام من خمر راقود
وطبت روحاً بر بّاها وناظرة بحسنها وسماعاً بالاناشید
ثلثة هی طیب العیش ما جمعت الا لمرء سعید الجد محسود
وصل الغوانی وکاس البابلیّ ورنّا ت الاغانی بضرب الوتر والعود
ما اطیب العیش لولا ان مرجعه عمّا قریب الی قبر و تلمود
صرّفت ریعان عمری فی هوی ودّ وما لذلک من عذر و تهمید

Marfat.com

فلا ملاذ سوی خیر الوری جمعاً — فی الخلق والخُلق والاحسان والجود
لُذ یا نجید بمغناه الرحیب تفز — فکم بمعناه من جود لمنجود
جداه نقد لمن یاتیه معتفیاً — فکم هنا لک من قود لمنقود
ماضی الحدود مراعیها یجود علی — المحدود عفواً بعفو غیر محدود
احمی الصنادید ماوی الناس مفزعهم — اذ یفزعون لاهوال الصنادید
هو الشهید علیهم والشفیع لهم — فی یوم هول شدید الهُمّ مشهود
ان زاد آدمُ قدراً عنده مولده — فکم ابٌ یعتلی قدراً بمولود
اختاره الله محبوباً وارسله — لرحمة والارشاد وتشدید
لامّة قد تمنّی الرسل لو حسبوا — منها علی ما رِوی اهل المسانید
فاق النبیین طرّاً فی الکمال وفی — الجمال والعزم والاجمال والسود
فلا یدانیه موسیٰ فی العروج ولا — فی الیمن عیسیٰ وفی الملک ابن داوَد
ولا ابن یعقوب حُسناً والخلیل قریً — ونوح عزماً لدی نُصح وتهدید
برّ المحاسن بل بحر وعترته — سفینة مستواها الجود لا الجودی
اصحابه بذّلوا فی نصر ملته — اذ جاهدوا فی المغازی کل مجهود
افدیک یا خیر موداً ومختبطاً — قد طرّدته المعاصی ای تطرید
حرّ الشمس تدنو فی القیامة ان — تظلّه تحت ظلّ منک ممدود
وان تبوّاه تحت اللواء اغداً — یا ذا لواء بعز النصر معقود
انشدتک فاقبل مدحتی کرماً — حتیٰ افوز بانشادی بمنشودی
اُهدی الیک مدیحاً کله غرر — ونیلَ نَولک بالتقصید مقصودی
لاشکّ انک غوث الحق اجمعهم — ولا تبالی اباطیل المناکید
علیک ازکی صلوٰة الله ما صدحت — فی مورق البان ورقاء بتغرید

Marfat.com

قصیدہ

فؤادی ہائم والدمع ھام — وسُہدی دام والجفن دام
فقلب ما فتی بجوی ولُوء — ولَوع فی اضطراب واضطرام
ودمع بل دم صرف جری من — نیاطی ساجماً ای انسجام
وطرف ارمد یوذیہ غمض — ولیل سرمد ساجی الظلام
طویل لا یقاس بہ زمان — فساعتہ کشہر بل کعام
کأنّ ہم کواکب الجوزاء نیطت — بأجفان دوام بالدوام
حمامی حاضر والواجد باد — وجسمی ذابل والشوق نام
برانی الحب حتی لن ترانی — فلولا اننی جہلوا مقام
اذاب الشوق احشائی وأوری — نظّی فی اضلعی وأبلی عظامی
اتہضمنی ہوی کشح ہضیم — ومال علی معدّلۃ القوام
سری فیّ الغرامُ فصار غرما — وذاک الغرم من اوہی الغرام
مرامی نظرۃ من ذات لحظ — مصیب لیس یخطی فی المرام
کلمت بعضب لحظ ما لجرحی — ظباہ من التحام والتیام
فہل سُقیت مضاربہ بسیّم — فلا یلتام بالی من کلام
جروح السیف قد تلتام لکن — ظبا الالحاظ غیر ظبا الحسام
فکم سیف لہ ثلمٌ ونبوٌ — وما لشبا اللحظا من انثلام
جراحات الجوارح غیر جرح — بخدّ بہ قلوب قبل ھام
مرضت لاجل الحظاظ مراض — ولکنّ الشفاہ شفت سقامی
فلحمۃ ناظر ثمل ثمال — وخمر الریق تریاق السمام

Marfat.com

شفانی حین همّ الشّم جسمی ملّیٔ یفترّ هن برد همام
تحامانی لحالاتی حماتی کماندم الندام علیٰ ندامی
وصدّ عنی الطبیب وصدّ عنّی حمیمی وابتغی صحی حمامی
یشفعنی العداة ویزدرینی اَوِدّائی ویشمت بی خصامی
فمن زار بری انی خلیع ومن لاح رمانی باتهام
وما یسندهم ایای الاّ عمّاءً او عمیّ او للتعامی
الا من مخبر عنّی عذولی بانّ ملامه یرُ بی هیامی
وان جوی الهوی فی القلب نار وقد حک فیه نفخ فی الضرام
وانّی قد اخذت العشق دیناً وملکّت المحبة من رُمامی
وانّی لست اعرف من دبیر قبیلاً او وراءً عن امام
وانک لست اوّل من لحانی وانی لست اوّل مستهام
فکم جاف کمثلک ظنّ جدّال هوی هزلا مجدّاً فی ملامی
فصاغوا لی مواعظ لقّفوها بتبیین الحلال عن الحرام
ولو عدلو لما عذلوا واغفوآ وما عنفوا بمضنی مستضام
وعنّت لهم عذراً عنّت فؤادی من معاذیر اکتتام
لکشّف فی الهوی العذریّ عذری لهم کشف البراقع واللثام
ولو طلعت من الاخدار لیلاً طلوع الشمس من تحت الغمام
لما ارتابوا وتابوا عن تقاهُم وخرّوا للسجود وللسلام
وأصمَتْهم بقوسی حاجبیها بارشاق بلا رشق السهام
بغی الباغون صحوی عن هواها وهل صغی الی لوم اللئام
فکیف الصحو عن ثمل سکور کأنّ رضابه صفو المدام

Marfat.com

رفیق عاتق عذب هنی ۔۔۔ زکی النشو مسکی الختام
یربنی فرعها فوق المحبا ۔۔۔ دجیٰ لیل علی بدر التمام
جمال ظاهر کالروض غضّ ۔۔۔ ینوّر بالأقاح لدی ابتسام
بنفسی من تلافی طول هجری ۔۔۔ فوافی باختیال واحتشام
تضمّن اصلبی وجعاً فوافی ۔۔۔ فعافی ما تضمن بالتزام
شفی من کان قد اشفی لفرط الا ۔۔۔ اسیٰ واسی کلامی بالکلام
وبات بد لقی بردًا وبرداً ۔۔۔ شفی لوعی ویسّر لی منامی
تحاملنی وقد علقت بداها ۔۔۔ ید بمقلدّی وید بجام
وبانت یدی لکشحیها وشاحا ۔۔۔ وبتنا فی التزام واضطام
بدأنا باعتناق واغتباق ۔۔۔ وکان صبوحنا خیر اختتام
فبتنا ثم صلّینا ولُذنا ۔۔۔ بجاه محمد خیر الانام
شفیع الخلق احمد هم جمیعا ۔۔۔ حمید الخلق محمود المقام
ملاذ الناس اذ لاذوا خلال ۔۔۔ لفاد بهم ولا جان وحام
وخیّمهم ابوهم ثم نوح ۔۔۔ وابراهیم عن نیل المرام
وموسیٰ والمسیح ومن سواهم ۔۔۔ اذ ارتاعوا باهوال عظام
فجاؤا لائذین به فآوی ۔۔۔ ونجّاهم من الدار العقام
ابرّ الناس انذرهم یمیناً ۔۔۔ واوفاهم جمیعاً بالذمام
سما من فی السماوالارض فخرا ۔۔۔ فلیس له سمیّ او مُسامی
مشاع الفضل منقسم العطایا ۔۔۔ وما للفضل فیه من انقسام
فلیس له عدیل فی اعتدال ۔۔۔ وعدل او قسیم فی قسام
محی وحمی اباطیلاً وحقّا ۔۔۔ فما اعلاوه من ماح وحام

Marfat.com

حمی وسما فما حام وسام یلیه فی بنی حام وسام
تقدم آدماً خلقاً وموسیٰ بمعراج و نوحاباعتزام
وابراهیم اکراماً وعیسیٰ بیمنته و یوسف بالوسام
وداؤد وارثه بملک وحکم بین ارباب الخصام
واقدام علی الجلیٰ وجدّ وجدّ فی المغازی باقتحام
محی الادیان طرّاً اذ اتانا بدین کامل قیّمٍ مدام
کشمس اشرقت ضحواً فضلّل کواکب فی انطماس وانغمام
وبحر لجّه المتباش طام فطمّ علی الکواکب بالتطام
همام یستغاث لکل همٍّ فیکشف کل همٍّ باهتمام
یلوذ به العصاة غداً فتنجی شفاعته الاثیم عن الاثام
انی فهدی صراطاً مستقیماً عمن عودا حیاری فی موامی
بشیر منذر نور بشیر حباه الله اسمی الاسامی
رحیم رحمة رؤفٌ هدی هادٍ صفوح ذوانتقام
شواهد صدقه حجج رواها مسلسلة امام عن امام
کلام بهائم وحنین جذع ونطق حصی وتسبیح الطعام
رمی ابطال کفار غزاهم بحصباء فولّوا بانهزام
وافحم کل منطیق بذکر حکیم لا یعارض فی النظام
بمولده وهی ایوان کسریٰ واشرف سابناه علی انهدام
فعاد بصمدعه کسریٰ کسیرا والصق انف کسری بالرغام
بدا نور فبصّر ودُور بصریٰ لأعین قاطنی البلد الحرام
الا یا عاصمی من کل هولٍ ویا من حبل رافته عصامی

Marfat.com

تصرّم حبلّ عمری فی الملاہی — وما لہوای بعد من انصرام
قد انفصمت عرای ورمّ عظمی — وما لعری ہوای من انفصام
فمالی غیر لطفک من ملاذ — یکون بہ اعتضادی واعتصامی
فسل ربّی لیودینی شہیدا — بطیبۃ عند عزّیک الکرام
ویوزعنی بحجّ واعتمار — فارغب فی الحطیم عن الحطام
ویدخلنی ازورک فی حیاتی — مزارک مستکیناً باستلام
وکن لی فی ثری قبری انسیا — وکن لی شافعاً یوم القیام
انا الساوی فناولنی شرابا — طہوراً سائغاً یُروی اُوامی
الام احوم عطشاناً ہیوماً — وبحر نداک غمر اللجّ طامی

علیک صلوٰۃ ربّک ماتغنّت
علی ورق الغضا ورق الحمام

جناب مولانا مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالیٰ

فضائل پناہ کمالات دستگاہ، رنگ چہرۂ فضیلت آب روی شریعت، دقائق آگاہ حقایق و معارف پناہ، خازن گنجینۂ اسرار ازل جامع شرائف علم و عمل، ارسطو فطرت فارابی فطنت بانی مبانی فضل و افضال و موسس اساسی تکمیل و اکمال، قطب سمائے ہدایت و ارشاد منطقۂ فلک راستی و سداد، عضادۂ اضطرلاب دانش و حکم، بہ نکتہ سنجی ہا معروف بدقیقہ فہمی علم موشگاف، دقائق علم و فن مولوی محمد نور الحسن، سلمہ اللہ تعالیٰ، شاگرد رشید مولانا محمد فضل حق زادت فضیلتہ۔ کمالات علم اور فضائل خلق و حلم میں یگانۂ روزگار حدت ذہن اور رسائی فہم میں یکتائے قرون و ادوار، فاضل اجل

Marfat.com

سرگروہ فضلائے کمل، خلق جبلی سے بہین خرد وافراد امت محمدی اور سعادات ذاتی سے سرگروہ نزدیکان بارگاہ صمدی، اس جزو زمان میں معقول و منقول میں ایسی مہارت تامہ رکھتے کہ اگر موجودگی معدوم اور جائز کے ناجائز ہونے کا دعویٰ کریں تو خصم کو بدلیل عقلی و نقلی دل نشین کر سکتے ہیں۔ وجود ایسے فرد کامل کا ایسے روزگار ناپرسان میں دلیل قدرت پروردگار ہے۔ کمالات ظاہری تو آپ کی ذات بابرکات میں جس طرح مجتمع ہیں وہ نہایت ظہور اور غایت وضوح سے احتیاج بیان کی نہیں رکھتے جلائل باطنی اور شرایف معنی جس قدر اُن کی طرف استعداد میں فراہم ہیں، اگر خامۂ دوزبان ان کے بیان میں سرگرم ہو تو ایک قرن تک چاہیئے کہ سوا اس ذکر کے اور کسی حرف کو زبان پر نہ لاوے، تو شاید اس کے ایک حرف کے بیان سے عہدہ برہو سکے۔ سبحان اللہ کیا خلق مجسم، علم مصور، وقار مشکل۔ خُلق ایسا کہ بندگان الٰہی کی دل شکنی آپ کے اعتقاد میں خانۂ خدا کی بنیاد گرانے سے کم جرم نہیں رکھتی۔ اور علم ایسا کہ اگر اس کو ایک جگہ فراہم لاکر فرق فلک نہم پر رکھدیں تو بہ سبب گرانی بار کے طبقات کرات کو اس طرح توڑتا ہوا پستی کو مائل ہو اور محیط کے دوسری طرف سے گذر جائے کہ اوج سے حضیض تک نگاہ کو ایک جادۂ مستقیم محسوس ہو، اور وقار اس درجہ میں کہ فلک دوّار کی ہزار گردشیں ان کی تمکین کی ایک نشست میں سرمو تفاوت پیدا نہیں کر سکتیں۔ اور ان کمالات پر مزید ہے تقویٰ و ثاری و زاہد شعاری، نقل کسی صحابی کی کہ وہ کہتے تھے:۔ اگر مال تمام عالم کا مجھ کو دے کر چاہیں کہ ایک اذان نہ سنوں مجھ سے نہ ہو سکے گا، بے کم و کاست و بے اغراق و مبالغہ ان کے حق میں صادق آتی ہے۔ بمقتضائے اس

Marfat.com

کے کہ ۔

بدان زابہ بہ نیکاں بہ بخشد کریم

راقم آثم کے حال پر ان حضرت کی نگاہ توجہ کو اب معروف کر دیا ہے کہ بدرجۂ غایت نظر تربیت استادانہ[1] سے منظور فرماویں شاید یہی نظر عنایت بارگاہ کریم میں اس احقر کی نجات کا سبب ہو جاوے ۔ کوتاہ سخن و فسانہ بسیار ۔ زبان قلم قاصر ہے کہاں تک کہے ۔ اگر زمانہ مساعد ہوگا تو ایک دفتر علیحدہ ان سرگردہ کمالائے دہر کے محامد میں لکھوں گا ۔

مولوی کرامت علی سلمہ اللہ تعالیٰ

خلف الرشید ہیں مولوی حیات علی خوش نویس علیہ الرحمۃ کے اور شاگرد رشید ہیں مولانا فضل امام صاحب کے ۔ فضل و کمال ان کا حد تقریر اور حیطۂ تحریر سے زیادہ ہے ۔ استحضار مسائل اس مرتبہ کو پہنچا ہے کہ حصول ان کے ذہن میں حکم حضوری کا رکھتا ہے ۔ عرصہ چند سال کا ہوا کہ شہر شاہجہان آباد کو تلاش معاش کی تقریب سے چھوڑا اور حیدرآباد کی طرف راہی ہوئے ۔ چوں کہ "السفر وسیلۃ الظفر" حدیث مشہور ہے، گردش فلک نے وہاں ان سے موافقت کی اور بافعل ہزار روپیہ ماہیانہ کے منصب سے سرفراز ہیں ۔ اس نواح میں معہ قبائل اور عشائر کے بسر کرتے ہیں ۔ نظم و نثر ان کا

---

[1] سرسید نے ابتدائی دور میں ان بزرگوار سے بھی تحصیل علم کی تھی چنانچہ اپنے رسالہ تحقیق حق میں انھوں نے اس کا ذکر کیا ہے جو ۱۸۴۴ء میں شائع ہو چکا ہے ۔

[2] المتوفی ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء

سیرت نبوی میں ان کی عربی تصنیف السیرۃ المحمدیہ ۶۰۰ صفحے کی ایک

(باقی صفحہ ۱۴۶ پر)

Marfat.com

کچھ راقم کو بہم نہیں پہونچا۔

جناب مولوی مملوک العلی سلمہ اللہ تعالیٰ

شاگرد رشید مولوی رشید الدین خاں صاحب۔ علم معقول و منقول میں استعداد کامل اور کتب درسیہ کا استحضار ہے کہ اگر فرض کرو کہ ان کتابوں سے گنجینۂ عالم خالی ہو جاوے تو ان کی لوح حافظہ سے پھر نقل ان کی ممکن ہے۔ ان سب کمال اور فضیلت پر خلق و علم احاطۂ تقریر سے افزوں ہے۔ اگرچہ زی دنیاداروں کی ہے لیکن سیرت اور سریرت میں درویشانہ۔ اگرچہ چودہ پندرہ برس سے مدرسۂ شاہجہاں آباد میں عہدۂ مدرسی رکھتے تھے لیکن اب کئی سال سے سرگروہ مدرسین ہیں کہ مدرسی اوّل اس سے عبارت ہے۔ انشاء نظم و نثر کی طرف[1] کم توجہ ہے اگر ایسا فاضل اس طرف بھی متوجہ ہوتا تو یقین ہے کہ اس فن میں اپنے اقران و امثال سے ممتاز ہوتا۔

جناب مفتی سید رحمت علی خاں عرف میر لال سلمہ اللہ تعالیٰ

جامع صفات پسندیدہ مستجمع اوصاف حمیدہ، زبدۂ ارباب فضل و افضال، حامی ہمزد

(بقیہ صفحہ ۱۴۵)
ضخیم کتاب ہے جو غدر سے کچھ پہلے لکھی گئی ہے اور نظام حیدر آباد کے نام سے منسوب کی گئی ہے۔ یہ کتاب حیدر آباد میں چھپ گئی ہے اور کتب خانۂ آصفیہ میں بھی اس کا ایک مخطوطہ موجود ہے۔

[1] ان کی ایک تصنیف تاریخ یمنی کا مخطوطہ بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ (فہرست مخطوطات عربی و فارسی مرتبۂ اشرف علی ص ۲۰)

Marfat.com

کمال، سید رحمت علی خاں عرف میر لال کہ حضور سلطانی سے بخطاب سراج العلما ضیاء الفقہاء سید رحمت علی خاں بہادر کے ممتاز ہیں۔ کمالات ظاہری و باطنی آپ کے حد تقریر اور احاطۂ تحریر سے متجاوز ہیں۔ علاوہ کمال توغل مشاغل علمی کی شایستگی اوضاع و پسندیدگی اطوار حسن خلق اور کمال بردباری و حلم اس مرتبہ پر ہے کہ بیان اس کا مجال خامہ و حوصلہ نامہ نہیں۔ قدیم الایام سے عہدہ استفتا کا سلاطین سلف کی طرف سے انھیں کے خاندان عالیشان میں مسمر ہے اب یہ عہدہ آپ کی ذات برکت سمات سے مشرف و مفتخر ہے۔ آباو اجداد راقم کو ان کے خاندان بلند مکان کے ساتھ رابطۂ اتحاد قدیمی چلا آتا ہے اور یہی سبب ہے کہ نظر توجہ ان حضرت کی راقم آثم کے حال پر بکمال مبذول ہے۔ بسبب کثرت شرائف مشاغل یعنی توغل علمی کے نظم و نثر کی طرف مطلق توجہ نہیں[1]

جناب آخون شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

عالم باعمل وارستۂ آزو امل، مہبط فیض ازل و ابد آخون شیر محمد طالب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ مولد آپ کا افغانستان تھا لیکن ایک عرصۂ دراز سے بارادۂ تحصیل علم و فضل کے وارد ہندستان جنت نشان ہو کر اطراف و جوانب میں علمائے کرام کی خدمت سے فیض علم و ادب حاصل کیا، اور جب شاہجہاں آباد میں وارد ہوئے مولانا شاہ عبدالقادر قدس سرہ کی خدمت سراسر افادت میں علم حدیث کو تحصیل کیا اور مولانا وبالفضل مولانا مولوی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے۔ جو کہ قناعت اور توکل ایک جامہ تھا کہ خیاط قضا نے انھیں کے

---

[1] حیات نذیر حسین ص ۲۴۔

Marfat.com

قامت استعداد پر سیا تھا۔ حکیم غلام حسن خان مرحوم کے مکان پر سکونت اختیار کی اور مدت العمر ہرگز اخوان زمان اور ابنائے روزگار کی طرف روئے التفات نہ لائے اور شب و روز شغل ظاہری تدریس علوم عقلی و نقلی رہتے اور مشغلہ باطن توجہ الی اللہ زبان خلق کے ساتھ گفتگو میں رہتے اور دل خدا کے ساتھ مشغول، یہ دو کام آن واحد میں اقوال سراسر اختلال حکیم فلسفی کے واسطے مبطل ہیں۔ سچ ہے۔

پائے استدلالیان چوبیں بود　　پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

سوائے علوم ظاہری کے کسب و فیض باطن خدمت حضرت برکت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے کیا اور مرتبہ خلافت کا پایا۔ اگرچہ سلسلہ پیری مریدی کا آپ نے جاری نہیں کیا لیکن استحقاق اس امر کا ہزار در ہزار مرتبہ میں رکھتے تھے۔ اور آخر میں سکونت ہندستان سے دل برداشتہ ہو کر بارادۂ ہجرت اور ارادے حج کے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں انتیسویں ماہ صفر ۱۲۵۷ ہجری میں نقد حیات کو متقاضیان اجل کے سپرد کیا۔ اس واقعہ کو چھ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

جناب مولوی امان علی سلمہ اللہ تعالیٰ

عامل اکمل فاضل اجل۔ صاحب اطوار صدق و صفا، زبدۂ کملا و اسوۂ اتقیا، مولوی امان علی۔ سادات صحیح النسب سے ہیں اور تحصیل علم خدمت فیض موہبت مولانا شاہ عبدالقادر قدس سرہٗ سے کی ہے۔ بہ سبب قناعت و استغنا کے کبھی اہل روزگار کی طرف رجوع نہیں کی اور ہمیشہ بے پروایانہ زیست کرتے ہیں اور جو کہ مذاق انس و جان کے خزانۂ تقدیر سے وظیفہ روز شب ہے اسی پر قانع ہو کر اغراض دنیوی کو وسیلہ تملق و

Marfat.com

خوشامد اخوان زمان نہیں کیا۔ جو کہ علم و عمل و طب میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اس بہانہ سے لطف رب جلیل نے شفائے اسقام ان کے خامۂ فیض علامہ کی زبان میں ودیعت رکھی ہے اور اس حیلہ سے نقود ثواب اخروی ان گنجینۂ اعمال میں تودہ تودہ جمع ہوتے جاتے ہیں۔ راقم کو ان کی خدمت میں نیاز و اعتقاد بدرجۂ کمال حاصل ہے، اور ان کی طرف سے راقم پر بھی مراتب الطاف اندازہ سے زائد وقوع میں آتے ہیں۔ غرض کہ ان کی صفات حمیدہ حوصلۂ اندیشہ میں نہیں گنجائش رکھتے، لکھنے اور بیان کرنے کا تو کیا محل ہے۔

جناب مولوی محمد جان غفر اللہ لہ کتب تحصیلی کو اچھی طرح سے پڑھا تھا اور مسائل علمی نہایت مستحضر تھے فاضل اجل تھے اور عالم اکمل۔ طبیعت نظم و نثر فارسی کی طرف بہت مائل تھی۔ نثر متین اور نظم رنگین ان سے یادگار ہیں اور اس کمال پر اخلاق ایسا کہ کسی میں اس کا نمونہ نہیں دیکھا گیا اور متانت وضع اور پاس آشنائی اور لحاظ ایسا تھا کہ کسی اور میں اس کا عشر عشیر مشاہدہ نہیں ہوا۔ مدت تک سرکار انگریزی میں عہدۂ سررشتہ داری فوجداری پر مامور رہے اور امور مرجوعہ کو نہایت ہوشیاری اور دیانت کے ساتھ سرانجام دیا چند سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ اس جہان فانی سے رخصت کیا۔ راقم سے بسبب قریب قرابت کے محبت مفرط رکھتے تھے اگرچہ نظم و نثر ان کے طبعزاد ہیں لیکن اختصاراً ممخمس کے دو بند پر قناعت کرتا ہوں کہ غزل شفائی[1] پر لکھا تھا۔

---

[1] شرف الدین حسین شفائی اصفہانی قدسی شاعر المتوفی سنہ ۱۰۳۷ھ (سرو آزاد ص ۴)۔

Marfat.com

ناظرین کو بفحوائے مشتے نمونہ از لبیار سے اُن کی جودت طبع اور تیزی فکر پر دلیل ہو سکتا ہے۔

مخمس

دردِ عشق بیوفائی کے در آزارت کند — ایں ہمہ آسودگیہا جملہ دشوارت کند
بے خبر از خویش و بر حالم خبردارت کند — گو حریفی تا نگاہ تیز در کارت کند
انتقام من کشد جای گرفتارت کند

ای بہ بیتابانہ داری ہر زمان گفتار عشق — دانمت بیتاب و طاقت داشتہ آزار عشق
تا کجا آخر صبوری باید اندر کار عشق — میبری از حد شفائی پیش یار اظہار عشق
ترسم ایں بے طاقتی ہا عاقبت خوارت کند

مولوی نوازش علی سلمہ اللہ تعالیٰ[1]

شاہجہاں آباد کے علما کی خدمت میں کتب تحصیلی کو حاصل کیا اور حدیث نبوی کو حضرت بابرکت مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی غفر اللہ سے پڑھا۔ استعداد کامل رکھتے ہیں۔ ازبسکہ طبیعت ہدایت و ارشاد کی طرف مائل ہے۔ اکثر اوقات مجلس وعظ بھی ان کے ہاں منعقد ہوتی ہے اور ساکنین شہر شاہجہاں آباد اکثر بشوق ابتدا، واستر شاد وعظ کہنے کے واسطے اپنے اپنے گھر میں ان کو تکلیف دیتے ہیں۔ خلق و حلم میں یگانۂ روزگار اور قناعت و توکل میں شہرۂ آفاق ہیں۔

---

[1] یہ سرسید کے استاد تھے جن سے انھوں نے درسی کتابیں پڑھی تھیں (دیکھو حیات جاوید جلد اوّل ص ۴۰۸)

Marfat.com

مولوی محمد رستم علی خاں سلمہ اللہ تعالیٰ تحصیل سے فارغ اور کتب ہیئت و ہندسہ کہ راقم کے نانا صاحب مرحوم نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خاں بہادر مصلح جنگ سے اچھی طرح پڑھا اور حدیث و فقہ جناب مولوی اسحاق علیہ الرحمۃ سے اور طب میں مہارت معقول رکھتے ہیں اور مریض ان کے علاج سے شفا پاتے ہیں اور کتب فارسیہ کو بھی بہت تحقیق کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ غرض کہ عالم متبحر اور فاضل اجل ہیں۔ بالفعل خدمت وقائع نگاری پر حضرت بادشاہ جم جاہ سراج الدین محمد بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی سرکار میں مامور ہیں اور خطاب مصلح الدولہ حکیم محمد رستم علی خاں بہادر سے ممتاز۔ راقم سے بھی رابطہ محبت بکمال رکھتے ہیں۔ انشائے نظم و نثر کی طرف کم متوجہ ہوتے ہیں، مگر اخبار سلطانی[1] ہر ہفتہ ان کی نثر طبع زاد کا نمونہ ہے۔

حاجی محمد سلمہ ربہ ساکن ہیں نواح جون پور کے اور بعد ادائے حج بیت اللہ کے شہر شاہجہاں آباد میں وارد ہوئے اور مولانا

---

[1] اس اخبار کا اصل نام سراج الاخبار ہے جو ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی کا روزنامچہ تھا اور ہر ہفتہ مطبع سلطانی میں شائع ہوتا تھا۔ سنہ ۱۸۴۱ء میں جاری ہوا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھو پنڈت کیفی دہلوی کا مضمون "اب سے آدھی صدی پہلے کے اردو اخبار" (رسالہ اردو جلد ۱ ۱۹۳۵ء ص ۲۰۱ تا ص ۲۰۹۔) اس میں صاحب تذکرہ کا نام مصطفیٰ الدولہ سید ابو القاسم خاں وقائع نگار لکھا ہے۔

Marfat.com

محمد اسحاق صاحب سے کتب حدیث کو تحصیل کیا، اگرچہ اور فنون سے بھی آگاہ ہیں، لیکن فن حدیث کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ ورع و تقوے میں مستثنیٰ ہیں راقم نے جناب مستطاب مولانا مخدومنا مولوی محمد صدرالدّین خاں بہادر کی خدمت میں ان کو حاضر ہوتے دیکھا اور ان کے جوہر سے مطلع ہوا اس واسطے کہ حاجی صاحب موصوف مولانائے ممدوح کی طرف سے مدرسۂ دارالبقا میں مدرس ہیں۔

ملّا سرفراز سلمہٗ یہ بھی بڑے مستعد شخص ہیں کتب معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت بہت تحقیق سے پڑھائے ہیں، حدیث و تفسیر جناب مولانا مولوی صدرالدّین خان بہادر سے پڑھی ہے اور اب جناب ممدوح کی طرف سے مدرسۂ دارالبقا میں مدرس ہیں۔

ذکر قرّاء و حفّاظ شکّر اللہ سعیہم

اگرچہ اس شہر کرامت بہر میں فضل الٰہی سے حافظ اس کثرت سے ہیں کہ رمضان شریف میں باوصف کثرت مساجد کے کہ حد شمار سے باہر ہیں، کوئی مسجد ایسی نہیں ہوتی کہ اس میں دو دو تین تین شخص کلام اللہ تراویح میں ختم نہ کرتے ہوں اور مسجد جامع میں تو شمار سے باہر کلام اللہ تراویح میں ختم ہوتے ہیں لیکن تیمناً چند اشخاص نامی کا ذکر کرتا ہوں۔

قاری قادر بخش سلمہ اللہ تعالیٰ حروف کو مخارج سے ادا کرنا جفیتا کہ حق ہے اور پھر الحان داؤدی سے حق اسی حق رسیدۂ خدا شناس کا ہے اور ورع و تقوی کا حال تو جیسا ہے اس کے بیان میں زبان قاصر ہے۔ کمال قناعت سے وجہ قلیل پر اکتفا کر کے

Marfat.com

گوشۂ مسکنت میں بسر کرتے ہیں۔ عمر شریف آپ کی قریب ستر برس کے پہنچی ہے۔

حافظ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ | کہین برادر حقیقی قاری صاحب موصوف کے۔ اگرچہ قرأت میں وہ مرتبہ کمال نہیں لیکن کلام اللہ کو اس صحت کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ مافوق اس کے متصور نہیں اور اوراد و وظائف میں اوقات شبانہ روزی صرف ہوتی اور صورت سے للّٰہیت ظاہر ہوتی ہے۔

قاری محمد بیگ غفراللہ لہ | علم قرأت میں ان دامثال سے گوئے سبقت لے گئے۔ اور مخارج حروف کو اس خوبی سے ادا کرتے تھے کہ حروف کو خود اس امر پر ناز تھا۔ غرض کہ جامع علم و عمل تھے اور باوجود بسکہ قناعت و توکل سے ان حضرت کا خمیر تھا، تمام عمر اغنیا کے دروازہ کا نام نہیں لیا۔ دو تین برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ دنیائے فانی سے رحلت کی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

قاری احمد سلمہ اللہ تعالیٰ | ایسے عامل علم قرأت ہیں کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا اور زبان اس کی اوصاف سے قاصر ہے دین داری اور اتباع شریعت اور اکل حلال اور اکتساب خیرات اور اجتناب از نواہی سب ایک ذات ستودہ صفات میں جمع ہیں اس جامعیت کے ساتھ افراد بشر سے کم نظر میں گذرا ہے۔

حافظ عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ | اگرچہ علم قرأت حاصل نہیں اور تجوید حروف جس قدر چاہیئے اور اس کا نام قرأت رکھا جاوے ان کے پڑھنے میں محسوس نہیں

Marfat.com

ہوتی، لیکن فضل واہب العطیات سے آواز خوش اور طیب لہجہ اس طرح عطا ہوا ہے کہ طیور کو طیران اور پانی کو جریان سے باز رکھتا ہے۔ اس کا ایک ادنیٰ وصف ہے۔ جس مجلس میں اس مرد خدا نے قدم رکھا اور بارادۂ قرأت قرآن لب ہلایا، اہل مجلس سراپا گوش اور گوش سراپا نیوش ہو کر متوجہ ہو جاتے ہیں، بلکہ جس وقت خاص و عام کے زد یہ ہوتا ہے کہ آج فلاں مجلس میں اس صاحب کمال کا گذر ہوگا۔ اجتماع خلایق سے وہ مجلس حکم میلہ کا بہم پہنچاتی ہے اور اُن کے قرآن کے پڑھنے میں وہ اثر ہے کہ وقت استماع کے سامعین کو دنیا و مافیہا فراموش ہو جاتے ہیں۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشار۔

ذکر بلبل نوایان سواد جنت آباد

حضرت شاہجہاں آباد

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم
برائے یار فرد شی دکاں نمی باید

جناب مرزا اسد اللہ خاں غالب مدظلہ العالی

ہمائے اوج مفاخر و معالی
جاگزین سدرۃ المنتہیٰ مراتب
بلند و مدارج عالی، موسس
اساس شیوا بیانی بنائے الفاظ و معانی عندلیب، بہارستان سخن گستری،
طوطی شکرستان معنی پروری، اوج سمائے برتری و والاتباری، مہر سپہر
بلند اختری و گردوں اقتداری، شاگرد رحمٰن اُستاد سحبان المعی زمان لوذعی
بیان، فرزدق دہر و لبید آوان، سمی وصی رسول اللہ جناب مستطاب مرزا
اسد اللہ غالب تخلص۔ دیوان حافظ اُن کی لسان الغیبی کے عہد میں دلوں

Marfat.com

سے فراموش، زبان خلاق المعانی اُن کے معنی ایجاد کے زمانہ میں خاموش۔ چراغ النوری انھیں کے شعلۂ فکر سے روشن اور سینۂ آذری، انھیں کی آتش حسرت سے گلخن عنصری، ان کے رشک افکار سے ایسا جل گیا کہ گویا اس کا پیکر فقط عنصر آتش سے متکون ہوا تھا، اور سحبانی اُن کی حسرت کمال سے ایسا رویا کہ مگر اُس کی بینائی چشم فقط عنصر آب سے بنی تھی، زلالی اُن کے چشمۂ ہنر کا تشنہ لب اور اسحاق الطعمہ ان کے خوان استعداد سے نعمت طلب خاقانی اس خسرو معنی کی کمتر رعیت اور خسرو اس بادشاہ سخن کے آگے سرگرم خدمت۔ ملاحت کلام سعدی ان کے خوان فیض کی نمک خوار اور شیرینی زبان حافظ ان کی نعمت مقال سے روزینہ دار۔ رنگینی معنی سے صفحہ کو گلرنگ اور طرّاحی فکر سے کاغذ کو ارژنگ کرنا خاصہ اسی چمن طراز سخن وری اور نقاش صحیفہ ہنر پروری کا ہے۔ اگر الفاظ ثقیل سے گرانی اٹھائے تو کوہ کاہ کا حکم پیدا کرے اور اگر سخن میں متانت صرف کرے تو ورق بیاض صدمۂ صرصر جگہ سے نہ ہلے۔ قلم ان کا معنی روشن کی تراوش سے فوارہ نور اور عبادت پاکیزہ ان کی لطف کیفیت سے شراب انگور۔ اگر اس سخن طراز کے کمال استعداد کو جو طرف حصر و شمار سے افزوں ہے، خامہ دو زبان بیان کرے، اوّل چاہیے کہ ملکۂ عقل فعال سے عاریت مانگے اور زبان قلم تقدیر سے مستعار لے۔ میں ارادہ کرتا ہوں کہ اس حضرت کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ کو دفتر کتاب میں درج کروں اور عقل فریاد کرتی ہے کہ ہرگاہ میں نے اس تقدس جوہر اور امداد مبدأ فیض کے ساتھ جب امر کا قصد کیا کارکنان بارگاہ جلال سے کمی استعداد کا طعنہ سُنا اور سوء ادب کی سرزنش کی تو با اینہمہ نقصان عقل و ہوش کس شمار میں ہے۔ فی الحقیقت اگر لنگ لنگان اپنے تئیں

Marfat.com

جادۂ مقصود میں ڈال دیا ہو، تو ہوس حق بسعی یعنی شاباش کی متوقع ہوئی اور حال یہ ہے کہ دشوار پسند ان بلند فکر بلکہ دقیقہ یابان انصاف طبیعت کے آگے حصول صلۂ آفریں تو کیا خجلت نارسائی اور طعنۂ نا عاقبت بینی سے سر اٹھانے کو جگہ نہ رہے گی۔ ظہوری نے سچ کہا ہے:۔ "کسے کہ از عہدۂ ثنائے کسی بیرون نیاید چہرا اول بعجز اعتراف نہ نماید"

بہتر یہ ہے کہ فکر کو اس اندیشۂ محال سے باز رکھے اور اپنی نارسائی کا پردہ فاش نہ کرے۔ بیت

بامی است بصد بلند و پستی ہاں پا ئے نہ لغزدت زمستی

نام نامی اور اسم سامی اُن کے والد ماجد کا عبداللہ بیگ خان تھا۔ آپ اتراک سے ہیں اور سلسلہ آپ کے نسب کا افراسیاب و پشنگ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے بزرگ سلجوقیوں کے عہد میں بسبب اس کے کہ ان کے ہم جنس و ہم گہر تھے، فرمان روائی رکھتے تھے۔ جب سلجوقیوں کے عہد سلطنت کا دورہ تمام ہوا ان کے آباد اجداد نے سمرقند میں توطن اختیار کیا۔ اس حضرت کے جد امجد اپنے پدر مشفق سے ایک امر سہل پر قدری شکر رنج بہم پہنچا کر ہند میں تشریف لائے اور لاہور میں معین الملک کے رفیق ہوئے اور اس کے تباہ ہونے کے بعد وارد دہلی ہو کر سلطان عہد کی سرکار میں سررشتۂ ملازمت کو ہاتھ میں لا کر سلسلۂ چاکری کو استحکام دیا۔ حضرت ممدوح کے والد ماجد دہلی میں متولد ہوئے اور یہیں نشو و نما حاصل کی۔ پھر کسی سبب سے بود و باش اکبر آباد میں اختیار کی اور حضرت ممدوح کو والدۂ مشفقہ کے کنار شفقت اور آغوش عاطفت میں پانچ برس کا چھوڑ کر جنات نعیم کے گلگشت کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے چچا حقیقی نصر اللہ بیگ خان

Marfat.com

کہ اس عہد میں بیرٹھ کی طرف سے اکبر آباد کے صوبہ دار تھے، آپ کی پرورش اور تربیت میں مصروف ہوئے۔ جب ہندستان میں تصرف حکام انگریز کا ہوا نصراللہ بیگ خاں لارڈ لیک بہادر کے رفیق ہو کر چار سو سوار کے رسالہ سے اعادی باد پیما کے ساتھ سرگرم جنگ رہے۔ جرنیل لیک صاحب نے اس کارنمایاں کے صلہ میں دو پرگنہ مضافات اکبر آباد سے ان کی حین حیات تک جاگیر میں عطا کیے، پھر اُن کے سانحہ ناگزیر کے بعد جو ۱۸۰۱ء میں پیش آیا اور جاگیر موافق قرارداد کے ضبط ہوئی اور جاگیر کے عوض میں اس حضرت کے واسطے نقدی مقرر ہو گئی۔ پھر وہاں سے بسبب انس طبیعت اور میل خاطر کے شاہجہاں آباد میں تشریف لائے اور اُس معاش پر قناعت کر کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے اور بہترین شغل آپ کا عالم تنہائی میں سخن سنجی اور معنی پروری ہے۔ حق یہ ہے کہ جہان سخن پر منت اور سر معنی پر بار احسان رکھتے ہیں، ہر دائرہ الفاظ دہن شکر اور ہر حرف زبان سپاس ہے ان کی نعمت تربیت کا۔ راقم آثم کو جو اعتقاد ان کی خدمت میں ہے اس کا بیان نہ قدرت تقریر میں ہے اور نہ احاطہ تحریر میں آسکتا ہے اور چوں کہ "دلہارا بدلہارا ہ باشد"، آں حضرت کو بھی وہ شفقت راقم کے حال پر ہے کہ شاید اپنے بزرگوں کی طرف سے کوئی مرتبہ اس کا مشاہدہ کیا ہوگا۔ میں اپنے اعتقاد میں اُن کے ایک حرف کو بہتر ایک کتاب سے اور اُن کے ایک گل کو بہتر ایک گلزار سے جانتا ہوں اور اگر دیکھا جائے تو حق بھی یہی ہے۔ خوشحالی اُن لوگوں کا جو آپ کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوتے ہیں اور جو ہر گرانمایہ کہ آپ سے حاصل کرتے ہیں اس کو مغتنم جان کر بھی جزو دان حافظہ میں محفوظ اور کبھی صندوق بیاض میں امانت رکھتے ہیں۔ اس طرح کے

Marfat.com

مضامین عطائی پر مستفید کے پاس خردار خروار فراہم آگئے ہیں اور چوں کہ مثل مبدٔ فیاض کے آپ کی طبیعت فیض موہبت نسبت بخل سے مبرا ہے۔ آپ کو اُن جواہر بے بہا کے اعطا میں کچھ دریغ نہیں، آرے :۔

نطقش کہ بدست جان توانا　　چوں بادہ خرد فزائے دانا

آپ کا جواہر خانہ نفائس سخن حد شمار سے افزوں اور ظرف حصر سے بیروں ہے۔ ایک دیوان قصائد و غزلیات کا تیس جزو سے زیادہ مرتب اور منطبع ہوا ہے اور اسی طرح سے نثر اور ایک کتاب پنج آہنگ نام نہایت فوائد جلیلہ پر مشتمل قریب چودہ پندرہ جزو کے آپ کے نتائج فکر سے ہے کہ منتہیان معنی رس کے واسطے مغتنمات عظمیٰ سے ہے۔ اور ایک مثنوی مشتمل اُوپر غزوات حضرت رسالت دست گاہی ختمی پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ ہنوز ناتمام ہے، لیکن پھر بھی قریب پندرہ سولہ جزو کے ہو چکی ہے انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت اتمام کو پہنچے گی گلدستۂ بزم احباب ہو گی۔ راقم تیمناً و تبرکاً کچھ نظم اور کچھ نثر لکھ کر ہدیۂ نظار ارباب شوق کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ نظم کس رتبہ کی ہے اور نثر کس شان کے ساتھ۔

آرایشِ گفتار در ظہور ہوا و نمودار ی صبح

دمیکہ سر ہنگ سیاستگاہ روزگار بہ بازخواست خاتم سلیمانی گلوی اہرمن شب در ہم افشرد و آں رخشندہ گوہر یزدانی را بدان روشنی کہ تو پنداری آفتاب است از دہانش بدر آورد۔ گلزار زندگی را کہ بشکنجہ خزان خواب بزرگ دبار فرو ریختہ بود ہنگام کشائیش نو بہار فراز آمد و قدح و شیشہ میخانہ آب رفتہ بجوی و خمار آلودگان شبانہ را رنگ پریدہ برو ی باز آمد۔

Marfat.com

تو بتو پردہ ہائے ظلمت کہ بر روئے آفاق فرو ہشتہ بود از میان برداشتند و شاد روانی از نور بدان درازی کہ پہنائی گیتی زافروگیرد در جہان برافراشتند۔

سحر زنور رقیبانہ برکشاد لباط　　شب از نہیب غریبانہ درنوشت گلیم

خسرو زرین افسر زمردین اورنگ چوں خواست کہ لوای جہان کشائی تسخیر ہفت کشور افراز و نخست لشکریان را بچشم داشت، ہمواری راہ بتاراج گنج گوہر پروین صلا زد۔ بخونگرمی او باش گرسنہ چشم لوامع سحری آتش فتنہ بدانسان در گرفت کہ کالای ناروای تنگ مایگان شبنم نیز دراں دستبرد بہ یغما رفت۔ بسپاس فیروزی و شکرانہ بہروزی خمستان نور را درکشادند و ذرّہ ذرّہ را باندازہ گنجای وقت از ان بادہ روشن دریدادند۔ خاک زیر درختان آبروی صافی آشامی و طالع روشناسی شہریارش نبود، ہم بدان درد سایہ کہ بحسب تقسیم دران صلای عام بوی رسید سیہ مستی آغاز نمود، سایہ باینہمہ کہ در آفرینش از روشنی دور است، ہم از اسباب جہانگیری حضرت نور است۔ حقا کہ اگر اینمایہ تیرگی باقی نمی گذاشتند، پروانہ معزولی ظلمت شب بکدام مدادی نگاشتند۔ مثنوی

بامدادان کہ شب روان سپہر　　نقد جان باختند در رہ مہر

دہشت دزد از میان برخاست　　از سر کوچہ پاسبان برخاست

بستنگی روی تافتہ از در　　رفت پیوند بالشش از سر

گرد از راہ کاروانہا جست　　گونہ گون مرغ ز آشیانہا جست

در نہان خانہای سوز و گداز　　دل زاندوہ رست و شمع از گاز

مہر آنمایہ فروغ و فراغ　　خوں بہای ہزار شمع و چراغ

کشت شمع و چراغ ہر خانہ　　ذرہ سر کرد رقص پروانہ

Marfat.com

نوعروسان خویشتن آرای — گوهریں پارۂ نگاریں پای
پیش ازان دم کہ دست و رو شستند — دست و پا از حنا فرو شستند
شاہد باغ را بجلوہ گری — تازہ گردید رسم پردہ دری
تا دم صبح دم بگوشۂ باغ — نفتد چشم نسیم باز بہ زاغ
بر لب آب جوہر آئینہ — دید روئے خود اندر آئینہ
چرخ نیرنگ ساز شعبدہ زای — کردہ از زاغ آشکار ہمای
تیرگی از میان کنار گرفت — کار بر روشنی قرار گرفت

صبح صادق برات نور آورد
روشنی مژدۂ سرور آورد

سخن در ہجوم ظلمتِ شب [1]

ہنگامی کہ روشنی روز کہ جان جہانی زندہ باد ست از ہنگامہ روی برتافت و تاریکی شب کہ نمودار ی انجم رخشندہ باد ست بر آفاق دست یافت، آفتاب جہاں تاب را روزگار یکہ تازی سر آمد، و خیل خیل حفاش از ہر گوشہ و کنار بہ پرواز اندر آمد۔ شب باز سپہر پس از آں کہ دران سیاہی پردہ بر افراخت، بازی چند از پس آں پردہ نمودار ساخت۔ (رباعی)

شام آمد و رفت سر بپابوس خیال — بر تخت شہی نشست کاؤس خیال
از گردش گونہ گونہ اشکال نجوم — گردید دماغ دہر فانوس خیال

---

[1] کلیات نثر غالب ص ۳۶-۳۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۸ء نول کشور، سے تصحیح کی گئی۔

Marfat.com

بدل گشتن خرام تدرو و سایہ سرو (بچراغ افروختہ) ببال افشانی پروانہ پرسوختہ و پرتو شمع افروختہ۔ بینوا ماندن روشناسان باغ در آشیانہ، و بچراغ رسیدن گمنامی چند از دودمان پروانہ سپر انداختن خسرو روز در ستیزہ، و خندۂ دندان نمای زنگی شب بریں آویزہ، چیرہ دستی سپاہ زنگبار بر لشکر روم و خموشی بلبل بمشاہدۂ غوغای بوم، ہمچشمی شاہ در خفتن بہ بخت دزدان گرفتار، و ہمطرحی دزد در بیداری بطالع شاہان کامگار، از پس پردہ سر برآوردن دوشیزگان شوی نادیدہ آسمانی، و فرو خفتن کشادہ رویان رسوا شیوۂ چمن بپاکدامانی، بدر جستن ماہی و خرچنگ و برّہ گاو از ہر کرانہ، و دم لابہ کنان خرامیدن شیر اندراں میانہ، و شکستہ شدن طلسم روزبرہ نمای لوح ماہ، و رخ نمودن صد ہزار پریزاد از یک پرند سیاہ، بدان بوالعجبی با روزگار در میان نہاد کہ چرخ پیر از کہکشاں انگشت حیرت بدھان نہاد۔

مثنوی

شام مگو جادوی مشکیں لباس — ہم بہ ہنر ہم بہ اثر روشناس
تازگیٔ کسوتِ عباسیاں — تیرگیٔ خاطرِ شماسیاں
غالیاں سائے نفس مقبلاں — پردہ کشای ہوسِ بے دلاں
ہم سبق پردہ کشایانِ راز — ہم نفس پردہ نشینانِ ناز
نکتہ وراں را بہ سخن جانفزای — راہ رواں را دمِ راحت کشای
رہبر دزداں بہ نہاں خانہا — قاسم مہتاب بہ ویرانہا
سرمۂ آواز خراباتیاں — شہپرِ پروانہ مناجاتیاں
رام کن شوخ عروساں بشوی — غازہ نہ شمع شبستان بروی

Marfat.com

بربط آوازۂ شب گیرھا　　رشتۂ شیرازۂ زنجیرھا

خجستگی آئین شب را نازم کہ اگرچہ تیرہ وظلماتی است لیکن جمعیت بروزگارش بداں فراوانیست کہ ہرچند دیدہ دراں بجست وجو شتافتند جز طرۂ مہوشاں وخواب عاشقاں، کہ آں ببالین پریشاں است وایں بہ بستر، ہیچ جا از پراگندگی نشان نیافتند۔

رُباعی

شب چیست سویدای دل اہل کمال　　سرمایہ دہ حُسن بزلف وخط وخال
معراج نبی بشب ازاں بود کہ نیست　　وقتی شایستہ تر ز شب بہر وصال

عبارتُ در صنعت مقطع الحروف[1]

رواں را داد داور ورزش راز　　در آورد از رواں دل را در آواز
رواں در دل روش زاں راز دارد　　درون دِل روش آواز دارد
رواں آوارۂ وادی دردش　　رہ آورد رہ دل روی زردش
وداع روح دارد دل دراں راہ　　ز روح آوخ ز دِل درد و زرہ آہ

راز دار رب ودود ودوازدہ وارث آں درّ دری درج وزن۔

ذات او را وزارت دادار　　در او راز دان ودِل زوّار
دی روز از راہ ارادت روی دل زار زی داور روزی دہ آوردم

---

[1] کلیات نثر غالب ص ۳۹-۳۸۔

Marfat.com

درای دِل دران راه آواز درأی دآری در داد اور داد راں درای آری راز آوراں وزن :-

روزی ده آدم ودود دام دردش دل راز را دل آرام

در روز ازل آدم را دل داد و روان داد و ادراک را در روزن دل رو داد۔ آدم زاد از زای زُر و رای رز آورد، و در دل زد، دل را دو داغ آرزو داد، آب رز دُرد درد آورد و آز روی زرد آن داد از دل درو ده، و آں ادراک از رواں زدوده۔ زر و رز در درون دل ارّه، و دل ازاں ارّه ذره ذره۔ آز در دل آب در دوغ، و آرام دِل در آز و آرزو دروغ، دِل دادهٔ آز و آرزو ار در دم اثر در رود آزاده رو را از ذوق آزادی در ارم در روی دل دادم۔ و درم داروی درد دل و دل از درد دوری دام و درم دَر آزار۔ ارزر داری و روی در راه آری از دَرد دزد و ره زن در آزاری۔ (اوزان)

دوزخ آں از دود داغ آوازه اش ارزد آز و آرزو دروازه اش
راه رو دل آز زاغ و ذوق راغ راه رو آزرده از آواز زاغ

وه وه ای آدم زاد آز درد۔ ای از داد و آزرم درای زر درد دار از دوری زر زر دروی روا داری دل آزاده در دام آرزوی درم در آوردن در داں را از زاری دل آزردن۔ داور را رازق داں و داغ آز از دل زدای و دل را از زاری دور دار۔

اِنتخابِ غزلیات

آشنایانه کشد خار رهت دامنِ ما گوئی ایں بود ازیں پیش به پیراهنِ ما

Marfat.com

بے تو چوں بادہ کہ در شیشہ ہم از شیشہ جدا ست تو در آمیزش جاں در تن ما با تن ما
سایہ و چشمہ بصحرا دم عیسیٰ دارد اگر اندیشہ منزل نشود رہزن ما
تار و دشکوۂ تیغ ستم آساں از دل بخیہ بر زخم پریشاں فتد از سوزن ما
دوست با کینۂ ما مہر نہاں می ورزد خود ز رشک است اگر دل بردارد دشمن ما
می پرد مور مگر جاں بسلامت ببرد تا چہ برق است کہ شد نامزد خرمن ما
دعوی عشق ز ما کیست کہ باور نہ کند می جہد خون دل ما ز رگِ گردن ما
سخن از لطافت نپذیرد تحریر نشود گرد نمایاں، ز رخ توسن ما
طوطیاں را نبود ہرزہ جگر گوں منقار خوردہ خون جگر از رشک سخن گفتن ما
ما نبودیم بدیں مرتبہ راضی غالبؔ شعر خود خواہش آں کرد کہ گردد فن ما

نقشی ز خود بہ راہ گذر بستہ ایم ما بر دوست راہ ذوق نظر بستہ ایم ما
با بندۂ خود این ہمہ سختی نمی کند خود را بزور بر تو مگر بستہ ایم ما
فرمان ورد تا چہ روائی گرفتہ است صد جا چو نے بہ نالہ کمر بستہ ایم ما

نیرزم التفات دزد و رہزن بی نیازی بیں
متاعم را بغارت دادہ انداز ناروائی ہا
کدوئی چوں زمی با بم چناں بر خویشتن مالم
کہ پندارم سر آمد روزگار بی نوائی ہا

سوزد ز بسکہ تاب جمالش نقاب را دانم کہ در میاں نہ پسندد حجاب را

Marfat.com

رسید نہای منقار ہما بر استخوان غالب پس از عمرے بیادم داد رسم و راہ پیکاں را

طرۂ در ہم و پیراہن چاکش نگر بد اگر از ناز بخود ہم نگراید چہ عجب

بے خود و بوقت ذبح تپیدن گناہ من دانستہ دشنہ تیز نکردن گناہ کیست

نازم بہ زود یابی ناز د بگوش و گردن چنداں کہ ابر نیساں در گوہر آفرینی است

گمان ز لیت بود بر منت ز بیدردی بد است مرگ دلے بدتر از گمان تو نیست

ہر چہ فلک نخواستست ہیچ کس از فلک نہ خواست
ظرف فقیہ می نخست بادۂ ما کزک نہ خواست
جاہ ز علم بے خبر علم ز جاہ بے نیاز
ہم محک تو زر نہ دید ہم ز من محک نخواست
خرقہ خوش است در برم پردہ چنیں خشن خوش است
عشق بہ خار خار غم پیرہنم تنک نخواست
رند ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نہ بود
لیک صنم بسجدہ در ناصیہ مشترک نہ خواست
مہل شمرد و سرسری تا تو ز عجز نشمری
غالب اگر بہ یادری داد تو داد از فلک نخواست

Marfat.com

می رنجد از تحمل ما بر جفائی خویش — ہاں شکوہ کہ خاطرِ دل دار نازک است

در کشاکش ضعفم نگسلد رواں از تن — ایں کہ من نمی میرم ہم ز ناتوانی ہاست

از دوست میل قرب بکشتن غنیمت است — گر تیغ در کمان بہ نشاط کمند نیست

لذتِ عشقم ز فیض بی نوائی حاصل است — آنچناں تنگ است دست من کہ پنداری دل است

دوشینہ بہ مستی کہ مکیدست لبش را — کامروز بہ پیمانہ می در شکر آب است

رسید تیغ تو ام بر سر و ز سینہ گذشت — زہی شگفتگی دل کہ از جبیں پیدا است

دُرد در روغن بچراغ و کدر می بہ ایاغ
تا خود از شب چہ بجا ماند کہ مہمان شدہ است
چشم بد دور چہ خوش می تپم امشب کہ بہ روز
نفس سوختہ در سینہ پریشاں شدہ است

اگر نہ بہر من از بہر خود عزیزم دار — کہ بندہ خوبیٔ او خوبی خداوند است

شُد فگار از ناز کی چنداں کہ رفتارش نماند — نازنیں پایش بکوی غیر بوسیدن نداشت

Marfat.com

درازیٔ شب و بیداریٔ من ایں ہمہ نیست
ز بخت من خبر آرید تا کجا خفت است
غمت بشہر شبیخوں زناں بہ بنگہ خلق
عسس بخانہ و شہ در حرم سرا خفت است

حاجت آفتاد بہ روزم ز سیاہی بہ چراغ
دل بہ بی رونقی مہر درخشانم سوخت
نہ بدر جستہ شرار و نہ بجا ماندہ رماد
سوختم لیک ندانم بہ چہ عنوانم سوخت

رضواں چو شہد و شیر بہ غالب حوالہ کرد
بیچارہ باز داد و مئی مشکبو گرفت

خود اولیں قدح می بنوش و ساقی شو
کہ آخر از طرف تست گر حجابی ہست

بر دمی صید تو از ذوق استخوان تنش
ہما ز تیزیٔ پرواز بسمل افتاد است

کہنہ نخل تازہ از صرصر ز پا افتادہ ام
خاکم ار کاوی ہنوزم ریشہ در گلزار ہست

نشاط جم طلب از آسماں نہ شوکت جم
قدح مپاش ز یاقوت بادہ گر عنبی است

میان غالب و واعظ نزاع شد ساقی
بیا بہ لابہ کہ ہیجان قوت غضبی است

جیحوں و نیل نیست دلت از خدا بترس
گر نیست خون دیدہ بہ دامن دریں چہ بحث

Marfat.com

آہ از شرم تو و ناکامئ ما زود باش　　در تلافی پایۂ مہر و وفائے مہ مسنج

حق آں گرمئ ہنگامہ کہ دارم بشناش　　ای کہ در بزم تو مانم بہ چراغ دم صبح

قاصد من براہ مردہ و من　　ہم چناں در شمارۂ فرسخ

کفیل ہوش خودم وقت می بہ بزم حبیب
بشرط آں کہ ز یک قلزمم فزوں نہ دہد

فغان من دل او آب کرد ورنہ ہنوز　　نگفتہ ام کہ مرا کارِ با فلاں اُفتاد

مست عطاے خود کند ساقی ما نہ مست مے　　بادہ ز یار می برد بسکہ ز یاد می دہد

نازم باتنیاز کہ بگزشتن از گناہ　　با دیگراں ز عفو بما از غرور بود
ای آنکہ از غرور بہ ہیچم نمی خری　　زاں پایہ باز گوی کہ پیش از ظہور بود

چہ عیش از وعدہ چوں باور ز عنوانم نمی آید　　بنوعی گفت می آیم کہ میدانم نمی آید

بسخن ہیچم و اندوہ گسارش گردم　　بزم از غیر دلی را کہ حزین تو شود

در بغل دشنہ نہاں ساختہ غالب امروز　　بگزارید کہ ماتم زدہ تنہا ماند

Marfat.com

مارا نبود ہستی داور را نبود صبر　　وستی کہ ز ماشست بخون کہ فرو برد
یک گریہ پس از ضبط دو صد گریہ رضا داد　　تا تلخی آن ز ہر تو انم ز گلو برد

بوصل لطف باندازہ تحمل کن　　کہ مرگ تشنہ نبود آب چوں ز سر گزرد

دوری در وزد رمان نشناسی ہش دار
کز تپیدن دل افگار بہ مرہم نہ رسد
می بہ زہاد مکن عرض کہ ایں جوہر ناب
پیش ایں قوم بہ شورا بہ زمزم نہ رسد

برخویشتن ببخشای گفتم دگر تو دانی　　دارم دلی کہ دیگر تاب جفا ندارد

بہ التفات نگارم چہ جای تہنیت است　　دعا کنید کہ نوعی ز امتحان نبود

پئ عتاب ہمانا بہانہ می طلبد　　شکایتی کہ ز مانیست ہم بہ ما دارد

نازم فریب صلح کہ غالب ز کوی تو　　ناکام رفت و خاطر امید وار برد

سرت گردم اگر آن پائی نازک در میان نبود
تنم از لاغری صد خردہ بر موی کمر گیرد

Marfat.com

دلم در کعبه از تنگی گرفت آوارهٔ خواهم — که با من وسعت بتخانهای هندو چین گوید

بدین قدر که بے ترکنی و من بمسکم — ترا ز بادهٔ نوشین چه مایه کم گردد

ساقی دگرم برد به میخانه ز مسجد — می یکدو قدح بود فریبم به سبو داد

ز بیتابی رقم سوزش دود چون نامه بنویسم — بعنوانی که دانی دود دل میخزد از کاغذ

بی دوست ز بس خاک فشاندیم بسر بر
صد چشمه روانست بدان راهگذر بر
از خلد و سقر تا چه دهد دوست که دارم
عیشی بخیال اندر و داغی بجگر بر

بالد بخود آن مایه که در باغ نگنجد — سروی که کشندش به تمنای تو در بر
مطرب بغزلخوانی و غالب بسماع است — ساقی من و آلات می از حلقه بدر بر

در گریه از بس نازکی رخ ماند بر خاکش نگر — وان سینه سودن از تپش بر خاک نمناکش نگر

برقی که جانها سوختی دل از جفا سردش ببین — شوخی که خونها ریختی دست از حنا پاکش نگر

رقیب یافته تقریب رخ بپا سودن — ترا که گفت که از بزم سرگران برخیز

Marfat.com

نایافتہ بارم بہ نراندن چہ شکیبم　　گیرم کہ خود از تست دری را چہ کند کس

پیچد بخود ز وحشت من پیش بین من　　تشبیہ من ہنوز بہ مجنوں نہ کردہ کس

مفت یاران وطن کز سادگیہای منست　　در غریبی مردن و از جور باز آوردنش

فرسودہ رسمہائی عزیزاں فرو گذار　　در سور نوحہ خوان و بہ بزم عزا برقص

پاداش ہر وفا بجفای دگر کند　　غالب بہ بیں کہ دوست چناں میدہد عوض

ہمدم نمک بہ زخم دلم مُشت مُشت ریز
آخر نہ پرسشی بسزا بودہ ہست شرط

ھے ھے چہ خوش باشد بہ دی آتش بہ پیش و مرغ و مے
از بذلہ سنجان چند کس در یک نشیمن گشتہ جمع

زیں دود و زیں شرارہ کہ در سینۂ من است
سازم سپہر گر نہ بساماں خورم دریغ

گیرم امروز نہ ہی کام دل آں حسن کجا　　اجر ناکامی سی سالۂ ما گشت تلف

Marfat.com

حدیث تشنگیٔ لب بہ پیرہ گفتم　　زپارۂ جگرم دادہ من نہاد عقیق

منہای رخ بما کہ بدعوی نشستہ ایم　　در خلوتی کہ ذوق تماشا شود ہلاک
گیرم ز تو شرمندۂ آزرم نباشم　　تار فین مہر تو ندل چوں رود از دل

غالب نام آورم نام و نشانم مپرس　　ہم اسد اللہم و ہم اسد اللہم

بخشش خداوندی مگر فراخور ظرف است　　ہم بہوش بیشی دہ ہم می تو نگر کن

آزادیم نخواہی و ترسم کزیں نشاط　　بالم بخود چناں کہ نگنجم بہ بند تو

خجلت نگر کہ در حسنا تم نیافتند　　جز روزۂ درست بصہبا کشودہ

با ہیچ کافرایں ہمہ سختی نمی رود　　اے شب بمرگ من کہ تو فردای کیستی

رُباعی

اے دادہ بباد عمر در لہو و فسوس
زنہار مشو ز رحمت حق مایوس
ہش دار کز آتش جہنّم حق را
تہذیب غرض بود نہ تعذیب نفوس

Marfat.com

چوں وردۂ پیالہ باقی است ہنوز — شادم کہ بہار لالہ باقیست ہنوز
در کیش توکل غم فردا کفر است — یک روزہ مئ دو سالہ باقیست ہنوز

اشعار رنجیتہ

کاوکاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ — صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا
تھی نوآموز فنا ہمت دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا
تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا
کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ — ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
دوست غمخواری میں میری سعی فرماویں گے کیا — زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا
دائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقع ہے کہ واں ہو جائے گا
دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
سر پھوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا — یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر
جان ہے بہائے بوسہ و لے کیوں کہے ابھی — غالب کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں
قاصد کے آتے آتے خط ایک اور لکھ رکھوں — میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں
میں اور حظ وصل خدا ساز بات ہے — جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں
بلا سے گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے — رکھوں کچھ اپنی بھی مژگان خونفشاں کے لئے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئی — اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لئے
ظالم مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ — ہے ہے خدا نکردہ تجھے بے وفا کہوں
مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالب — یار لائے مری بالیں پہ اسے پر کس وقت
شب کو کس کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دکھتے ہیں آج اس بت نازک بدن کے پانو

Marfat.com

کہتے ہیں جیتے ہیں اُمید پہ لوگ — ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں
منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید — نا امیدی اُس کی دیکھا چاہیئے
زندگی اپنی جب اس شکل سے گذری غالب — ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے
نقش کو اُسکے مصوّر پہ بھی کیا کیا ناز ہے — کھینچتا ہے جسقدر اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے
گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق — پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے
یاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ بس — زلف گر بنجاؤں تو وہ شانہ نہیں اُلجھائے مجھے

نواب محمد ضیاء الدین احمد خاں بہادر نیّر رخشاں تخلّص

سلمہ اللہ تعالیٰ

بہار افروز دولت و اقبال بانی مبانی جاہ و جلال، مہر سپہر فلک پائگی و آسمان اقتداری محور چرخ والا ہمتی گردوں مداری، زبدۂ بلند پایگاں آفاق نو بہار گلشن اخلاق، نخل بند حدیقۂ حشمت بلند چمن پیرائے مراتب ارجمند، مسند نشین دولت خداداد عظمت نہاد اقبال نژاد، یگانۂ عمائد روزگار وحید اراکین شہر و دیار مرجع آمال عالم و آب مآرب جہاں نواب محمد ضیاء الدّین خاں بہادر نیّر رخشاں تخلص دام اجلالہ ان کی رفعت شان کے سامنے بلندی آسمان کی کمتر ہے پستی زمین سے اور ان کی حشمت و اقبال کے آگے جاہ سکندر اور دستگاہ دارا ادنیٰ سے مرتبۂ بندۂ کہیں سے ذرے اُن کے آستاں کے بسبب بلندی کے دور سے فروزاں ہیں ۔ عوام کی نظریں کواکب آسماں ہیں فلک نے داغِ غلامی ان کا اپنی پیشانی پر جلا یا اُس نے عالم میں آفتاب نام پایا

Marfat.com

ابر نیساں ان کی گھر باری سے عرق آلود انفعال اور دریا ان کی جود سے مالا مال، اگر ان کے بحر کف سے سمن کو آب دیویں مانند گل کے زر دار ہو جاوے اور اگر ان کی سحاب عشرت سے لالہ کو سیراب کریں مانند یاسمن کے بیداغ نظر آوے، ان کی سخاوت نے صدف کو موتی پھینکنے کے جرم سے دریا میں غرق کر دیا اور ان کی جود نے لعل و جواہر چھپانے کے گناہ سے کوہ بدخشاں کو سنگسار کیا ذرہ اگر ان کی رائے سے استعانت کرے ریگ زمین چشمہ خورشید سے موج زن ہو صرصر اگر ان کے خلق سے مدد چاہے موسم خزاں رشک گلشن ہو دولت ان کی بدولت بلند پایہ اور اقبال ان کے اقبال سے رفعت سرمایہ، ان کی کثرت جود سے قارون اپنی تہی دستی سے حیران اور ان کی افراط بخشش سے ابر نیساں اپنی بے مائگی پر گریاں۔ ان کی سخاوت کے دور میں حاتم کو سخی کہنا سخن استہزا ہے اور ان کی شجاعت کے سامنے رستم کو شجاع ٹھیرانا کلام ظرافت انتما۔ صبح ان کے خندۂ لطف سے نمایاں اور آفتاب ان کے ضمیر سے درخشاں۔ سخاوت اور ان کی طبیعت جیسے موج اور دریا لطف اور ان کا مزاج جیسے خضر اور آب بقا۔ اُن کے ہمت کرم نے حاتم کو سرگرم دریوزہ کیا اور ان کے انعام عام نے جعفر کو سرمایۂ جود و کرم دیا اُن کی گرمی عزم کے آگے سرعت آسمان خاک سے افسردہ تر اور ان کے اخلاق کے سامنے بہار خزاں سے پژمردہ تر۔ اُن کی شمشیر سے مصاف اعدا ارغوان کار اور ان کے لطف سے بزم احباب زعفران زار۔ سبحان اللہ ان کی رفعت مرتبۂ آسمان سے ہم پہلو اور ان کی رسائی تدبیر تقدیر کے ساتھ ہم بازو۔ لطف سخن سے نفس ان کا رشتۂ گوہر اور صفائی عبارت سے کلام انکا موج کوثر۔ سخن کو اس صاحب قدرت کی زبان سے وہ رتبہ حاصل

Marfat.com

ہوا ہے کہ اگر ہر حرف کو دعویٰ دو حرف کن کا ہو تو لائق ہے اور کلام کو اس والا فطرت کی طبیعت سے وہ پایہ بہم پہونچا کہ ہر نکتہ اس کا الہام سے اور ہر دقیقہ اس کا کشف سے فائق ہے۔ مضامین غزل کی شوخی بعینہ خرام آہو اور عبارت کی متانت بلند وقاروں کی اوضاع سے مشابہ ہے مو بمو بہار طبیعت کی گلفشاں اور نسیم نفس کی نہال نشاں۔ فکر ان کا مثل ملائک کے آسمان پیما اور اندیشہ ان کا مانند دعائے مستجاب کے تا عرش رسا۔ سبحان اللہ بے پایانی محیط فنا کی اس مرتبہ میں کہ اگر فکر رسا ہزار برس شنا کرے کنارہ پیدا نہ ہو، اور صحرائے محدت کی بے انتہائی اس درجہ کہ اگر اندیشہ بلند تمام عمر سیاحت کرے منزل مقصود آشکارا نہ ہو اور ہوس نارسا اور طمع خام یہ چاہتی ہے کہ افتاں خیزاں اسی دریا میں دست و پا مارے اور اسی صحرا میں قدم بدکھے۔ شعر مراست طبع رواں ایک نام تست بلند۔ چگونہ آب رود از نشیب سوئے فراز بہتر یہ ہے کہ اس وادی پیدا کنار میں قدم نہ رکھے اور کچھ احوال دولت اشتمال کو بر سبیل اجمال لکھے۔ آپ خلف الرشید ہیں نواب جہانیاں مآب گردوں جناب معلی القاب فخر الدولہ نواب احمد بخش خاں بہادر مرحوم والی فیروز پور جھرکہ کے۔ اور علاوہ قرابت قریبہ کے نسبت تلمذ کی مرزا اسد اللہ خاں غالب تخلص کی خدمت میں رکھتے ہیں کمال توجہ استاد سے کلام ان کا سخن فدما کے ہم پایہ ہے اور نہایت علو شان سے فکر ان کا رفعت سرمایہ کمالات اس قدر اور پھر وسعت خلق کا یہ حال ہے کہ اگر اس کو خلق محمدیؐ سے تعبیر کریں تو بجا ہے راقم کو اس سرکردہ اراکین روزگار کی خدمت میں بہت اخلاص اور کمال اختصاص ہے اور دعوئ اتحاد پر نازاں اور اس

Marfat.com

قدوۂ اہل کمال کی طرف سے بھی کمترین عباد پر مراسم الطاف اور مدارج اعطاف اس طرح سے مبذول ہیں کہ زبان تقریر کو نہ طاقت سخن ہے اور نہ یارائے بیان۔ احقر اس کتاب میں کچھ نظم اور کچھ نثر ان کا مندرج کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ سخن کو ان کی طبع والا سے کس قدر اعتبار ہے اور کمال کو ان کے فکر بلند سے کتنا افتخار۔

تقریظ دیوان ریختۂ مرزا اسد اللہ خاں غالب

بنامیزد سہی بالا ناظورۂ ایست از قدسی خانوادۂ فکر سر برزدہ گرم جلوہ گری۔ لاابالی خرام محجوبہ ایست مقنعہ از رخ برداشتہ و دامن بکمر برزدہ در انداز پردہ دری۔ یوسفستانیست حورانژادان معانی در وی دوش بدوش عبہر زاریست جلوہ گاہ حیرتیاں باختہ ہوش پہنا ور پرندیست مانند سپہر ثوابت گوہر آگیں۔ خورنق رونق شادھانیست بارنامہ شکن صد نگر خانۂ چیں۔ فروغانی چراغیست پری پروانہ۔ سماوی ہیکلے است حرز بازوی فرزانہ۔ گوئی میکائیل نوال موکلے فراخ سماطے نہادہ است۔ و گرسنہ چشمان سخن را صلائے عام در دادہ۔ بیت اللہ تقدس معبدیست کہ کلیدش بدست فہم درست دادہ اند۔ و درش بر احرام بندان مزدلفہ دل کشادہ۔ و مناتیست یک صنمستان زنار پنداں خیال در وی جبیں سائی۔ ارتنگی است بہ نمائش نقشہائے بدیع پشت۔ دست مانی وار ژنگ بر زمیں سائی صفحہ ازیں اوراق برہمنے است بید خواں۔ ہر ورق ازیں کتاب موبدی است استاداں۔ آئینہ خانہ ایست گیتی نما۔ صفوتکدہ ایست مصفا۔ بر دگیا نند حجلہ نشیں صادق مریم کرداری۔ شوخ چشمانند پردہ در ترازشاہدان

Marfat.com

بازاری۔ تہیدستانند تونگر دل۔ آزادگانند پادرگل۔ عشاق طینتانند
بخویشتن مایل۔ سادہ پیکرانند نگاریں دل۔ ہاروت پیشگانند زہرہ فن۔
بربنی گوہرانند بابل مسکن۔ سمندرانند قلزم کش۔ نہنگانند سینہ پُرآتش۔
برشتگانند کینہ مغز۔ ہم بمغز کینہ وہم بپوست نغز۔ بادہ آشامند سیہ
مست از خود رفتگانند باشکیبائی ہمدست۔ ہندی صفانند پارسی کرد۔
دہلی نژادان اند صفاہاں پرورد۔ ہاں وہاں ترسم کہ انچہ سرودم رنجیدہ
باشی۔ ہمانا منتخب دیوان اُردو زبانست رنجیدہ کلک مسیحی فرتاب خدام
قسطاس دانش اسطرلاب بینش۔ جوہر آئینہ آفرینش۔ معیار نقد گران
مایگی۔ معراج سلّم بلند پایگی۔ فرمان قلمرو معنی پروری۔ فرماں فرمای
گیہان سخنوری۔ گیتی خدایگان نوآئین نگاری۔ جہاں سالار تازہ گفتاری
رواں بخش کالبد سخن گستری۔ بینائی فزائے چشم دیدہ وری۔ فرازندہ نوائے
شوکت خامہ فروزندہ چراغ دودہ آمہ۔ آیہ ناسخ شہرت ہمداستاناں۔
سرخیل انجمن نکتہ داناں۔

سخن را از خیالش ارجمندی — معانی را ز فکرش سربلندی
صریر خامہ اش بس دلپذیر است — بہشتی عندلیبان را صفیر است
مہیں فرزند نہ آبائے علوی — بہیں شاگرد روح القدس عالی
جہاں را بیدلیغ آموزگار است — کزیں معنی شناس روزگار است
سرو سر دفتر شیوا بیاناں — دریں فن افتخار ہمز بانماں
بجولانگاہ معنی یکہ تازے — فلاطوں فطرتے حکمت طرازے
نہ کلکش ریزش گنج معانی — چو ابر آذری در دُرفشانی
ز صہبائے سخن سرشار گشتہ — ورق از فکر او گلزار گشتہ

Marfat.com

موحد کیش صافی منش ستودہ خوئی فرو ہیدہ کنش، بزرگ منہاد پاکیزہ
گوہر فرشتہ سرشت آزرم گستر، کیں گزار مہر پرور خورشید فروغ کیوان
فرنکوہش نکوہ ستایش ستائے کشور معنی را دہ خدائے سرتاسر وفاوفتوت
دیدہ تادل حیاومروت درک مصور روح مجسم عالم جان وجان عالم والا
حسب عالی نسب سمی وصی واپسیں وخشورا داش حضرت چارمین دستور
اعنی استاذی مرشدی مولائی واخی مرزا اسد اللہ خاں بہادر غالب اللہم
کمل الکلام بدیمومہ لبقائہ وحصل المرام بحیونۃ لقاۂ پوزش آئیں نیاز گستر
محمد ضیاء الدین نیاز دیو بار والائے اندیشہ پست دراں اندیشید
وگرانی قدر سبک اندراں سنجیدی کہ این گرامی برادر زادہ ہا راکہ یگانہ یگاں
خلف الصدق ودودمان ضمیر بل ابوالآبای مضامین دلپزیر است بہ تعلیم
نوآموزان نکواز بدنشناس برانگیزد واین ارزندہ جواہر پارہا راکہ ہریک
ازان سیمن ساعد شخص خرد را پارہ وتازنین پیکر ہوش را گوشوارہ است
برشسمہ پیش طاق شناسای برآویزد باری کارساز ایزد بزرگ را ہزاران
سپاس کہ دریں زماں کہ سنہ مقدسہ ہجریہ نبویہ علی صاحبہا افضل
التحیات واکمل القملوۃ بہ یکہزار ودویست وپنجہ وچہار رسیدہ آن دیرین
پسیج ودلنشین آرزو بمساعدت روزگار است ہنجار نہ قلادری بخت
بیدار خوشتر ازاں کہ میخواستم روائے گرفت شادکامی دردل جاگزید و
اندوہ تردد گردآوری بدر رفت چوں باحصائے افراد ایں ہمایوں
صحیفہ شتافتم ہمگی اشعار شعری شعار غزل وقصیدہ وقطعہ ورباعی
یک ہزار وہفتاد واند یافتم الا باتوانا بوشاں ہوشی وشنوا گوشاں
گوشی برشاہراہ شناخت فراوانی نیکو معانی باید رفت نہ درپیغولہ

Marfat.com

بیغاره زنی خرده بر قلت ابیات گرفت چناں که خود آں والا آموزگار درگزارش ایں ہنجار به پارسی نامه خویشتن در پرده سازان گفتار خود می سراید آری راست میفرماید ۔ شعر نگویم تا نباشد نغز غالب۔ چه غم گر ہست اشعار من اندک ۔ از من یادگاری و برائے دیگراں تذکارے باد۔

اشعار فارسی

بس است طول خدایا شبان تارمرا ۔:۔ بیاض صبح بده چشم انتظار مرا
مکن ہلاک که شادم به ناروائی خویش ۔:۔ بروئے من بکشا چشم اعتبار مرا
نمود تیره چو شب روی روشنان سپہر ۔:۔ بخاک سائی سرنخوت غبار مرا
دلش بسوخت چو بر کارہائے بیمزدم ۔:۔ وفا نتیجه به از مزد داد کار مرا
کنی نه گر قدم رنجه خنجرے بفرست ۔:۔ مخواه در شب ہجراں تہی کنار مرا
بوجه زردئے رویم شمرد از عشاق ۔:۔ رواج داد زر کامل العیار مرا
نموده سعی به بے برگئے من و مخجلم ۔:۔ بکیسه نیست چو پامزد روزگار مرا
فرشته خوش نبود عیب جوئے شرم آید ۔:۔ ز رسم و راه تو اے کاتب نیکوکار مرا
ز تیره روزئے و آشفتگی و رنجوری ۔:۔ بسبز خال رخ و زلف و چشم یار مرا
کشود گر خم زلفی و لے دراں بستم ۔:۔ که داده اند دریں جبر اختیار مرا
اگر نیامدن دوست مانعے دارد ۔:۔ سفید مہر چه شد چشم انتظار مرا
سرے و شور و نشور و لبے و نفخه صور ۔:۔ فلک ز پہلوئے تیز س نگاه دار مرا
وعده فرمود با بادی ویرانه ما ۔:۔ چشم ما حلقه ز نجیر در خانه ما
وعده روز بما عیش شبانگاه بغیر ۔:۔ آه از تیره گی نالهٔ روزانه ما

Marfat.com

اشک زو موج بود زادۂ دریا گوہر ∴ طرفہ کابستن دریا شدہ دُردانۂ ما
نیّر امشب بفروغ مہ خورشید لقا ∴ خاورستاں شدہ ہر ذرۂ کاشانۂ ما
خوش می برد بخواب عدم قصہ مختصر ∴ افسانۂ درازی شبہاے تار ما
اسرار غنچۂ دل مضطر بروں فتاد ∴ افتاد جام می زکف رعشہ دار ما
پیمانہ در کفے و دل شاہ در کفے ∴ بہر خداے لغزش پا اے ایاس چیست
جام شراب بر کف و نوشین لبے ببر ∴ دیگر زحق بگو کہ ترا التماس چیست
نیّر نقاب گر نفگند از رخش نسیم ∴ وجہ بباد دادن ہوش و حواس چیست
می نترسی ز آہ نیم شبی ∴ اے فلک تیر در گمان منست
دیدۂ اشک ریز دریا بار ∴ بر سرم ابر در فشان منست
در شبستان سینہ از تپ غم ∴ شمع روشن ہر استخوان منست
گر ستم در کرشمہ افزوں باد ∴ ہر چہ بر من ز دلستان منست
بنشاند ز سوز جگرم دوش بر خود ∴ خواہم کہ بخنجر بشگافم جگر خود
پیچیدہ غبارم بہوا در گزر دوست ∴ آں بہ کہ زنم آب ہم از چشم تر خود
چوں آمدہ ایم از عدم آساں بود اکنوں ∴ پیمودن راہے کہ بود بے سپر خود
خواہم کہ برم نام تو در نزع و لبم خشک ∴ دریاب بیک بوسۂ گل برگ تر خود
رد خشم مکن ہرزہ چہ بندی پئے قتلم ∴ بر دیدہ وراں عرض کن اول کمر خود
دل می شکنی کج کلہاں را مشکن ہاے ∴ طرف کلہ کج بسر خود بسر خود
نیر گزر از اشک و ببر نامۂ دشمن ∴ تا دوست بدیں وجہ نراند ز در خود
کہ وا نمود خم و پیچ جعد مشکیں را ∴ کہ بوی نافۂ مشک تتار مے آید
شکستہ طرف کلاہ و کشودہ بند قبا ∴ چہ بیخودانہ بت میگسار مے آید
مگر بروی گل امروز تیز دیدہ کسے ∴ کہ بوی خوں ز فغان ہزار مے آید

Marfat.com

گاہی از رخصت خوابی بکمانم دادند ∴ بالشی از پر سیمرغ نشانم دادند
بعد دعوی ورع بادۂ نابم آوردند ∴ تا سبک قدر شدم رطل گرانم دادند
کفش آنگونہ کز دسود تواں برد نبود ∴ دانش آنمایہ کہ در باغ توانم دادند
تا شکستم قفس تن بجناح ارواح ∴ در فضائی ملکوتی طیرانم دادند
دجلہ دجلہ گہر اشک ز چشمم ستدند ∴ تا در افشانیٔ نیساں بز بانم دادند
دست در غارت کالای خودم بکشودند ∴ بہر ایں گرمیٔ بازار دکانم دادند
رشک بر دامن من تا نبرد صفحۂ دہر ∴ خامہ ہمچوں مژہ خونابہ چکانم دادند
نیز اندر شب تاریک بجسم عریاں ∴ ماہ از دشنہ و از سینہ کتانم دادند
رفت دوری کہ پیاپی ندہم جام صبوح ∴ مہلت از دہر سیہ کاسہ نہ آنست کہ بود
بر عرق ریزیٔ بے فائدۂ بخیہ گراں ∴ ہم چناں زخم جگر خندہ ز نانست کہ بود
گو رسیدم بجرم لیک سپاس اصنام ∴ ہم چناں شکر خدا ورد زبانست کہ بود
روش دہر بیک گونہ نباشد نیرنگ ∴ نہ چنیں بود کہ ہست و نہ چنانست کہ بود

تا نقاب از روئے چوں خورشید او برداشتم
دیدم آندولت کہ چشم از چرخ واختر داشتم
رستن نرگس ز اطراف مزارم بعد مرگ
آگہی می بخشد از چشمے کہ بر در داشتم
ایں سر شوریدہ برخشت لحد خوش آرمید
شد فرو در دسرے کز بالشش برداشتم
بعد ازیں برخود شدم مفتوں صفائے سینہ بیں
تا دمے دلرا بدلبر در برابر داشتم
کرد خاکستر سراپائے مرا سوز دروں ∴ شد غلط چشمے کہ من از دیدۂ تر داشتم

Marfat.com

آندم کہ بخش چشم و دھاں کرد روزگار — خندیدن از تو بودہ و از ما گریستن
در نظم گر بہ جائزہ کز لک دہی بچشم — زیں بعد ما و از ہمہ عضا گریستن
ناخواندہ ترسم افگنی اے اشک باز ماں — ترکرد نامہ را دم انشا گریستن
من ماندہ محرومی وی و گریہ کردہ کم — او ماندہ محرومے من از ناگریستن
ہاں ابر چشم قیس نہ خارج از حیاست — بر مرقد مطہر لیلیٰ گریستن
زیں پیش بضبط کوشم و سوزم بسوز دست — فرسودہ شیوہ ایست ہمانا گریستن
وہ نگاراں و خوش آمیختہ با جاں غم شاں — نوش داروی جہانست بکامم شم شاں
دادا ز پرسش خوباں دم تودیع حیات — کہ نمک پاش جراحات بود مرہم شاں
فرخا بادہ کشانے کہ ز صاحب نظرے — ساتگین مے ناب آندہ جام جم شاں
گوش کن نالۂ عشاق پریشاں آہنگ — کہ سپہر آمدہ در رقص ز زیر و بم شاں
تا ز نم آتشے بچہرخ آہ مرا شرار کو — تا دہم ایں جہاں بآب دیدۂ اشکبار کو
راہ رو گسستہ دم خفتہ بدشت بر مغیل — مرد فراغ جوی را کاوش خار خار کو
تا تو ستیزہ آوری من رہ عجز بسپرم — جور تر اگراں کجا شوق مرا کنار کو
بر لحدم نبرد کس شمع و چراغ بعد مرگ — سوختنم ز سوز عشق سوختہ را مزار کو
شیوۂ شرم برنتافت کشمکش نیاز و ناز — شوق زیادہ جوی را امن ستیزہ کار کو
ارمہ دشت روزگار داشتہ تیز نوک خار — پائے برآبلہ کجا رہ سپہ فگار کو
نیز خستہ پائے را از رہ ذات سوی دیر — تا ببرد بدوش خویش بمرہ حق گزار کو

پای در قطع رہ شوق ز سر بایستے — بگذر از پای ز سر قطع نظر بایستے
پنبہ از زخم جگر پیش کہ بر داشتمی — جگر دیدن ایں زخم جگر بایستے
داد ازاں دشنہ کہ بر پرسش داور دارم — رگ بہر خون کہ بیداد بہہ بایستے
دید چوں مردہ بناچاری من رحم آورد — صورت زندگی از مرگ بتر بایستے

Marfat.com

ہست آویختۂ زلف کسے می شنوم　　از دل زارم ازیں بیش خبر بایستے

بردۂ دل گر کشودمی چہ غمستے　　لالہ ستانی نمودمی چہ غمستے
راہ غلط کردم و بہ کعبہ فتادم
گر بدرت جبہ سودمے چہ غمستے

رباعی

از کوریٔ خود بروز انوار عقرب
نیلشی زدہ بپای نیر عقرب
بر مہ رسد از تو چشم زخمے نہ بہر
عین نیر اعظم نہ اصغر عقرب

نیر امشب طلوع بدریں بودہ　　شمع کاشانہ روی صدریں بودہ
از مقدم ہر دو محتشم در یک شب
فرخندگیٔ شبان قدریں بودہ

اَشعارِ ریختہ

ممنون نہیں ہے برق سموم و شرار کا　　رکھتا ہے حکم جلنے میں عاشق چنار کا
جب اپنے شغل سے دل خونیں نہ باز آئے　　پھر کیا گناہ دیدۂ خونابہ بار کا
آنکھوں میں بُوالہوس کے کھٹکتا ہوں مثلِ خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسمِ زار کا

Marfat.com

ہے طی ارض ہم کو یہ ضعف اتواں نہیں
کل اوسکے گھر گئے پہ قدم کا نشاں نہیں

جب چاہو آؤ دل میں کہ ہے آپ کا مکاں
یہاں خوف شحنہ و خطر پاسباں نہیں

گر انتہا نہیں ستم و جور یار کو
شوق زیادہ جو کو مری بھی کراں نہیں

حیرت میں ہوں کہ نوک مژہ بہشت مثال
گھستی ہیں گر جگر میں تو کیوں خونچکاں نہیں

ہے دوست صدق دشمن و دشمن دروغ دوست
کیا رنگ صلح جس میں صفا درمیاں نہیں

پاس ہے رجعت ایام گذشتہ سے ہمیں
گردش دہر ہے یہ گردش دولاب نہیں

نکلے آنکھوں سے وہیں جذب ہوئے دامن میں
بحر اشکوں کے کوئی گوہر نایاب نہیں

جتنے ہو نغمہ سرا اتنے ہی خونریز بھی ہو
چھیڑ نشتر کی چلی جائے جو مضراب نہیں

کعبہ کو زیر سے چلے نشۂ شراب میں
مستوں کو کیا تمیز خطا و صواب میں

دارالقضا کہاں رہی میخانہ بن گیا
ہیں مست جمع محکمۂ احتساب میں

پیری و مفلسی میں نہ لو نام مے کہ اب
لطف از نکاب میں ہو نہ اجر اجتناب میں

لے سادہ نامہ دوسرے سے کاتب لیبار
پاتا نہیں بیاض گر اپنی کتاب میں

آتی ہے بو تراب لحد سے عبیر کی
رخشاں ہوئے جو خاک غم بوتراب میں

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمیں
ساقیا لیجیو سنبھال ہمیں

شب نہ آئے جو اپنے وعدہ پر
گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمیں

تیرے غصہ نے ایک دم میں کیا
مردۂ صد ہزار سال ہمیں

دل میں مضمر ہیں معنی باقی
کسی صورت نہیں زوال ہمیں

طالع بد سے نشتر رخشاں
اپنے ہی گھر میں ہے وبال ہمیں

کیا پہونچے تو فرشتہ کا جس جا گزر نہ ہو
بیت المعظم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

چل کر خرام ناز سے برپا کرے وہ حشر
گر باز پرس کا اسے خوف و خطر نہ ہو

آنسو اگرچہ رکھتے نہیں لیکن آہ گرم
ہے تجھ سے چشمداشت کہ یہ نامہ تر نہ ہو

Marfat.com

رخشاں جو آتے آتے ابھی رک گئے ہیں اشک — آنکھوں میں آگیا کوئی لختِ جگر نہ ہو

چاکِ یکسرِ مرا گریباں ہے — دل کا محضر مرا گریباں ہے

لاغری میں بریدہ ناخن سے — مختصر تر مرا گریباں ہے

رات سینہ سے سینہ کس کا مِلا — کہ معطر مرا گریباں ہے

سینہ کا چاک کرنا سکھلایا — میرا رہبر مرا گریباں ہے

کر کے نومید ہمیں قتل سے پہلے یکسر — خون رلوا چکے کیا خون کا دعوا کیجے

بعد اک عمر جو آئے تو خجل ہوں کیونکر — آنکھیں پتھرائی ہوئیں اونکے تہ پا کیجے

ہے تصوّر مرا اس خاطرِ نازک پہ گراں — جتنا ہو اپنے کو ہر غم سے گھلایا کیجے

نقش بر سنگ ہے دہیان اپنا تمہارے دل پر — خوش ہوں مٹنے کا نہیں لاکھ مٹایا کیجے

تلخ کامی سے مذاق اپنے ہیں یکساں ہے تو پھر — عوض زہر نہ کیوں قند ہی کھایا کیجے

بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش — لیکے گُل قبر پہ رخشاں کی نہ آیا کیجے

نواب زین العابدین خاں بہادر عارف تخلص[1]

نہال حدیقہ دولت بانی مبانی حشمت بلبل چمنستان سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مہر سپہر کمال روشن گر آئینہ اقبال سخن صبح معنی پناہ ہنر پرور کمال دستگاہ بلند پایہ فروت سرمایہ رکن بنای جاہ ثروت معراج عروج ابہت وزبدہ اراکین روزگار قدوہ ارباب دولت ملک و دیار اقبل جہاں مقبول جہانیاں نواب زین العابدین خاں بہادر عارف تخلص خلف رشید نواب غلام حسین خاں

---

[1] یہ نواب غلام حسن خان متخلص بہ محو کے بھائی اور نواب غلام حسین کے بیٹے تھے جن کا تذکرہ آگے آیا ہے۔

Marfat.com

بہادر ابن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان بہادر سہراب جنگ مرزا اسداللہ خاں غالب کی خدمت میں مشق سخن پہنچائی ہے[1] اور تحقیق دقائق علمی اور تفتیش محاورات پارسی انھیں کی خدمت فیض منقبت میں کی ہے باوجود ناز و نعم ثروت کے اس فن میں محنت و مشقت کو اس درجہ تک پہونچایا کہ عرق سعی سے دامن گرداب ہو گیا اور آستین محیط اور فی الحقیقت اس فن میں وہ کمال حاصل کیا کہ شعراے زمانہ قدیم میر و سودا و قائم و کلیم اگر اس زمانے میں ہوتے بیشک اس زبدۂ اہل کمال کے سامنے زانوی شاگردی تہ کرتے غزل وہ کہ ناز و انداز معشوقوں کا ہر نکتہ پہ جان فدا کرتا ہے اور قصائد وہ کہ جاہ و جلال سلاطین کا ہر لفظ پہ نثار ہوتا ہے جب مضامین عاشقانہ غزل میں خرچ ہوتے ہیں ہر دائرہ کے دہن سے آہ و نالہ آسمان تک پہونچتا ہے اور جب وصف معشوق اوس میں ادا ہوتا ہے تو مدات حروف سے اشارۂ ابرو اور چشم صاد سے غمزۂ دل جو ٹپکتا ہے مضمون سوز غم سے کشش ہر حرف کی شعلۂ جوالہ اور معنی رنگین سے ہر لفظ رشک گل و لالہ بہار زمین میں سخن سبز و اوراق بیاض رنگیں اور رزمیہ میں زبان قلم سناں اور خط ژوپیں اگر بزم کا حال لکھا ہر دائرہ زمزمہ سنج ہوا اور اگر غم کا ذکر کیا ہر شکن کاغذ کاشانہ درد و رنج بن گیا بیت ۔ گر خار نوشت در دل خصم خلید ؛ ور گل بنگاشت بر رخ دوست شگفت ؛ فی الحقیقت کمال کی علامت اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ شاگرد پر اوستاد کو ناز ہے اور کیوں نہ ہو

---

[1] نساخ نے لکھا ہے کہ شاہ نصیر سے بھی ان کو تلمذ تھا سنہ ۱۲۶۸ ہجری میں وفات پائی (سخن شعرا ص ۳۱۴)

Marfat.com

کہ ان کی وضع جدید نے اسلاف کی کہنہ طرزوں کو آب عرق سے دھو دیا
اور مضامین بیگانہ نے طبیعت اہل علم کو ان طرزوں سے مطلقاً ناآشنا
کر دیا اب وہ روزگار ہے کہ ہر سمت میں علم کمال و ہنر اس صاحب
سخن کا بلند ہے بلبل اگر چمن میں کچھ بولتی ہے یا غزلہائے عاشقانہ اس
زبدۂ کمال کی پڑھ کر چاہتی ہے کہ اس کے اثر کے وسیلہ سے گل کو ہر بان
کرے یا زمزمہ اسی قدوۂ ارباب معنی کی ثنا کا وقف زبان رکھتی ہے قمری کو
زمزمہ کو کو سے اسی سخن سنج کی تلاش مطلوب ہے اور نرگس کو چشم باز
رکھنے سے اسی صاحب کمال کا انتظار طبیعت کے مرغوب ہے نغمہ سنقبت
بے نہایت ہے اب انھیں دو کلمہ پر اکتفا کر چند شعر لکھتا ہوں تاکہ حقیقت
ان کے کمال و ہنر کی اہل ہنر پر واضح ہو جاوے۔

این نامۂ صد جلال بگشا دیباچۂ صد خیال بگشا

اشعار رختہ

سخت شرمائے میں اتنا نہ سمجھتا تھا اونہیں
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوۂ بیجا کرتا

دل میں اوتر گئی پہ نہیں دل کو کچھ گزند ..:. کیا یہ نیام ہے تری تیغ نگاہ کا
ہم نے اس تدبیر سے اوکی کیا شب بیجاب ..:. کچھ کہا ایسا کہ وہ جامہ سے باہر ہو گیا
نہ آئے سامنے میرے اگر نہیں آتا ..:. مجھے تو اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا
لکھیں وہ ہمیں نامہ سمجھ میں نہیں آتا ..:. کیا اور ہمارا کوئی ہمنام نہ ہو گا

گر ازل میں مجھ کو دینے مانگنے کا اختیار
خضر کی عمر اور میخانہ کی خدمت مانگتا

Marfat.com

دیوانگی میں غیر کو دوں خاک گالیاں — اب مانتا ہے کون برا میری بات کا
عارف شراب بہر صبوحی نہیں نصیب — مقبول ہو تو کیا ہو ہماری دعائے صبح
دفور شوق سے جاتا ہوں آگے آگے میں — مجھے سمجھیو نہ اے پیر رہنما گستاخ
اسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی — ہے خدا کو بھی کہیں کیا تری رفتار پسند
دی ہم کو جان اور کیا ہم سے زر عزیز — زر جان سے زیادہ ہے وہاں بھی مگر عزیز
اون کے آنیکی جنازہ پہ توقع کس کو — وہم کرتے ہیں جو آتے ہوئے بیمار کے پاس

بند ہو جاتے ہیں شیرینی سے لب قاصد کے
بھیجنا کیجیے پیغام زبانی موقوف

ہوئیں جو چرخ کے بھی برابر تمہی کہو — کوئی ستم اد ٹھائے تمہارے کہاں تلک
جان ٹھرایا ہے تمکو ہائے کیسا کہتے ہیں لوگ
ہم مرے جاتے ہیں تم کو بیوفا کہتے ہیں لوگ
جس کے طالع میں ہو جو کچھ وہی ملتا ہے اوسے
عقل حیراں ہے میسر مجھے کیوں خواب نہیں
خوف ہے حبسِ نفس سے کہیں بڑھ جائے نہ عمر
سانس لینے کی جو فرقت میں مجھے تاب نہیں

کنج لحد میں رکھتے ہو راحت کی تم امید — عارف مگر زمیں کے تلے آسماں نہیں
تا ایک وضع پر ہوں دائم عذاب میں — خدا سے مری زمانہ نہیں انقلاب نہیں

غصہ میں اون کو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شب کو اٹھائے عتاب میں
شوخی ہے اون کا شیوہ تو کھلتا نہیں ہے راز
گو وہ کسی کے واسطے ہوں اضطراب میں

Marfat.com

نازک ہے بس کہ عہد اوسے مشکل ہے توڑنا ہوں شاد دل لگا کے بت نازنیں کیساتھ
میں ہوں بیتاب و نواں کیونکر نہ وہ بیباک ہو
صبر اب دل میں کہاں ہے میرے جو اس پر نہ آئے
نہ تو روزن کوئی سینہ میں نہ پہلو میں شگاف
دِل سے ارماں مرے نکلے بھی تو کیونکر نکلے
نہ قتل کر مجھے جب تک کروں نہ غیر کو قتل
کہ شرع میں تجھے دینا نہ خون بہا پہونچے

نواب غلام حسن خاں بہادر[1] متخلص بہ محو
سلمہ اللہ تعالیٰ

محی مراسم سخنوری بانی بنائے ہنر پروری نخلبند حدیقۂ معنی پیرائے صورت گر لفظ طرازی و عبارت آرائی بلبل خوش لہجہ گلزار کمال طوطی خوش سخن نیشکر زار جلال زبدۂ ارباب دولت و اہالی حشمت قدوۂ اصحاب ثروت و خداوندان مکنت یگانۂ جہاں و فرید آواں نواب غلام حسن خاں بہادر متخلص بہ محو خلف رشید نواب غلام حسین خاں بہادر بن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان سہراب جنگ طبع معنی آفرین اور فکر دشوار گزین رکھتے ہیں، ان کے اشعار گوہر نثار سے فکر بلند اور اندیشۂ عالی پہ لے جا سکتے ہیں۔ الفاظ ترتیب اور نکتہ

---

[1] یہ ذوق اور غالب کے شاگرد تھے۔ نساخ نے ان کے ۵ شعر نقل کیے ہیں۔ جو خود انھوں نے تذکرہ کے لیے دیے تھے۔ (سخن شعرا ص ۲۲-۴۲۲)

Marfat.com

ہائے باریک اور تشبیہات لطیف اور استعارات غریب اور تلمیحات دور آہنگ اس انداز سے ان کے کلام پاکیزہ و عبارات شستہ میں بکھی گئیں کہ اگر سامع بے اختیار وجد کریں تو کچھ بعید نہیں۔ طبع ان کی خوی دلبران سے نازک تر اور فکر ان کا بالای خوش قداں سے بلند تر اس کمالات ظاہری و معنوی پر خلق و حلم کا مرتبہ ایسا بلند ہے کہ اس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا۔ اس یکتائے روزگار کی ذات اقبال آیات کو جامع ضدین کہا چاہیئے کہ باعتبار کمال کے پیر ہے۔ سبحان اللہ زبان کو بار اور قلم کو تاب نہیں کہ وصف اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھ سکے۔ چند اشعار ان کی نتائج طبع سے درج کتاب ہوتی ہیں تاکہ بلندی افکار پر دلیل ہوں۔

اشعار ریختہ[1]

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمیں — آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم
بیٹھتا ہے کھینچنے جب خود وہ تصویر یار — مسکرا کر دیکھتے ہیں صورت بہزاد ہم
گھر سے نکالتا ہے اگر ہاں نکالیے — ناحق کی حجتیں نہ میری جاں نکالیے
موجود ہوں میں سامنے تیغ و کفن لیے — جو جو تمہارے دل میں ہیں ارماں نکالیے
سخت جاں صحبت سے تیری اے ستمگر ہو گیا — بت پرستی کرتے کرتے میں بھی پتھر ہو گیا
گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں اب بام پہ وہ بھی — کتنا تو ہوا ہے مرے نالوں کے اثر سے

---

[1] شعر نمبر ۲ کے سوا باقی ۱۵ اشعار نساخ نے بھی نقل کیے ہیں۔ سخن شعرا ص ۴۲۳،

Marfat.com

نواب ذوالفقار علی متخلص بہ آذر

سخنور شیر بیں زبان نواب ذوالفقار علی خان متخلص بہ آذر بیٹے نواب حیات علی خان کے پوتے معتمد الدولہ نواب احمد علی خان کے پڑوتے نواب یعقوب علی خاں کے جو بھائی تھے شاہ ولی خاں وزیر احمد شاہ بادشاہ دہلی کی جانب سے منصب قلعداری شاہجہان آباد سے سرفراز تھے چونکہ بسبب گرمی فکر تیزی طبع کے آتش زبان واقع ہوئے ہیں اور تخلص بہت مناسب پڑا ہے الحق اسم با مسمیٰ ہیں حضرت اسد اللہ خاں غالب کے ارشد تلامذہ سے ہیں اور فکر رسا رکھتے ہیں یہ چند شعر اون کی عالی فکری پر دال ہیں:۔

اشعار رنجیدہ[1]

مرے ستانے لئے کام اُس سے ایک جہاں کے لئے
جو میں نہ ہوں تو نہ ہو گردش آسماں کے لئے

شکر پر وہاں زبان رکھتی ہے — شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمیں
ہوئے ناخوش تپاں دیکھا جو مجھکو — خدنگ غمزہ نے گویا خطا کی

جناب مولوی عبد اللہ خاں[2] متخلص بہ علوی غفر اللہ لہ

زنگ زدائے آئینہ معنی نمائی سخن رنگ افروز معانی تازہ و الفاظ کہن

---

[1] نساخ نے بھی دو شعر نقل کیے ہیں۔ (سخن شعرا ص ۱۹)

[2] اصل میں بخوعہ کے رہنے والے تھے اور [illegible] میں رہتے تھے (باقی صفحہ ۱۹۳ پر)

Marfat.com

جلوہ دہ عرائس افکار بلند آرائش گر انکار معانی ارجمند ہم آغوش شاہد مضامین دو یہمکنار نگار لطائف حضور ساقی خم کدہ اسرار ابد آزل واقف سرائر علم و عمل نظر باز حسن صانی مہادی جلوہ طراز محفل پاک نژادی آئینہ دار کمالات صوری و معنوی مولوی عبداللہ خان متخلص بہ علوی سن شریف آپ کا چالیس سے اوپر کمال ظاہری و باطنی ہزاروں سے متجاوز تھا اگرچہ اصل وطن مولد شمس آباد تھا لیکن چونکہ ایام طفلی سے بود و باش حضرت شاہجہاں آباد میں رہی تھی گویا یہی وطن ہو گیا تھا بہ سبب استعداد خداداد کے ہر فن میں بیطولی رکھتے تھے خصوصاً نظم و نثر تازی و دری میں اور چونکہ فن فارسی میں خواہ باعتبار انشا نظم و نثر کے خواہ بہ اعتبار درس و تدریس کے مزاولت کمال اور مشغولی اوقات بہت رہی تھی اسی فن کی نسبت سے شہرت پائی تھی اگر اعتساف و کج سے دور اور حسد و رشک سے خالی ہو کر اس زبدۂ ارباب کمال کا حال دیکھا جاوے اور رتبہ سخن پر نظر کی جاوے تو معلوم ہو کہ ذات مقدس آیات اس صاحب استعداد خداداد کی کیا جوہر قدسی تھی کہ بر کنار در رفلکی بعد ہزار گردش کے بھی ایسا نقش پیدا نہیں کر سکتی اگر نظم ہے رنگین تر از گل ہے اور اگر نثر ہے مطبوع تر از مل ہے کاغذان کی بیاض کا بہ سبب کثرت معانی کے گل سے خنداں تر اور قلم بسبب رفتار دل کش کے سرو سے خراماں

(بقیہ صفحہ ۱۹۲)

مولوی امام بخش صہبائی کے استاد تھے (ریاض الفردوس از مولوی محمد [illegible] ص ۱۱۸) کبھی کبھی اردو میں بھی شعر کہتے تھے۔ نساخ نے ان کے ۴ شعر اپنے تذکرے میں نقل کیے ہیں ان کی تصنیف سے انشائے صفیر بلبل اور صحبت نامہ وغیرہ کئی کتابیں ہیں (سخن شعرا ص ۳۲۴) اس کتاب میں جس تفصیل سے ان کے حالات دیے گئے ہیں وہ کہیں نہیں ملتے۔

Marfat.com

سطور تازگی مضامین سے موج سبزہ سیراب اور نقاط بسبب کیفیت معنی
کے قطرات شراب زبان قلم ترانہ ہائے شیریں سے بلبل اور اوراق سفینہ
مضامین رنگین سے برگ گل بلبل اگر اُن سے تعلیم نہ پاتی شیوا بیان نہ ہوتی
اور ثمری اگر اُن سے فیض نہ لیتی سمجھ خواں نہ ہوتی ان کے معنی نازک سے خوی
دلبراں خجل اور ان کے مضامین پاکیزہ سے مزاج لطیف طبعاں منفعل
زبان جس کمال کو بیان کرے چاہیے کہ دفتر دفتر کہے اور فکر جس من میں تامل
کرے غالب ہے کہ ایک عمر تک اوس میں الجھا رہے اور حال یہ ہے
کہ جبلہ سازی سے زمانہ بخیل مزاج روا نہیں رکھتا کہ ایک دم بھی ایسے کار
شریف میں مصروف ہو کر تدارک مافات کرے ایک مدت گذرتی ہے
کہ شاہجہاں آباد سے بامید تلاش معاش دل برداشتہ ہو کر یورپ کی طرف
تشریف لے گئے اور وہاں کسی جلیل القدر انگریز نے کمال قدردانی سے انکی
صحبت فیض موہبت کو مغتنمان عظمیٰ سے جان کر التزام کیا کہ چندے اوقات
کو اس صحبت میں صرف کرے اتفاقاً کئی مہینے کے بعد ان کو اوس سے
مفارقت کا اتفاق پڑا اور چونکہ فن طبابت میں معجزہ مسیحا اور ید بیضا رکھتے
تھے اوس نواح میں اکثر آدمیوں نے اون کے علاج کی برکت سے امراض صعب سے
نجات پائی اور وہاں کے باشندوں نے ان کی بود و باش کو غنیمت سمجھا اور چاہا
کہ کسی طرح یہ نعمت غیر مترقبات سے نہ جاوے اوسی طرف کے ایک
رئیس نے ان کی خدمت میں رجوع کی اور بعد امتحان کے جب دیکھا کہ بہانہ
جوئی لطف شافی حقیقی یہ چاہتی ہے کہ مرضاے جاں بلب انھیں کے
انفاس فیض اقتباس کی برکت سے جان تازہ پاویں اصرار کیا کہ نظر بمروت
ذاتی اگر اور رجکہ نان توقع روغن میں پڑے یہاں کی نان جویں پر فضل نہ دیا جاوے

Marfat.com

چونکہ خلق طبعی اور کرم جبلی ان کی طبیعت فیض موہبت میں مستقر تھا اوس رئیس کی رفاقت اختیار کی اور غربا و مساکین کو ان کی ذات کمالات سمات سے ایسا فیض ہوا کہ نفس عیسوی کو اگر اوس پر رشک ہو تو کچھ عجب نہیں جو کہ فلک دوار نہیں چاہتا کہ ایسے فرد کامل صفحۂ روزگار پر چندے موجود رہ کر موجب استفادۂ خاص و عام رہیں سنہ ۱۲۶۲ھ[1] میں عالم باقی کے طرف راہی ہوئے اور ان کی تاریخ وفات بعضے اذکیا نے یہ پائی ۔ تاریخ

علوی کہ چو او ندادکس داد سخن — چوں او نرسیدہ کس از باد سخن
تا گہ ز جہاں رخت اقامت برست — ہاتف گفتا فتاد و بنیاد سخن

نظم و نثر ان سے صفحۂ عالم پر بہت یادگار ہے تقریباً الناظرین کچھ نثر عربی اور کچھ نثر فارسی اس کتاب میں مندرج کرتا ہوں تاکہ ارباب انصاف کو معلوم ہو کہ نظم عبارت اسی نظم سے ہے اور نثر اشارت اسی نثر سے۔

رقعہ عربی

یا اھل نجد اصغوا لقصتی — نشرت مسازل حتے النعائم
عذلت نفسی فی مافضیعت — نقد الحیواۃ بکسب الذمائم
نادلتہا بطواف لکعبۃ — ارجو بذلک عفو الجرائم
صی اُم رحسم وداعی عکونہا — بلغت لہم رحمتہ من کرائم
ببیت عتیق وصاوی نخیلہا — احسی لبیع من ذکر ضائم
قالت صدقت ولکن طالما — عاد المجب لبفتح الغرائم

---

[1] ساخ نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۶۳ھ میں شمس آباد میں انتقال کیا۔ سمن شعرا ص ۲۲۴)

Marfat.com

وَاللّٰہ کیف احبازوالواجد ان یترک الحب من لوم لائم
کلب الحبیب حبیب لعاشق ام ظبی بیت وصوت الحمائم

قصّر فضلی و براعتی وکلّت لسان براعتی لیلاً حضات النبراس، واخذت القرطاس لاشرح ہیمانی و اُنمق نوقانی الی البارع الکامل البدء الحلاحل و اماء العلو سماء السمو، عقوب احرار الرجال یعقوب کنعان الجمال، یعسوب میدان الکمال، باسط الیدین عطاءً غامض العینین حیاءً، ابی النفس رضی الشمائل، شدید الباس سدید الخصائل، رائض العادات بالاحسان والسماحۃ راکض العادیات فی رہان الشجاعۃ، لہ سابقۃ فی الکیاسۃ وحاذقۃ فی الریاسۃ، بہر الاتراب نکراً ودھاءً، وفاق الآفاق ذکراً وثناء۔

قطعہ

لازال عذبۃ سوطہ متحرکا یوم العطاء ویوم حرب القعصب
ولہ سنان اللحظ دون کماتہ لو اُلقیت لتری الحسود مقرعب
قام البرایا حولہ متدانیاً لجنوبہم کالصائمین لمشرب
وسعی کباش القوم حین رکوبہ ملقی الایادی فی موخر فیقب
للّٰہ درّ الواصفین لہ بأن قد فقتُ معناً بالجواد العشرب
والقائلین بانہ لما سری فالشمس لا تتمیز عن کوکب

شبع الجیاع من مائدۃ نوالہ، وسعی النساع من معین عونہ وینابیع افضالہ، علی الجد فی الاعصار، ولی المجد فی الآثار، احد سُنانا ولسان واکد موثقاً وضمان وجود مثلہ فی الجود اعز من نیفۃ افوق۔ واما الحاتم فما ہو الا فخار بوابک النوق۔ نجیب الطرفین سعید الکونین، حاجی الحرمین الشریفین، صاحب السطوۃ

Marfat.com

والصولة والتجبر، نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر، رفع اللہ کعبہ وسہل صعبہ، واذہب
ہیبۃ وبصر جیشہ، نصر نعیمہ وارغد عیشہ مادام تملا کئوس السماء من صبوح الصبح
وغبوق الماء، واوصل الکلام الی ان ایہا الامیر المنعام، حیاک السلام بالسلام،
ونصرک علی نیل المرام، انک مذ تحریت زیارت الحرام، ورمت الی السمت
المحترم وتراکضت خیول الارادۃ، وانتہضمت الیہا بالخیر والسعادۃ حثنی الفراق
علی المنیۃ واحببت الہلاک بالامنیۃ فانست، بسندنۃ بابہا والقیت اسحات
الدنیا الی وجوہ اصحابہا، فانت دسیر النیاق الرافلات فی البطحاء، کان فی
محاملہا اللیلی، وانا فی صقع ہذا الصحراء کالغریب الضال فی الظلماء، تجافے
جنبی عن الضجوع وبلت عینی من الدموع، ولا بد من ہذہ الوصب او لاراحۃ
من تلک النصب، وذروۃ سنام ما جری من الآلام، خسران صفقتی بما ساقنی
المقدود من محاریب الادماء وبعدنی من مجالس الارباء فانی بعد تودیع
الخدام الامجاد مکثت مدۃ ایام فی شاہجہان آباد، ثم لما اصابنی من الدہر
کلبۃ وکربۃ فسنمت سنام الغربۃ وترکت رباع الدہلی ودیارہا ونجویت
الارض انجادہا واغوارہا، حین یبکی السماء علی حالی ویضحک البرق علے
بلبالی، فجرحت من اکل الجواد وانضوت مراکب الاجتہاد حتی نزلت فرخ
آباد، تعزرونی اہل ہذا البلاد، وجاء فی کل قاروبار اشرأبت الی احابیشہا
وحفت علی تالیہا ومجیثہا، واکرموا مثوای حتی نزعت حفی والقیت عصای
فلبثت بلتاً وتجسست مکاناً علیا۔ وبعد زمان یسیر تقربت الی الامیر الکبیر
الطالب للخیر والثواب الراغب الی الحق والصواب، المعروف بالدولۃ
والشہامۃ، الموصوف بالصولۃ والصرامۃ، حسن الظہار والبطان رفیع
المحل والمکان انفاسہ مسک سحیق اخلاقہ خمر عتیق صعد علی ذری العلا

Marfat.com

منذ استنزل من حجر امه وافاح السماء والغبراء بفوائح ما فی جیبه وکمه، قد خلق علی فترة من الابرار فکان راساً علی البعید والاحرار، الزهرة النضرة فی الریاض المرتضوی السید الامجد محمد علی خان الصفوی الموسوی، لازال دوحته فضله متفرعاً بالاجلال وینعته جوده هنیئاً سائغاً فی مذاق اهل الکمال، فاستبقت البدری علی جنابه۔ وکنت الی هذه الایام عاکفاً علی سدة بابه هی مخرفة النعم، ولکن لا احظ منها الا بالامم۔ وهو لی انفع لان الرشف انقع، ازاح علی معاناة الزمان الا معونة هجران الاحباب والاقارب والاقران۔ فانها تزید یوماً بعد یوم وتشغلنی عن الاکل والنوم، وملارک ذلک الصعاب وراس کل کلال والعاب بعدی عن عتبتک الشریفة التی هی میقات اهل الفضل والنباهة میعاد اصحاب المجد والوجاهة، فلوة قلبی بتذکرها وعمد عینی تصورها۔ واغوثاه ثم واغوثاه، طالت مقالتی ولم تنفذ سلالتی الآن ابین مالا یدور حوله شوائب التکلف وغوائل التصلف لان الناس عند العینین والاغراق یتحمل الکذب والمین۔ وهو انی عبد الممفتقر مقر واردت نقیعة عودک من سفر فشاورت العلب وتفحصت الامکان والساقة قال حسبک هذه البطاقة۔ فقط اعجل السفیر حتی یلجلج اللسان فی التقریر وتحریر القلم فی التحریر۔ فالعفو مسؤل من مثلک الحبر النحریر فقط وانا ارجو من فضلک العمیم ان تسلم منی علی المولی المفضال السید المتعال البارع الباهر الحاذق الدهر۔ صعد علی مدارج العلوم صعود اسعاد النجوم ونزل فی فقار الحکم نزول المطر من الغیم۔ بدر الملة صدر الشریعة بحر البر وبر الامتنان نهر الفضل وینبوع الاحسان، مفتی محمد صدر الدین خان حرر فی العشرین من الجمادی الاولی۔

Marfat.com

نثر فارسی از صحبت نامہ

دررروز غسلش حمامی چرخ بفروختن گرما بہ صبح دمید، وآفتابچی دوراں آفتابہ ازیں خورشید باچلایخی دائرۂ افق دریش کشید، پیش کاسان عرق خانۂ گلشن دست بہ تہیۂ اسباب غسل برآوردند، ارغوان غسول شبنم دربیالہ گذاشت وگل پیالہ سرخاب بدست بمرداشت۔ شمشاد شانہ درآب کرد وچنار بہ دلاکی دست برآورد، پنجۂ لالہ کیسہ از دست کشید وبہار آفتابی ابرو بدوش رسید۔ تجلی باصلاح خط عارضش سوسی طلبید وموسی بہ شوق نورہ مالیدن دست از بغل برکشید۔ خنک ازین شادی کہ بادای خدمت آب کشی آب خودرا روشن ساختہ آب پیوست انداختہ۔ غنچۂ آب از رائحہ بدنش ببوسید وسنگ پا بشرف پابوسش لعل را ہم سنگ خویش ندید پا خراماں ودامن کشاں بحمامہ خانہ درآمد، این رباعی از زبان ملہم غیب برآمد۔

رُباعی

ای جود توخلعت رہ عریانی باس
زود آو برون کن از برخویش لباس
از مہر تو آتش بدل حمام است
درشوق تو آب گشتہ در دیدۂ طاس
آرایش گر بہار بقبا گہ دانی سہی قامتان گلزار دوید وخیاط نامیہ قبای محرمات را برقامت سرو آزاد بردید، نسیم بہاری بقرطق دوزی اطفال چمن سوزن بنفشہ از بقچۂ زمین برآورد وابر آذری بشبستان بامہای پرک

Marfat.com

تاب نو رسیدگان گلشن از گل کوزه صد کلیزه پر آب کرد، آزاده دلان قید تقطیع و فارغبالان تغیر لباس از همه بریده برخلاف باران لباسی از ته دل بساط نشاط انداختند، و مرغان خوش الحان در هر گوشه غلغل نوروزی بلند ساختند، عندلیب راه چامه دراں برنگی سر نکرده که گل جامه بر تن دریده سراپای خود را گوش نسازد، و قمری باصول فاخته نشیدے بلند نساخته که صنوبر باند از نثارش صد لخت دل از سینه بیروں نه اندازد۔ ساربان لغے غم گسار فقرات این زمزمه سیر رنگ را بآهنگ راست بگوش بینوایان دائره عشرت انداخت۔

باز بر آتش گل باد صبا زد دامن — باز بر خاک چمن ریخت هوا دُرِّ عدن
نامیه کرد دگر جامهٔ خورشید رفو — دوخت سر بر تن اشجار دگر پیراهن
آب بکشاد چو از خدمت گلزار کمر — باد بشتافت ز جنت که پرستارش من
صبح برخاست که گلهاے چمن خنداند — ابر بنشست که بارد بهوای گلشن
صبح آں قابله کانگشت زند بر لب طفل — ابر آں دایه که بتراودش از مهر لبن
وقت آں شد که کنوں نامیه چوں رنگ رزاں — که بقم بر سر کار آرد گاهے روین
گر نه از فرط طرب تن بفزاید بر خویش — ورنه از فیض هوا روح ببالا در تن
چیست آخر که بآن لاغری و رنجوری — بید گردید چنین فربه و نرگس بهکن
ای حریفان چمن عهد شباب است بلے — بوسه از ما و لب از جام و ز مطرب تن تن
از پی تهنیت عیش خراماں دوناں — بلبله سوے سبو رفت و سبو جانب دن
شیشه بندی کندش ساقی شیریں حرکات — بگذرد گر بچمن زاهد شیشه گردن
بلبلاں رنگ صدا به که بود بسته نگار — غنچه دیگر بچمن آمده انگشتک زن
خوش خوش آن آتش سیال که از تاثیرش — خشک دامن شده رندی و ورع تر دامن

Marfat.com

بخ بخ آن دلبر رقاص کز افشاندن دست پشت دستی بزند بر رخ اندوہ و محن

وخامہ طاؤس رفتار طوطی منقار بصریر دلپذیر ایں ترانہ تازہ را آویزۂ گوش عرب و عجم ساخت۔

اشعار فارسی

نخواست غارت دست زمانہ باغ مرا درون سینہ نہاں داشت عشق داغ مرا
دفا پرست سر کاکل توام مگذار کہ بوی شک پریشاں کند دماغ مرا
فلک ز اختر پروین سپند بردو بسوخت شبے کہ آتش ہجراں فروخت داغ مرا
دلے ز گردش چشمش خدا نگہدارد کہ گرد باد بود آستین چراغ مرا
اسیر عہد غمم ای خزان عیش برو کہ نیست رنگ شکستن بہار باغ مرا
دلم ز کم نگہی ہای او پر است مگر خمار چشم تو خالی کند ایاغ مرا
امیر قافلۂ دشت وحشتم عنوی نمول ز رنگ رخسم میکند سراغ مرا

اسیر تلخی نزعست جان بسمل ما کہ زہر چشم بتاں می تراود از دل ما
ہزار قلزم خوں می کشیم و تشنہ لبیم ز آب تیغ تو گویا سرشتہ شد گل ما
گزشت عمر و در آمد شد وجود و عدم قضا بہ گردش چشم کہ بست محمل ما
نصیب حاصل ما نیست گر ہمہ جز برق نصیب برق شود کاش جملہ حاصل ما
بہ فتنہ گرمی ہنگامہ طرب داریم فروزد از لفس صبح شمع محفل ما
دلم شکست ستمہای زلف او یارب شکستہ تر شود آنکس کہ بشکند دل ما
نم سرشک قرارم دہد چو ریگ روان بروی آب مگر ساخت عشق منزل ما
ستم ظریفی و علوی مزاج دان تو بود وگرنہ ننگ طبیبان نخواست بسمل ما

Marfat.com

اشکم رود از دیدہ و مقدار نداند — ایں نو قدم اندازۂ رفتار نداند
گر جیب نماند است بزنجیر در آویز — آں کن کہ کسی بیند و بیکار نداند
داغم ز دل سادہ کہ خوش کردہ بہر خوب — ارباب تماشا ز خریدار نداند
یا قصۂ زنجیر بگو یا سخن زُلف — واعظ دل من سبحہ و زنار نداند
گہ بر رخ و گہ بر مژۂ خوب تو افتد — دیوانہ نگاہم کہ گل از خار نداند
بی ہمرہی غیر نیاید بگلستاں — ایں سادہ تو گوئی رہ گلزار نداند
غیر آید و صد راز بپرسد ز نگاہت — پس با منت این حیلہ کہ گفتار نداند
جان میطلبد ور بدل نیم نگاہے — نقصان خود و سود خریدار نداند
دشوار کہ آئی تو بہ نعش وی و علوی — مردن بسر کوے تو دشوار نداند

جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی

تخلّص سلمہ اللہ تعالیٰ

رنگ زاداے آئینۂ سخنوری مصقل مرآت معنی پروری نخلبند حدیقۂ کمالات صوری، پردہ کشاے حسن جلائل معنوی معجزہ طراز طرز تازہ بزم افروز حمائد بے اندازہ، ساقیٔ خمکدۂ سخن سرائی مولوی امام بخش متخلّص بہ صہبائی۔ نسب آپ کا والد ماجد کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اور والدۂ مشفقہ کی جانب سے حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے کمالات ظاہری اور جلائل باطنی اور حُسن خلق اور حمائد اطوار میں پسندیدۂ خالق و مقبول خلائق ہیں۔ خلق و نوش آپ کا آئینہ بہار اور اوضاع حمیدہ آپ کے محمود روزگار۔ اس جزو زمان میں ایسی جامعیت کے ساتھ کم کوئی نظر سے گزرا ہے اور طرفہ یہ ہے

Marfat.com

کہ فنون متعارفۂ سخنوری مثل تحقیق لغت و اصطلاحات زبان دری اور
تدقیق مقامات کتابی اور تکمیل عروض و قافیہ و استکمال فن معما و غیرھا میں
ایسا کمال بہم پہنچایا ہے کہ ہر فن میں یک فنی کہنا چاہیے۔ بیت پذیرفتہ
از ہر فنے روشنی۔ جداگانہ در ہر فنے یک فنی[1] شروح کتب اور رسائل
قواعد زبان فارسی اور رسائل علم عروض و قافیہ اور معما جو آپ کے
رشحۂ قلم نزاکت رقم ہیں ایسے نفائس مقاصد اور جلائل مطالب پر مشتمل
ہیں کہ متبعان فنون مذکور کو ان فوائد جلیلہ کا حصول بعد ایک عمر دراز کے
بھی متعسر ہے، خصوصاً رسالہ گنجینۂ رموز کہ صنعت معما میں آپ کے خامۂ
معنی طراز سے جلوہ پرداز ہوا ہے ہر چند رسائل متعددہ اس فن میں
اساتذۂ سلف سے یادگار ہیں لیکن جو کہ ع ہر کار رہین روزگارے است۔
حُسن اس کمال کا اب تک گنجینۂ تقدیر میں سربمہر امانت تھا اور اُن پیشوایان
فن دقیقہ یابی کو اس طرز و انداز سے سوائے آرائش سہل کے نصیب نہیں
ہوا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وہ رسالہ مشتمل ہے ایک معما کی شرح
پر کہ شرح و متن دونوں آپ ہی کے نتائج طبع فیاض سے ہیں۔ نہ بیت
باعتبار ظاہر کے۔ سوائے چند کلمات معدودہ جو ظرف بحور متعارف
میں گنجائش پذیر ہو سکتی ہیں اور کیا رکھتی ہے لیکن اگر چشم بصیرت سے
دیکھا جاوے وہ بیت ایک عالم ہے کہ جلوہ ہائے ہزاردر ہزار سے دیدہ
فریب اہل کمال ہے۔ ارباب دانش و اہل کمال پر ظاہر ہے کہ فن معما
اگرچہ اصول شائستہ دہ گانہ سے زائد نہیں رکھتا، لیکن فروع متکثرہ اور شعب

---

[1] یہ شعر نظامی گنجوی کا ہے

Marfat.com

متوافرہ اس سے اس قدر متفرع اور متشعب ہیں کہ ظرف حصر و شمار اس کی گنجائش سے عاجز و زبوں ہے۔ اس بیت نے باوجود ایسی تنگ ظرفی کے اس دریاے ذخار کو اپنے آغوش میں چھپایا ہے، یعنی ذیل بیان اعمال میں یہ ہی ایک بیت مثال ہے اور اس سے تین سو ساٹھ مختلف اسامی مستخرج ہوتے ہیں۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ استخراج اس کا نہایت سہولت و بے تکلفی کے ساتھ ہے۔ اگر انصاف یاران سخن فہم کی طبیعت سے گوشہ گیر نہ ہو تو ارشاد کریں کہ اس کیفیت کے ساتھ کوئی رسالہ عہد آدم سے اس دم تک کس صاحب استعداد کی پردۂ فکر سے جلوہ گر ہوا ہے؟ اور ایک رسالہ جواہر منظوم نام مشتمل رباعیات پر کہ ہر رباعی سے ایک نام ناہاے باری عز شانہ کا مستخرج ہوتا ہے باوجود لطافت اعمال معمائی کے معنی شعری اس لطف کے ساتھ ہے کہ ناز و انداز خوبان خلخ و نوشاد اس کے آگے طبایع عشاق سے ہزار کوس پرے رہتا ہے مولفے اس کمال کے نثر و نظم زبان دری سے حرو گیرہاے متعدد مملو ہیں۔ نثر ایسی کہ نثر ثریا اس پر نثار ہے، اور نظم ایسا کہ نظم جواہر اس پر فدا۔ ایک نثر چار پانچ جزو کی مسمی بریزۂ جواہر سلطان عہد والی عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی مدح میں اس آب و تاب کے ساتھ رشحۂ قلم نزاکت رقم کی ہے کہ اگر رشک و حسد ہم عہدی چشم پوش نہ ہو تو اس کی جلوہ گاہ میں سہ نثر حلا نور الدین ظہوری کو ہرگز پردۂ خفا سے جلوہ گر نہ کریں، اور ظہوری کو اس کے عہد میں خفائی بنا دیں۔ اور ایک انشائے مکاتیب نہایت متانت عبارت اور لطافت معانی کے ساتھ ہے کہ اکثر اس کا بطرز نثر مرزا بیدل علیہ الرحمہ ہے اور نظم میں غزلیات کثیرہ اور قصاید متعددہ بعضے

Marfat.com

بطرز متقدمین اور بعض بطرز متأخرین نہایت لطف عبارت و کمال حسن معانی کے ساتھ موجود ہیں۔ الغرض احاطہ آپ کے محاسن و محامد کا اندازہ تقریر اور احاطۂ تحریر سے افزوں ہے۔ ان کے نظم و نثر کے الفاظ لآلی شاہوار اور معانی یاقوت آبدار کی برابری کرتے ہیں۔ قلم کو انھیں کی عبارت انتساخ سے نستعلیق گوئی میسر اور صفحہ انھیں کے معنی رنگین کے فیض سے بساط گل کا ہمسر۔ ہر دائرہ طراوت معانی رنگین سے ساغر مل اور ہر سطر رنگینی مضامین سے شاخ گل۔ ان کمالات پر علم ایسا ہی خلق ویسا ہی۔ زبان ان کی ورق نسخۂ اخلاق اور سینہ ان کا صندوق خزائن وفاق۔ ہر چند اس گروہ ارباب وفاق اور اس سر جملہ نیکوکاران آفاق اور راقم میں سر رشتہ محبت و اخلاص ایسا مستحکم ہے کہ گویا دو قالب ہیں ایک جان جاری و ساری ہے۔ اور یہ امر دال ہے اس بات پر کہ ذکر اوصاف حمیدہ اس یگانۂ روزگار کا شاید نتیجہ افراط محبت کا ہو، لیکن راقم نے مراتب دوستی و مدارج اتحاد کو اس امر میں کچھ مدخل نہیں دیا اور جو کچھ بیان واقعی تھا اُسی کو لکھا، وگرنہ محبت کا اقتضا یہ تھا کہ جس وقت اُن کی محامد و اوصاف میں زبان کھولتا اور تحریر مناقب میں قلم کو ہاتھ میں لیتا شاید سوالات محشر کے جواب کی تقریب ہی ایک دو لمحہ کے واسطے زبان کو اس ذکر سے باز رکھتی، اور صدمۂ زلزلۂ قیامت قلم کو ایک دو دفعہ ہاتھ سے گرا دیتا جو کہ اوصاف نفس الامری بھی غیر متناہی ہیں اور ان کا حصہ طرف نامتناہی میں بھی محال ہے، بالفرض اگر ہمت ان کے بیان سے ساحر نہ ہو زبان کوشش کا درماندہ اور قلم چوبیں کا فرسودہ ہونا ممکن ہے۔ ناگزیر انھیں ایک دو کلمہ پر قناعت کر کر قدرے ان کے کلام بلاغت

Marfat.com

نظام سے بطریق یادگار کے درج کتاب کرتا ہوں۔

نثر از ریزۂ جواہر

تواضع را با نہادش چوں موج و دریا ہم آغوشی و بزرگی را با سرش چوں رفعت آسمان گرم جوشی۔ فیض در طبیعتش چوں ریزش در سحاب و صفا در ضمیرش چوں پرتو در آفتاب۔ اوامر قضا را با مشایعت امرش اندیشہ پا بر تر نیفتادن و اندازۂ قدر را در مقابلۂ تخمینش سررشتۂ حساب از دست دادن۔ رفعت از سربلندیش با فلک ہمدوش، و فروغ از ضمیرش با آفتاب ہم آغوش، مہابت را از پشتیبانی جلالش جرأت شیرافگنی و سیاست را از دستیاری قہرش اقدام در گردن زنی، حیا در پیشانیش چوں صفا در آئینہ، و مروت در دلش چوں می در آبگینہ، دریا را از کرمش گوہر در گنجینہ و معادن را از جودش زر در خزینہ، از ریزش بے فاصلہ اش موج دریا دست دراز کردہ در فراہم آوردن گوہر ناصبور است، و از انعام متواترش محیط فراخ دامن در تنگی حوصلہ آرزو مجبور، صبح از خورشید آتش در دل افروختہ، غیرت ضمیر انوار دفینہ اش، و شام از شفق خون در جگر انداختہ اشک رازداریہائے سینہ سرار گنجینہ اش گل با شگفتگی خاطرش جگر خوار تر از بلبل و گلشن با رنگینی طبعش افسردہ تر از بزم بے مل، ظفر بآوازۂ موکب سعادت کوکبش دو سہ منزل پیشتر در انداز استقبال، و نصرت متوجہ رایات شرف آیاتش مہیای پیشکشی تحائف اقبال۔ مجملات خوبی گل را در مصحف رخسارۂ شاہدان مفصل تفسیر نمودہ، و مبہات موزونی سرو را در مصرع قامت خوبان مصرح تقریر فرمودہ، وقت فکرش دریافتہ کہ کوری چشم نرگس از پاس عصمت ابکار چمن جائز داشتہ اند، و گرفتگی

Marfat.com

زبان سوزن بلحاظ بے دماغیہاے بلبل نالوان واجب پنداشتہ، نے
قلم در کفش فوارہ معنیہاے رنگین، و سادگی کاغذ در پیش چشمش عینک
دوربیں، بالطف کلامش سجع بلبل نالۂ زاغ، و باخوبی رقمش خط
خوباں پاے کلاغ، نظم انصاف را حرف شمشیرش مقطع، و قصیدۂ
عدل را سخن تدبیرش مطلع، تیر ارش در برابر خدنگش چوں سہم نگاہ اعمیٰ از
ترکش برنیاید، و کمان رستم در جنب کبادہ اش چوں حلقۂ قامت ضعیفان
زدرین نہ نماید، تیغ ابرو را پیش شمشیرش در نیام بیکار یہاز نگار خوردہ، و
سلسلۂ زلف لا در عہد کمندش از بیقدری باد بردہ، جنگ آزماے کہ
تہمتن قواعد رزم را از کمتر بن چاکرش یاد کردہ و بختیارے کہ سکندر کوس
فتح را چرم از نعلینش بردہ، شبستانش از ساغر طرب غیرت گلشن، و
ایوانش از مینائی عشرت رشک چمن، اہل وفاق را چہرہ از زعفران
زار عہدش ارغوانی، ارباب نفاق را رخ از ارغوان کار تیغش زعفرانی
لمعۂ تیغش برخرمن ہستی اعدا برق، و نالۂ رعد باطنطنۂ کوسش زرق،
در ہواے عرصۂ جنگش از رنگ پریدہ، دشمنان صدر شہاب ثاقب
جلوہ گر، و در فضاے رزمش از جان رمیدہ، اسداعالم ارواح در
نظر، از صدمۂ گزرش گاہ و آسمان را اندیشہ جستن شبہ مضطرب میگرداند
و از احاطۂ کمندش ماہی نوبین را بیم گزاشتن شست برخود می جنباند،
خدنگش آنسوی فلک گزراں تر از تیر آہ، و کمندش پیچاں تر از زلف نگاہ،
بلندی مراتبش قبۂ منار جلال، و رفعت مدارجش سلم بام کمال، فلک
را از مرتبۂ بخشش معراج بلند پایگی، و محیط را از دستگاہ جودش اعتبار
گراں مایگی، وصف عموم فیضش ذکر خوبی، و سخن سربلندیش حسن

Marfat.com

سدرۃ المنتہیٰ، از رفعت سدہ بارگاہش فرق کمترین چاکر فلک سا، واز بلندی پایہ آستانش پائے ادنیٰ خادم عرش پیما، بصلائے غریب نوازیش معنیہائے نادر اہل سخن در تردد جادۂ نفس بیتاب، واز آوازۂ تعمیم سخائیش مضامین بیگانہ شعرا در کاخ نشیہای شارع قلم سراپا اضطراب، توانائی را از نیست سرپنجہ اش در بردن نام شیر رودہ ہم کشیدن وخجستگی را از انتساب ذاتش در تصور بال ہما بر خود پیچیدن۔

شہنشاہی کہ از بس ارجمندی — گزارد پائے بر فرق بلندی
فلک جاہی کہ از والائی قدر — نگاہ وراندہ بر پیشانی عبدر
ملک قدری کہ از وی دوش شاہی — طرازش جستہ از فضل الٰہی
نہیبش گر زند بر سنگ خارہ — رگش در جنبش آید چوں شرارہ
شررافہر او گر بر فسردہ — چو کاغذ سنگ خارا را بسوزد
چو شبرا از صہیت عزمش رفتہ از ہوش — گریزد آورد در سوراخ خرگوش
فلک گفتی سپر خود را عمدویش — ہلال از نعل توسن زد بر ویش
بسطر تیغ بہر زینت حرف — زخون دشمنانش رنگ شنجرف
زتیرش زخم اعدا تا دم صور — برنگ چشم عاشق گشتہ ناسور

ہنوزش تیغ بر کف نارسیدہ
بفرق دشمنش عمدا رسیدہ

اشعار فارسی

یارب آں کن بجنون دل دیوانۂ ما — کہ شود بال پری نالۂ مستانۂ ما
حسن بر خود غلط و عشق نظر باز غیور — شمع داغ است زخودداری پروانۂ ما

Marfat.com

هستی اہل فنا وقف شتاب دگر است — رفتن رنگ بود شمع بکاشانۂ ما
طرفہ کان بت بہ رخ کعبہ رواں ہم خندہ — دست در گردن غیر است زجانانۂ ما

کُن آشنائے لب دوسہ حرف عتاب را — از بہر باد و آتش ساز این شراب را
رنگ زخم چو گل بپر و از میزند — دارم خزاں رسیدہ بہار شباب را
دارد اثر زچین جبیں موج خندہ ات — یک رنگ کردہ ناز تو لطف و عتاب را
امروز تا کرشمۂ لطفش چہ می کند — رحمت نگفتہ است بفردا حساب را
چون شمع آرمیدن عمر است اضطراب — دارد بہر درنگ بہارم شباب را
وحدت ہزار جلوہ فتاد است دیدہ ام — در دیر و کعبہ رنگ عذاب و ثواب را
صہبا بیا بہ وسعت رحمت نگاہ کن — یکسو بہ شمار گناہ و ثواب را

آرامہاز طبع جہاں شد زدرد ما — خیزد خزان عالمی از رنگ زرد ما
مشق جنون نہ کردہ بوادی قدم مزن — ای گرد باد بادل صحرا نورد ما
صبحیم ضعف ما منگر و از اثر بترس — آتش نہفتہ زیر لبغل آہ سرد ما
چون صبح بارخاطر عالم نبودہ ایم — تمکین نداشت جز نفسی رنگ گرد ما
صہبا بیا از جفای فلک دم کمی زنیم — ای کاش پر حذر شدی از آہ سرد ما

چہ گل کہ در کفت پانشکند زخار مرا — جنون بفصل خزاں می کند بہار مرا
چنانکہ بادہ در انگور نیست بادہ بنام — بہر کجا کہ توئی نیست اعتبار مرا
برنگ لالہ در آغوش نوبہار نہ ہشت — زدست داغ دل آسودہ روزگار مرا
قبول خاطر کونین را نمی ارزم — ربیکسی لحد آورد در کنار مرا

Marfat.com

هر آنکه دید مرا دید خویش را در من — بگیر تم که بدل نیست غیر یار مرا
فلک بہ ماتم یاران رفتہ صہبائی — سپرد داغ دل و چشم اشکبار مرا

شد دلم جلوہ کہ حسن قد و جانم سوخت — آتش از خانہ من سر زدہ سامانم سوخت
آتشے بود کہ جز کعبہ نہ باشد سنگش — برق آں کفر کہ در خرمن ایمانم سوخت
بوی پیراہن اگر چارہ گر آید وقت است — دل بہ بیتابی عمدیدہ کنعانم سوخت

ہم چو شبنم خویش را فارغ ز عالم ساختم — محرم خورشید گشتم با خساں کم ساختم
مردم دو در چشم مردم عالمے تاریک شد — من مگر شمعم چو رفتم بزم برہم ساختم
عیش عالم نیست باب من در ماتم زدم — در خورم نبود نشاط دہر با غم ساختم
رنج و راحت ہر دو بے درد سر منت نمود — نے نمک بردم بزخم و نی بمرہم ساختم
کفر در کیشم سپاس نعمت دیدار اوست — جلوہ در ہر رنگ دیدم گر دلے خم ساختم
نیست صہبائی چو جام جم نسیم گو مباد — می ز خون دل کشیدم خویش را جم ساختم

دارم دلے دیوانہ صد داغ ہجراں در بغل — چشمی و چنیں نسخہ خواب پریشاں در بغل
نازم بہ کار کیشی ز لف سیہ کارش کہ او — ہم راہ ایماں میزند ہم کردہ قرآں در بغل
در سینہ آتش مشتعل در دیدہ دریا موجزن — ہر شعلہ دوزخ آفریں ہر موج طوفاں در بغل

بگیر تم کہ چو از من بمرگ راضی نیست — بزندگانی دشمن چہ گونہ خرسند است
بکفر من منگر عذر اضطرارم نہ — کہ شوق در طلب بت بدست مانند است

Marfat.com

یاد آنروز کہ کس محرم اسرار نبود — حسن را جلوہ گہ و جوش خریدار نبود
پردہ برداشت گہ از یوسف و گاہے ز رخت — عشق آں خانہ خراب است کہ بیکار نبود
عشق و حسن اند غیور اینقدر افزود نزاع — ورنہ رنج من و او آن ہمہ بسیار نبود

غفلت از جلوۂ مطلوب نسازد محروم
دیدۂ آئینہ یوسف شد و بیدار نبود

معمیات از جواہر منظوم عزیز

خورشید بخویش داشت زیں پیش گماں — کایں چرخ نیاوردہ بطنزش بجہاں
چوں قصۂ آفتاب رویش گفتم — خور یافت رخ چو خویش را نام و نشاں

خور عبارت از ع است خویش کنایہ از آفتاب کہ دریں مقام مراد از ان زر است و مثل آن زر بمعنی انگور و رخ آں راے مہملہ و چوں راے مہملہ را نام یا بندری شود و نشان یا بندزی بزاے معجمہ گردد و زاے معجمہ کہ در زر بود باقی است پس ریز سہ و باغ عزیز گردید۔

ایضاً

بیگانہ ز من نگار جادو فن من — از حیلہ خصم دوست شد دشمن من
چوں دیدۂ غیر اشک بر دامن ریخت — دامن دیگر زد از پی کشتن من

دیدہ ع مہملہ است و چوں دیدہ ع معجمہ چوں غ معجمہ غیر اشک یعنی نقطہ مد دامن کہ رای مہملہ باشد بریزد زاے معجمہ گردد و غ معجمہ عین مہملہ شود و چوں اکنوں دامن زاے معجمہ باشد دامن دیگر عبارت از زاے معجمہ دیگر خواہد بود و چوں زاے معجمہ دیگر در اول یاے تحتانی در آید عزیز صورت نماید و اول یاے تحتانی در آمدن زاے معجمہ از بہر آنست

Marfat.com

که دامان زدن عبارت است از پیچیدن دامن بر کمر۔

خافض

حسنش که برنگ ماه انور بینی　　چون خور بینی اگر مکرر بینی
آخر زان شوخ بین تمام اندازش　　زانگونه که هر دمش فزون تر بینی

آخر از شوخ حرف خ است و ان تمام بود خاگر دو از ان گونه یعنی مثل آن ح مهمله است و دو از ان عدد آنست که هشت است و هندسه آن چون آنرا هر دم فزون تر بینند اول آنرا هشتاد بینند که حرف ف باشد و دیگر بار آن را هشت صد بینند پس خفض شود با اول خافض گردد۔

رافع

چون رفت ز خلوتم سحرگه آن یار　　بنمود خور از منظر مشرق دیدار
دیدم از شوق تا بدل گردد ازو　　گردید چو اژ در آفتاب آخر کار

از در را دو جزو است از در و بمثل از ار است و چون بگرد در ا شود و در بمعنی نی است رانی شد و آفتاب که عین مکتوبی باشد اخواست یعنی یاے آن بدل با ع است رافع شد۔

غفور

یارب گنهم ز بسکه از حد افزود　　گفتی لا تقنطوا و یا سم نزدود
آرے ناجی شد آنکسے کش از شرم　　با عفو تو راز دیده جز اشک نبود

راز تحلیل یافته و حرف زے بمعنی از حاصل شد و یعنی با لفظ عفو

Marfat.com

حرف را است عفور شد و از آں دیدہ کہ عین عفور است اشک شود غفور گردد۔

مجیب

آں لعل اگرچہ جان فزا دل جوست　　اما ز نفس سیہ دلِ دافعی خوست
گر زلف دہد دہن نہادن بلبش　　گیرم ز لب آن ہمہ کہ آں زلف بر وست

زلف جیم است و دہن اندر آن میم و لب آن حرف جیم است چوں میم برج بیامد مجی بہم رسید و از لفظ لب انچہ زلف بر اوست حرف ب است چہ لام کہ تشبیہ بزلف دارد بر حرف ب است آں گرفتہ شود مجیب ظاہر گردد۔

حق

عالم چو بعشق آں ستمگر آشفت　　او خواست کہ جنس دِل از و گیرد مفت
چوں دیدۂ خصم آں تمام عیاری　　در ہاز میاں نمود و آخر نہفت

دیدۂ خصم صاد است و مثل آں ضاد است یعنی مکتوبی و تمام آں ضاد است ملفوظی و در ہائے آں باعتبار ہندسہ ۵ آں کہ منتصد است دو است بدیں صورت ۰۰ ۸ و ایں نقطۂ ہا از میاں ضاد کہ الف است کہ دو پس ہر گاہ دو نقطۂ بر الف آید صد گردد کہ قاف است و ہشت صد ہشت ماند و آں حرف ح است و آں ذکر کہ دال است ہفت اسم حق بمنصۂ ظہور پیوست۔

باطن

کرد در شب ماہ آں شہ حسن و جمال　　از پردہ نماید رخ خورشید مثال

Marfat.com

از بسکہ زخود تہی شود از شرمش　　از بام رباط مہ نماید چو ھلال

از بام رباط مہ نماید چو ہلال گفتہ و تبدیل حرف را کہ در اوّل رباط است بنون خواستہ و از عبارت نماید چو ہلال مراد آنست کہ آن نون در آخر رباط باشد چہ ہر گاہ از بام بہ بیند ہلال در مغرب نماید پس لفظ با من صورت بندد۔

مالک الملک

آنرا کہ ز داغ عشق نقدی اندوخت　　در مکتب عقل نسخہ ہا باید سوخت

شد با ہر لا و لم دل اندر صد بحث　　آخر ز کتاب عشق حرفی آموخت

با قلب شد اب گردید مراد ازاں ما است دہر یعنی کل قلب شد لک گشت و لا قلب شد ال گردید و لم قلب شد مل گردید و آخر این ہمہ حروف حرفے از کتاب کہ کاف با شد از مجموع مالک الملک صورت بست

ذوالجلال وَالاکرام

آں دل کہ چو خورشید مصفا دیدی　　از روشنی بادہ و صہبا دیدی

بر گیر کد و نہ دل جلا گیرد اگر　　در دورۂ ما نہ کار دل را دیدی

بر گیر کد و یعنی مثل دو کہ ذو است و نہ کہ لا ہست دل پس ال باشد ذو ال شد و لفظ جلا اگر را گیرد یعنی نور از ذوالجلال و شد دو بر مام است در آں نہ یعنی لا و کار کہ دل ان حرف را ست کہ کرا باشد پس الاکرام شدہ۔

Marfat.com

امام بخش اسم مصنف

در دورۂ حسنت اے ہلالیں غبغب ∴ خورشید و قمر کشودہ در دعوئ لب
بر بام تو نیز جلوہ کن وقت سحر ∴ یا آن رخ خود نما میان دل شب

یا آں تیہ یا است و از اں تکرار ام مراد است پس امام شود و درمیان مقلوب شب کہ بش است حرف خائے معجمہ کہ رخ لفظ خود است در آید بخش گردد۔

صہبائی تخلّص مصنف

داغ دل تست لالہ گوں صہبائی ∴ چاکِ جگرت گل جنوں صہبائی
دل نہ در دیدہ تا بہاری شگفد ∴ آخر گوی دل است خوں صہبائی

چوں بہ قلب شود ہب گردد و آں در دیدہ یعنی صاد آید صہباد گردد و آخر را کہ دال مسمیٰ است ئی بگوئی بہ ئی بدل کن کہ صہبائی شود۔

مولوی محمد حسین ہجر

بلبل شاخسار سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مولوی محمد حسین ہجر شاگرد رشید مولوی امام بخش صہبائی تمام کتب منثور و منظوم فارسی انھیں کی خدمت میں تحصیل کیں اور مشقِ سخنوری بھی انھیں کے التفات سے بہم پہنچائی تحقیق مقامات اور تدقیق رموز مکتومہ کتب متداولہ خوب طرح سے کی ہے لغت و اصطلاح فارسی پر نظر اور زبان دری کا تتبع بکمال ہے انشائے نظم و شعر میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔ یہ چند شعر بطریق یادگار لکھ کر ہدیہ ارباب

Marfat.com

شوق کرتا ہوں۔

اَشعار

درجواب شکوہ ہای کم نگاہیہای ناز
سرمہ گویا میکند چشم ترا نازم حیا

ندادرتاب بیتش دیدہ حسن بیحجابش را
کہ باشد حیرت چشم نقابی آفتابش را

زشوقش صد تپش فرسودہ دل اندر بغل دارم
رم آہو عناں درکف سپارد اضطرابش را

بروی ماہ تاباں رنگ در پرواز می آید
نمیدانم کہ از رخ برکشید امشب نقابش را

نگہ دزدیدہ نرگس میدمد از خاک تا محشر
شہید ناز چشم سحر ساز نیمخوابش را

کنم گر عرض حال ایں دل صد پارہ در پیشش
بخاموشی سپارد ہجر آں مدخو جوابش را

چناں ضعیف شد از غم تن نزار مرا
کہ بار خاطر من میکند غبار مرا

تو نیز چارۂ حیراں نمیتوانی کرد
بجلوہ آئی ز حیرت برد ز کار مرا

بباد روی او خلوت در انجمن دارم
من و خیال تو با دیگرے چہ کار مرا

چناں ز خویش نفورم کہ خاکم از پس مرگ
دہی بباد نیاید بدل غبار مرا

میر نثار علی نثار

ابن مولوی عبداللہ یہ بڑے خاندانی اور آبا و اجداد ان کے ہمیشہ صاحب اعتبار رہے چنانچہ مولوی رحمت اللہ کہ ان کے جد اعلیٰ تھے استاد تھے محمد شاہ بادشاہ کے اور اُن کے پرنانا مولوی اشرف صاحب استاد عالمگیر کے تھے انھوں نے تحصیل کتب فارسی اور مشق سخن مولوی امام بخش صہبائی سے کی ہے

Marfat.com

فکر خوش اور سلیقہ کتب دانی کا اچھا رکھتے ہیں علاوہ اس کے خط نستعلیق ایسا خوب لکھتے ہیں کہ اُن کی کشش مدات سے ابروے شاہدان چین وچگل پر اشارت اور ان کے سرعین سے نرگس شمشاد قدوں پر کتابت ہے، الف کی راستی کے آگے سرو کا قد خمیدہ اور ب کی خوبی کے آگے لب خوباں دندان حسرت سے گزیدہ ۔ چشمہ ہ کا آب حیات سے لبریز صفحہ تحریر کا رنگینی رقم سے گل خیز ۔ دندان سمن رویاں دندانۂ سین سے شرمندہ ، اور کاکل سنبل رویاں دنبالۂ میم کا بندہ ۔ یہ کمال ان کا مقتضی تھا اس امر کا کہ اُن کو خوش نویسوں کے ذیل میں لکھتا، لیکن سخنوری کی مناسبت سے شعرا کی ذیل میں انسب معلوم ہوا ۔ یہ چند شعر اُن کی خوش فکری پر گواہ عادل ہیں ۔

اَشعار

مانع گر یہ شود حوصلۂ عشق ارنہ ہست صد دیہ من مایۂ طوفانے چند

چساں بندم بمژگاں تند سیل چشم گریاں را کہ صد راہ نتواند شد ن خس جوش طوفاں را

دریں وادی کہ رفتم کس نشان من نمی داند صبا خود کیست عنقا آشیان من نمی داند
بزعمش گفتم آخر بند و اکن سخت پیچیدش چہ دشوار است کان ہندو زبان من نمی داند

داغہا بر سینہ دارم لالہ زار کیستم
خون دِل از چشم می ریزم بہار کیستم

Marfat.com

جناب محمد مومن خاں مومن سلمہ اللہ تعالےٰ

زنگ زادے آئینۂ سخندانی مصقل مرات نکتہ رانی، محی مراسم کمال ماہی کساد فضل وافضال، جلوہ دہ عرائس مضامین تازہ زیب وسادۂ کمالات بے اندازہ سرمست نشۂ سخنوری نظر باز شاہد معنی پروری، غواص محیط تدقیق آشنائے بحر تحقیق، پیرایہ پیرائے محامد پسندیدہ حلیہ طراز اطوار گزیدہ، غازہ پرداز چہرۂ خلق محمدی مظہر آثار سعادت ازلی وابدی، یگانۂ جہاں محمد مومن خاں مومن تخلص۔ ان کے کمالات کا اندازہ ظرف شمار سے افزوں اور حیطۂ تعداد سے بیروں ہے۔ معنی تازہ سے قالب الفاظ میں جان ڈالنا اور انفاس عیسوی سے معنی پژمردہ کو تازہ تر از گل اور سیراب تر از مل کرنا ایک شیوہ ہے خاصہ اسی سخن سنج معانی پناہ کا۔ ان کے فروغ ضمیر سے دری کوکب دری اور ان کی متانت طبع سے سخن ریختہ ایوان ریختہ۔ اگر یہ کہا جاوے کہ شبیہی زبان حافظ اور نمک سخن سعدی اور متانت تراکیب انوری اور نشست الفاظ خاقانی اور آیانی عبارات ابوالفضل ہندی اور تازگی معانی کمال الدین اصفہانی اور سوا اس کے جو خوبی صنف شعرا سے کسی کے ساتھ مختص ہے سب ان کے کلام معجز نظام میں صرف ہے، حق شناسی اور مرتبہ سے بہت بعید اور نہایت دور از کار ہے۔ حق یہ ہے، کہ قام ازل نے سب کو انھیں کے خوان استعداد سے منصب ریزہ چینی اور انھیں کے دیگ کمال سے وظیفہ چاشنی گیری عطا کیا ہے۔ زبان ریختہ میں وہ کمال مبدء فیاض سے حاصل ہوا ہے کہ سودا کو ان کے سخن کے رشک سے جنون اور میر ان کے کلام کی خجلت سے مرقد میں سرنگوں۔ سخن گوئی

Marfat.com

کو بحد اعجاز پہنچایا اور شعر نے اُن سے مزینۂ حکمت کا پایا ۔ نکات سخن اور دقائق فن ان کی قلم سے اس طرح گرتے ہیں جیسے ابر سے باران لطافت ۔ اُن کی طبیعت اور فروغ اُن کے ضمیر میں ایسی ہی ہے جیسے آئینہ میں صفا اور مشرق میں خورشید رخشاں ۔ ابیات ان کی مثل بیت ابرو سراپا انتخاب اور اشعار اُن کے مانند مصرع زلف مجموعۂ آب و تاب ۔ سخن اُن کا باوصف پرگوئی کے رکاکت سے خالی اور فکر ان کا باوجود غور کے عالی دیوان ریختہ کا مشتمل ہے اصناف سخن اور شعب فن پر ۔ غزلیات سے لے کر تا مخمسات و مسدسات اور فرد سے لیکر تا رباعیات و قطعات جس پر نظر پڑے اگر وہ عاشقانہ ہے ہر حرف اس کا گردۂ تصویر آہ ہے اور اگر انداز معشوقانہ کا بیان ہے تو ہر دائرہ اس کا ایک چشم سراپا ساہے مستعد نگاہ الحاصل کلام بلاغت نظام ان کا حصر و شمار سے افزوں ہے ۔ چھ مثنوی اور قصاید متعدد اور انشائے نثر با عبارات متین و با مضامین رنگین ۔ اگر سب کو بتفصیل لکھا جائے ایک دفتر ہو جائے ۔ اسی قدر پر کفایت کر کر کچھ نثر اور کچھ نظم لکھتا ہوں تاکہ ارباب شوق کو اس سے استفادہ ہو ۔

رقعۂ فارسی بخدمت حکیم

اے مرگ بدور چارہ ات در آزار — جز چشم بتاں کسے ندیدم بیمار
دانم کہ شفاخانہ شود گورستان — گر رنجہ کنی قدم پئے استغفار

حال برادر نزار شنیدہ و تعلل اسباب رسیدہ ۔ لیے پہ پرسش نکشادن این عقد کشاد و گامی بطریق عبادت نہادن رو براہ تفہیم نہاد ۔

Marfat.com

چوں راز پنہاں پنہاں نماند و با سر مکتوم سزاے کتماں، اگر نالۂ بیمارانہ سر کنم زباں بوم است اگر چنیں وصایا بر لب آرم نفس واپسین صواب انجام، ورنہ مداواے مریض عشق بہ نسخۂ معجز الیسر منقول نیست، دعویٰ بیمار دردمند محبت از لقماں مقبول نہ۔ گیرم کہ رائے اصابت قرین بجان داروئے وصال پے برد، جانانۂ عاشق کش را بغم خانہ کہ تواند آورد، درین حال ہم شرح احوال و تفصیل ملال بیصرفہ نخواہد بود۔ شغل دم شماری مفت نیست، بعد مرگ ہم بآگاہیدن دوست غمگساری تواں نمود۔ فی الجملہ گردن کشی اخلاط ستۂ ضروریہ را ضمان، قارورۂ تبنی و رنگ کاہی دلیل گدازش تن بعذاب جرجیس است و نبض نملی از یاد آمدن حکایت سلیمان و بلقیس۔ افسانۂ فصد لیلیٰ باعث غلیان دم است و حکایت جوے شیر شیریں سبب ہیجان رطوبت و بلغم۔ شعلہ زدن آتش شوق را حمی لثغہ نام بردہ ام و جگر سوزی حرارت عشق را بہ تشخیص تپ محرقہ غلط کردہ ام۔ صداع در اندیشۂ سرگرانی است و شقیقہ بفکر روگردانی۔ عصابہ آنکہ سر از اطاعت بخت نگوں ناتواں برداشت و قرانیطس از آنکہ روزگارے فارغ از حیص و بیص غمخواراں باید گذاشت۔ نسیان از ژاژخائی طبیبان ست و آفۃ التخیل چناں۔ تقرب رقیبان دوار ہمہ دم بیم گردش سپہر ناہنجار است و سدۂ برہان حزن روز سیاہ و شب تار۔ از یاراں میگریزم قطرب ہمیں باشد، کمتر بر طالع دوں میخندم داعنا الکلب چنیں بود۔ سہر خواب بر عاشق حرام است، ثبات ہماں بیخودی مدام، خیال طول امل ایلیمیا باشد و بجوش آمدن خون مورث ابوبلقیسیا۔ کابوس در بیخودیہاے غیرت ملبوس، نعاس در مستی رسیدن عسس۔ امیتۂ چشم جلوہ گاہ و فراست سکتہ بہ ثبوت رسیدہ و گردن

Marfat.com

از فرمان اطبا پیچیدن مثبت تشنج و کزاز گردیده۔ لقوه بزبان کج از خم زلف سخن گفتن، حذا روح حساس و از صحبت اعضا بر آشفتن۔ رعشه بے اختیاریہاے اشتیاق خیالات بحسرت نگریستن، صحبت نبان و عشاق گمان یرقان از رنگ زرد، برد اطراف از ضبط دم سرد۔ سیل از نظارۂ غیر پردہ بر چشم گذاشتن، شعر المنقلب تصور برگشتہ مژگاں نگہداشتن۔ ظفرہ تخیل ناخن نگار بستہ یار، سلاق تراوش پارہ ہاے دل از دیدۂ خونبار۔ نزول الماء پیہم گریستن، ضیق النفس مزد بے یار زیستن۔ طنین از مکالمت با تصور ناہید سرائیست جوش عطاس از سرگرمی یاد شمع لقاے۔ زکام بہ تہیۂ گلگشت بہشت آفریں گوئی، خرس لب گزیدن از دست ترش ابروئی۔ ثبور الشفہ از گرمی تقریر، شقاق اللسان از نالہ ہاے الماس تاثیر۔ بطلان الذوق از غم و غصہ خوردن۔ خناق راز دل بر زبان نیاوردن۔ سوال بہانۂ جواب نصیحت گر، نفث الدم مغازیہاے دشنہ اثر۔ عسر البلع در فرو بردن جرعۂ تبرید، و قروح المری از ناگواری لقمہ ہاے ثرید۔ علامت شوصہ بر ہیئتے نمیتوان خفت، جفاف اللسان بایں تر زبانیہاے ہیچ نتوان گفت۔ خار خار دشت گردیہا باعث خفقان، تشنہ کامیہاے وصال با عطش مفرط توامان۔ غشی از ضعف دل است، و ضعف دل از کشمکش شوق تاب گسل۔ سوء الہضم از کباب جگر بجوع کاذب خوردن، و جشاء حامض گلۂ ترش روئی بر لب آوردن۔ تہوع و غثیان از بے مزگی رشک اعداست، و احتلاج معدہ در خواہش نیم خوردہ دلربا۔ لذع زہراب ہجران است، و دفع آں از کثرت حسرت خوردن۔ می ترسم کہ تنگ ظرفی ما سارق بردات کیموس نکشد، و از تخالف مذہب اندیشہ ناکم کہ سر اثنا عشری با بلاد

Marfat.com

نہ انجامد۔ قولنج است کہ در ہوائے دل پہلو بہ پہلو می طپم، استسقا است کہ بصد سبوئے آب ہماں تشنہ لبم۔ از شکایت کدورت نفس برنیاوردہ ام۔ ریگ در میانہ فراہم گردیدہ، و بامتلائے جنون اگر سنگ طفلاں نخوردہ ام حصاۃ کلیتین از کجا بہم رسیدہ۔ سرکشی فریسموس یفرر حکنۃ الرحم یار است و برخود بالیدن فتق بارادۂ کون دردیدن اغیار۔ وجع المفاصل از جریان ملاقات و عرق النسا پا بر پازدن از التفات۔ اورام نوبت تا بدست و پا کشیدہ باقرار سلامت اعضاء رئیسہ رئیس الحمقا پندارم، حرارت غریبی قلب تا مغز استخواں رسیدہ انکار دق آخریں درجۂ جہل مرکب انگارم۔ مادۂ بحران ہر روز رنج جلوہ ہائے بے ہنگام است، و علت غائی ہذیان آہنگ خواب ادا ہائے بیمحل و بے مقام، درچنیں وقت کہ ملک الموت نشتر برگ جان سپردہ، و مسیحا فریاد اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ از عرش بریں بالاتر بردہ، غسال کافور بگلاب آلودہ و نجار تخت و تابوت درودہ، خیاط گریبان کفن در بید چارہ فرمایہ ہائے ہائے نالید گور آغوش تمنا باز کردہ، و نوحہ گر زبان واویلا دراز۔ صلوٰۃ جنازہ از جواب غفلت دل کشانتر است و دعائے مغفرت از صفیر نوم، جانفزاتر حاشا ثم حاشا زینہار زینہار مباد، لب بہ تلقین و استغفار بکشاد، غفر اللہ لمن قال:-

ز تاب رشک ملائک بدوزخ اندازند
تو بر جنازۂ مومن اگر نماز کنی

والسلام

اشعار فارسی

چساں بر تالہ ام گوشے نہ بیدرد میداند
محبت ہائے پنہاں را شکایت ہائے پیدا را

خوش نیست دورۂ چرخ و مہ و آفتاب را
از سر بنا نہید جہانِ خراب را

Marfat.com

امشب عسس زکوی تو ام چوں برد کہ دوش　　فریاد من زدیدہ شد و برد خواب را
ہم تاب وصل نیست من بے نصیب را　　خود دشمن خودم نشناسم رقیب را

خندہ چہ خوش شیوہ ایست از پس خشم و عتاب　　لذت دیگر بود زخم نمک سود را

گر بہ برحال خودم آمد و طوفاں آورد　　کردہ آئینہ خراب ایں ہمہ کاشانہ ما

از کف دشمن گرفتم جام را　　می شناسم گردش ایام را

سر بخشش اگر ای داور محشر داری　　مومنم مومنم از گبر و مسلماں دریاب
وصلت است اگر شمع کنم چہرہ میفروز　　از مایہ خود نیز خدر می کنم امشب

فزود زلف کشد خط سبز تو دل را　　بدیدہ بیش خلد سبزہ کہ نوخیز است

دشمن فغاں نکردہ و آہم اثر نداشت　　این نیلگون لباس فلک داد خواہ کیست

با کفر و آستان کلیسا ترا چہ کار　　مومن بدیں بہانہ نشستن برای کیست

کار ہمت نہ بہ اندازہ طاقت باشد　　مرغ بسمل شدہ را ہم سر پروازی ہست
دم جان پرور تو ہر چہ کند دارد دانیم　　از ادب گرچہ نگوئیم کہ اعجازی ہست

Marfat.com

خواجہ را شوق نظر بازی و من می ترسم　　کہ درین جمع حریفی قدر اندازی ہست

سخن آمد و آورد تفاوت دارد　　صورا گرمی ہنگامہ افغانم سوخت

بر طرہ پرشکن چہ نازی　　آخر ز دلم شکستہ تر نیست
آغاز محبت است ای چشم　　ہنگام تراوش جگر نیست

دی شب کہ گوش در پس دیوار داشتم　　گفتی حکایتی و شنیدم درین چہ بحث

خواہم شب وصال تو خندیدن آنقدر　　کاندر زمانہ خندہ نماند برای صبح

فریب لطف نہانی نخوردہ کس چو من　　ز بزم راندہ و نشستم بر آستان گستاخ

مومن آہنگ حرم کرد ز بیداد بتان　　بس بجان آمدہ شاید دو سہ منزل برود

با ناتوانیے کہ کف از دست رفتہ بود　　چاکی زدم بجیب کہ از کس رفو نشد

کو دشمنے کہ یکبار زنم بر دل دشمن　　آن دشنہ کہ صد بار زدم بر جگر خود
پامال ندامت شدم از طعنۂ بلبل　　دیگر نزنی گل بسر خود بسر خود

صد پردہ بروی دوست بستند　　زان جملہ یکے جمال باشد

Marfat.com

شیوهٔ ناز تو انباز نمی داشت روا　　لاجرم از ستم دهر امانم دادند

سالها باز بکفّاره ستم می ورزد　　دل من شاد اگر یکدو زمانے دارد

واعظ اینگونه صنم را نگذارد مومن　　یا بخلدم به برد یا بجهان حور بیار

جانم بلب رسیده و چشمم براه تست　　دارم ز عمر رفته امید وفا هنوز

آه از تیغ رشک و تیزی او　　آرزوے بریده ام که مپرس

تو خوش که دل بردی ز من من خوش که از روز ازل
جان دشمنے در خانه بود از خانه بیرون کردمش

یا فلک آدم نداند غیر را　　یا حدیث مردم آزاری غلط

از خدا خواری دشمن خواهم　　داند از حسرت شدّاد چه حظ

اگر به پیش تو نالم ز جور معذورم　　نگنجدم بدل آشتی شعار نزع

مشتری کو مایهٔ بیداد کو　　سر فروشم بر سر بازار عشق

Marfat.com

عمر کوتاہ دادہ اند مرا　　گوشب غم بود دراز چہ باک

بتپاے آن صنم آخر چہ کردہ ام مومن　　کہ پیش کعبہ ام از طوف واز نماز خجل

مردم و مشکلش آسان کردم　　رحم بر بازوی جانان کردم

عصمتم طعنہ بتقدیس ملائک میزد　　بتمناے قبولت ہمہ تقصیر شدم

فردا حذر ز نالۂ محشر گداز کن　　امروز فکر کار من بای کارساز کن
گر پاے نازنین تو رخصت نمیدہا　　از دور بر جنازۂ مومن نماز کن

جذبۂ شوق الفتم یار مرا بر بتم　　میکشد و منجنتم جان زپی نثار کو

جوش رحمت کار بر ما تنگ کرد　　تو بہر لب رفت باران آمدہ

ای چشم چہ دیدی از نگاہش　　بی وعدہ در انتظار چونی

اشعار ریختہ

خوب ہو گئی جدائی میں تڑپنے کی شب وصل　　گو چین ہو دل کو مجھے آرام نہ ہو گا
منقوش دل خلق ہے پرہیز کی خوبی　　کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہ ہو گا

Marfat.com

عشق کیوں در پے جاں شوق ہے کیوں سینہ شگاف
دشمنی دل شکنی شیوۂ احباب نہیں

گلۂ چرخ عبث شکوۂ جاناں بیجا
یاس و حرماں کو مری حاجت اسباب نہیں

گذرے ہیں میری خاک سے غیروں کی کیا مراد
فتنہ اوٹھا ہے گرد و پس کارواں نہیں

لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
ناصح ہی کو لے آؤ گر افسانہ خواں نہیں

اوس بت کی ابتدائے جوانی مراد ہے
مومن کچھ اور فتنۂ آخر زماں نہیں

تاثیر صبر میں نہ اثر اضطراب میں
بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب میں

کہتے ہیں تم کو ہوش نہیں اضطراب میں
سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں

کھولا جو دفتر گلہ اپنا زباں کیا
گذری شب وصال تمہارے حساب میں

دونوں کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
وہ ہی خط اوس نے بھیج دیا کیوں جواب میں

پیہم سجود پائے صنم پر دم وداع
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں

ای آہ آسماں میں عبث رخنہ گر نہ ہو
ڈرتا ہوں میں نزول بلا بیشتر نہ ہو

لبوں پہ جان ہے ایسی بھی کیا ہے بیدردی
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

کہا اوس بت سے مرتا ہوں تو مومن
کہا میں کیا کروں مرضی خدا کی

Marfat.com

جناب نواب محمد مصطفےٰ خاں بہادر حسرتؔ کی وشیفتہ[1]

سلمہٗ اللہ تعالیٰ

مسند آرائے جاہ و جلال، زیب و سادۂ مکنت و اقبال۔ عمدۂ اراکین دولت اسوۂ اساطین حشمت۔ بانی ایوان رفیع البنان ایوان خانی، موسس اساس بلند پایۂ والامکانی۔ چمن آرائے طالع بلند، حدیقہ طراز مدارج ارجمند، شراب زلال سرچشمۂ بلند اقبالی، خدیو درجۂ والا و صاحب مرتبۂ عالی۔ مہبط انوار سعادتِ ازلی، مورد انظار مراحم لم یزلی۔ نبض شناس شخص سخن فہمی و سخن دانی، قانون دان پردۂ نکتہ سنجی و نکتہ دانی۔ حاتم کرم عطار درقم، رستم توان نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر۔ ریختہ میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی تخلص کرتے ہیں۔ اگر ان کے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کی مدح لکھوں کر پاس بارگاہ کے اندیشہ کو مانع بار ہے، اور اگر ان کی شجاعت ذاتی اور جرأت جبلی کے اوصاف ذکر کروں اس ہمت تواں کی ہیبت شیری سے فکری لرزۂ دہشت میں بے اختیار۔ اور اگر بالفرض ان سب چیزوں سے ہاتھ اوٹھا کر چاہوں کہ مناسبت مقام سے ذکر سخن وری و معنی پروری کا کروں تاکہ بسبب فی الجملہ ممارست کے خامۂ قاصر البیان کچھ طی لسان کر سکے۔ جب اس جگہ قدم رکھا ہر مضمون پست کو اوس درجۂ بلند پر دیکھا کہ کنگرۂ عرش بایں ہمہ سربلندی اوس زدہ سے ہزار پایہ نیچے تھا، اور طائر بلند پرواز

---

[1] نواب صاحب نے اپنا کچھ حال اپنے تذکرہ گلشن بیخار میں لکھا ہے اور کلام کا انتخاب بھی دیا ہے (ص ۱۱۶ و ۱۳۲)

Marfat.com

سدرہ سو برس کی پرواز کے بعد وہاں تک پہونچ نہ سکتا تھا۔ اندیشۂ کوتاہ اس بلند پروازی سے عاجز اور راس بالا روی سے زبون ہو کر ایک سیدھے رستہ پر پڑ لیا یعنی کچھ احوال سعادت اشتمال اس حضرت کا لکھ کر چاہتا ہے کہ اپنے تئیں روشناس اہل سخن کرے۔ یہ زبدۂ اراکین روزگار خلف الرشید ہیں اعظم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ مرحوم کے، اور باعتبار کمالات ظاہری اور جلالات باطنی کے فخر خاندان اور شرف دودمان ہیں۔ خاک اون کے دروازہ کی معدن زر اور سنگ اون کے آستان کا کان گہر اگر ابر نیساں کو اون کے بحر کف سے ایک نم حاصل نہ ہوتی تو ہر بار نہ ہوتا اور اگر آفتاب کو اون کے چہرۂ شگفتہ کا فیض نہ ملتا عالم اوس کے اثر سے گلزار نہ ہوتا، بہار اون کے خلق سے نکہت آمیز اور موج گوہر ان کے بحر عطا سے طوفان خیز۔ زہے شجاعت کہ اگر مصور طراحی کے وقت ان کا نام لے تصور رستم میں لرزہ پڑ جائے، اور عجب عدالت کہ اگر ان کی مدح کے وقت نوشیرواں کے نام لینے کا ارادہ کریں زبان کو اس حرف سے ننگ آوے۔ بلند پایگی حشمت وجاہ کا وہ عالم کہ عمائد روزگار ان کے خاک آستان کو بہ از تاج دارا جانتے ہیں، اور ہزار سلام بیجواب کو بہتر خلعت دارائی سے سمجھتے ہیں۔ اور خلق حلم کا وہ حال کہ احوال پر خاکسار جبتک نظر شفقت سے نہ گذرے نسخۂ مراحم کو ناتمام اور دفتر تلطف کو ابتر تصور کرتے ہیں۔ سبحان اللہ انک لعلیٰ خلق عظیم کا مظہر اس سے زیادہ ہونا محال ہے وتخلق باخلاق اللہ اس سے بڑھ کر ہونا وہم وخیال۔ باوجود ناز ونعم ثروت کے مشق سخن کو اس مرتبہ پر پہونچایا ہے کہ قلم تردد سے نہیں آسودہ ہوتا اور فکر تلاش سے بلبل کی سجع خوانی اور قمری کی فصیح بیانی انھیں کی نستعلیق گوئی سے مستفاد ہے۔ الحق

Marfat.com

یہ پایہ فصاحت کا اور یہ سرمایہ بلاغت کا خداداد ہے۔ اگر رنگینی مضامین کے گُل کو رنگ اور عبارت کی لطافت گوہر کو آب نہ دے، بلبل کا عشق کامل اور تاج سلاطین کی زیب تمام نہ ہو۔ مصرع غزل شعلۂ آہ عشاق، اور بیت مثنوی ابروی خوبان آفاق۔ انتخاب اون کے کلام بلاغت نظام کا اس مقام پر سرمایۂ فرحت ارباب نظر ہے اور مشغلۂ اہل ہنر۔

رقعہ بنام جناب مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

اے از نفس خامۂ مشکین رقم تو

نسرین کدہ در جیب و بغل باد صبا را

بورود والا نامۂ دلا آمود با نثر نثرہ نثار و اشعار شعری شعار، اندازۂ اعتبار خویش برگرفتم حد مرتبہ نظم و نثر دانستم، آن سینہ را بیک ایمن نور انباشت، و این دل را بیک سحر فروغ شید کی ساخت۔ آن بیخود شوق نمود و این مستی دانش افزود۔ بران سرم کہ پارۂ از وصف ہمایون نظم و خجستہ نثر رقم کنم کہ عرصۂ سخن فراخ است و طبع من چالاک یک دو سہ جولان شوخ را وقت است ولے ترسم کہ یکیش اغراق گوید و دیگریش غلو خواند، و نداند کہ اگر مہر را مہر و ماہ را ماہ گفتہ شود چہ غلو و کدام اغراق تواند بود۔ گل را رنگینی و بوئی ہست و مل را اثرے و ذوقی۔ اگر انچہ در آنست برلب آید چرا شگفت نماید۔ بالجملہ از طرز شاعرانہ میگزرم کہ چنیں نیرنگی احتمالہا با اوست، سخن سادہ و بے رنگ میگزارم کہ در بار نامۂ راستان نخستین بنام او توشیح یافتہ۔ و ہان وہاں طرفہ ارج و جاہے در بارگاہ مبدّ فیاض نصیب بخت بلند کہ حضرت است کہ نہ ہمیں یک رہ کہ صد رہ دیدہ ام تشریف تان دیگر است و تشریف دیگراں

Marfat.com

دیگر، عرفی مطالب را در ین زمین نظمی است و هم شمارا نظمی، این دیگر است و آن دیگر. سیرابی معنی در سخن عرفی مسلم است ولی لفظ شکفتہ کو، شادابی الفاظ در گفتار طالب بجاست اما معانی تازہ کجا، ہما ناچنیں نغز گوئی ونادرہ سنجی در بخش صاحب افتادہ است ولب خوش گفتہ آنکہ گفتہ۔

کم افتد چنیں نکتہ پرداز کم
کہ نازند از و لفظ و معنی بہم

نازم بدم گیراد نفس با اثر کہ افسردۂ طبع مرا گرم گفتار ساخت، تا این خورش انگیز سخن از دیدہ بدل رفت، دل چنان نعل در آتش گشت کہ تا دیدہ ہنگامہ گریستن بلند آوازہ نکرد و مژہ راہ در سم ابر بہاری تازہ نکرد، از بیقراری نہ نشست واز برنخاست۔ بیخبراں چشمکی زنند مبدائم در محلس اعجاز دم از افسون باطل زدن نہ رواست، اما چہ کنم چکیدۂ دل است و تراوید دیدۂ جگر۔ نہفتنش نیز نوعی از جفاست، الا جرم عنان ادب رہا میکنم ولب بہ تکلم آشنا میکنم۔

رقعہ دیگر

خورشید پایہ صاحبا! بشی اندلشۂ جہان پیما فراز فلک حرا مید تا نظری برخوب وزشت گیتی تواند افگند، از ذرہ تا مہر و از خار تا گل ہمہ را سر بسر در نگریست، نہ نگریستنی بے حضور بلکہ بدیہی را در لباس نظری جلوہ گر ساختند نظارگی آمد۔ ہر چند اگر بر عکس رفتنی ہم بہ نیروی حدس خداداد بر اہر نشانی وبیجا و حرام نیفتادی، اما پاس زبان بندی کوتاہ نگاہان و بجا آوردہ فرمان حزم باینطریق چالش فرمود، خشکیدہ ورق درختی نماند کہ برنگ سبزہ خرم

Marfat.com

مطرح صد نظر نشد، و در تہ دریا نہفتہ خزفی نبود کہ گوہر یک دانۂ نمط ہوائی دیدنش بدل دوربین نہ پیچید، چون امیر خسایس این پایہ دریافتی کہ دیو دژم ہیکل بکرشمۂ شاہد نازنین و آتشیزہ بلمعۂ اسپندار بود، چہ پرسی از شرائف و جلائل کہ ہر یکے ازان بنگاہ غنج و دلال یوسفی داشت، و ہر کدام بنظر فریبی و دل آرائے حوری بود، از فردوس فرود آمدہ، یا پری نقاب از رخ برگرفتہ ولی ازین میانہ متاعی کہ با دوستی ہم ارزش و کالائے کہ با محبت ہم بہا باشد مشہود نشد۔ گوہری باین تابانی و اختری باین رخشانی منظور نگشت، خورشید پیش قرہ نور شب تیرہ شناس و از ماہ کمتر برین محیط در جنب جزر و مد طغیانش شبنم گیر و از عمان کمتر۔ کوئی کہ اگر پرتوی از فروغش دریابد ہد شعلۂ آذر گمان دود جہیم برد، و بلبل اگر لمعۂ ازان تجلی کسب کند آتش گل را ہم جلوۂ انگشت شناسد، تا ازین نافہ شمیمی مشکین نہ باتست، اگر ہمہ مجنونستی خود را در چشم لیلی نوفل شمار و تا ازان شکرستان ذوقی بکام تو نیست۔ گو ہمہ پرویرستی شیرین را ازان حریف پندار۔ فذلکۂ سخن چون نگاہ بخود افگند، دریافت پیش ازان کہ روزنہ از سیدستان آگہی کشادہ گردد، مہبط این نور مورد این تجلی بود۔ بسجدہ افتاد و بسپاس رفت و ترانۂ شادمانی برکرد و زمزمۂ نشاط بلند آوازہ گردانید و افزونی ورزش این فرخ شیوہ از خدائے درخواست و پیش آورد ضوابط و رسوم آن را بحدی تمامتر خواہند آمد روشنی پذیرفت کہ علاوہ علاقۂ معنوی مراسم صوری را در افزایش مدارج اتحاد و دستگاہے دیگر است، لاجرم بنگارشنامۂ گستاخ گشت، میداند کہ مراتب عطوفت را سرمایۂ والاست حضرت مخدوم باین بگونہ زلت خواہد بخشود۔ دل از درد طبع حریص است کہ لختی گلہ از درد دوری سر دہد و دلی خالی کند، اما بسی بی نسبت است چہ

Marfat.com

آنجا کہ مجرد رقم سنجی در بیم و امید داد این مایۂ جرأت را نبرد از کجا خیزد۔ بیت

حسرتی تو نامہ آرائی و من پاسخ طلب
زود بر بال کبوتر بند مکتوب مرا

والسلام

اشعار فارسی

خوش آنم کز ہجوم شکوہ تلخی زیر لب گویان
تو برخیزی ز ناز و حسرتی در دامن آویزد

پہلوی غیر بہ بزمش نکنم جای کہ نیست
چشم آنم کہ نگاہ غلط انداز کند

جای رحم است بران بسمل مسکیں کہ ہنوز
نیم جانی بہ تنش باشد و قاتل برود
بیقراری اگر ایں است چہ قاصد چہ ندیم
آسمان از پی آوردن محمل برود

بسنان تو ہوسناک فرستد بیغام
بکمند تو سلام از دل آزاد رسد

خاکم بسر کہ عاشق کار اوفتادہ ام
دانم کہ بار قیب بخلوت چہا برد

بیاد طلعت مقبول را بیغمابر
خلل بکار دعاہای مستجاب انداز

شب فراق بمہتاب و گل ستیزہ کنم
بروز وعدہ بہاراں و باد زیں[1] دارم

---

[1] نسیم۔

Marfat.com

جواب طعنۂ حرمان و طنز ناکامی — ہمیں بس است کہ معشوقہ نازنین دارم

نی سجودم را قبول و نی سلامم را جواب
رایگان بود اینکہ عمرے جابران در داشتم
ظلمت شب برقرار و صبح ناپیدا ہنوز
حسرتی بیجا سر از خواب عدم برداشتم

مرا بخشید و گاہی جز بدی نیکی ندید از من
نمیدانم کدامین جرم ایزد بر گزید از من
سخن بے ربط گوئی حسرتی لیکن نمیگیرم
ہمیں روداد من ہم بود و چون یارم بمید از من

ای کہ تلخ از سخن تلخ تو شد عیش مرا — نتوانی کہ نلافی بشکر خند کنی
حسرتی مرد اگر فایدہ ات چیست جز این — کہ دل غیر بابن واقعہ خورسند کنی

کونین رونمائے خجالت نمی شود — ما را چہ دادہ کہ خریدار می کنی

اشعار ریختہ

ای مرگ آ کہ میری بھی رہ جائے آبرو — رکھا ہے اوس نے سوگ عدو کی وفا کا
ہائے اوس برق جہان سوز پہ آنا دل کا — مجھے جو گرمیٔ ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون وفا — آدمی کا نہیں مقدور بچانا دل کا

Marfat.com

نقش تسخیر عنبر کو اوس نے خوں لیا تو مرے کبوتر کا
میری ناکامی سے فلک کو حصول کام ہے یہ اوسی ستمگر کا

خوبیٔ بخت کہ پیمان عدو اوس کو ہنگام قسم یاد آیا

اوس سے میں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا کیا کروں تھا میرے دل میں سو لبوں پر آیا
آپ مرتے تو ہیں پر جیتے ہی بن آئے گی لے شیفتہ ضد پہ جو اپنی وہ ستمگر آیا

کوئی پیمان جہاں میں نہیں جیتا لیکن تیرے مہجور کو جیتے ہوئے پیماں دیکھا
اس طرف کو بھی نگہ تا سر مژگاں آئی بارے کچھ کچھ اثر گریۂ پنہاں دیکھا

نہ لکھنا تھا غم ناکامیٔ عشق جواب نامۂ بے مدعا کیا

کب طالع خفتہ نے دیا خواب میں آنے وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا!

گور میں یاد قد یار نے سونے نہ دیا فتنۂ حشر کو رفتار نے سونے نہ دیا
شب ہجراں نے کہا قصۂ گیسوئے دراز شیفتہ کو بھی دل زار نے سونے نہ دیا

بسکہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا
تاب بوسہ کی کسے شیفتہ وہ دیں بھی اگر کر چکی کام یہاں لذت دشنام اپنا

لہ شوق مردن۔ بھلا پھر جینے سے بن آئے گی (گلشن بیخار ص ۱۱)

Marfat.com

سودا زدہ کہتے ہیں ہوا شیفتہ افسوس — تھا دوست ہمارا بھی سنبھل جائے تو اچھا

دِل زار کا ماجرا کیا کہوں — فسانہ ہے مشہور سیماب کا
نکیجو غُل اے خوشنوایان صبح — یہ ہے وقت اون کے شکر خواب کا
محبت نہ ہرگز جتائی گئی — رہا ذکر کل اور ہر باب کا
پڑے صبر آرام کی جان پر — مری جان بے صبر و بے تاب کا

کیا حال تمہارا ہے ہمیں بھی تو بتاؤ — بیوجہ کوئی شیفتہ اُن اُف نہیں کرتا

تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار — شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مشاطہ کا قصور رہی سب بناؤ میں — اوسنے ہی کیا نگہ کو بھی پر فن بنا دیا

شکایت کو اوس نے سُنا بھی نہیں — کھلا غیر پر راز پنہاں عبث
نہ سمجھا کسی نے مجھے کل نہ صبح — ہوا ٹکڑے ٹکڑے گریباں عبث

جاتے ہیں اور منع کی طاقت نہیں مگر — رہ جائیں آپ وہ مجھے ناچار دیکھ کر

خیر جو گذری سو گذری پر یہی اچھا ہوا — خط دیا تھا نامہ بر نے ہو سکو تنہا دیکھ کر

کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ — اوس گل پہ غش ہیں جسمیں محبت کی بو نہیں
دشمن کہیں گیا نہ ہو آنکھوں سے شیفتہ — اوس کی گلی میں آج نشان قدم نہیں

Marfat.com

نواب محمد اکبر خاں بہادر رحمۃ اللہ تعالےٰ

نخلبند حدیقۂ بخت مندی نونہال گلشن طالع بلندی، عارج معارج اقبال صاعد مصاعد جاہ وجلال، بہین نتیجۂ ادوار فلک، کارفرمائے ملک وملک، یگانۂ دوراں نواب محمد اکبر خان اکبؔر تخلص، کہین برادر نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر کے طبیعت نہایت رسا اور ذہن نہایت جودت کے رکھتے ہیں ہر چند فکر سخن کی طرف کم متوجہ ہوتے ہیں لیکن بہت خوش فکر ہیں۔ مشق سخن مومن خان مومنؔ سے کی ہے۔ ہر بیت اون کی مضمون رنگین سے دکان گل فروش، مصرع اون کا نازکی کیفیت سے مینائے بادہ سرجوش لطفِ سخن سے خط خوباں خجل اور خوبی سطور سے سنبل جنت منفعل۔ یہ چند شعر اون کے بطریق یادگار نذر احباب ہوتے ہیں۔

اشعار رنگین

نہ تھا سارا جہاں دشمن عبث تو نے جہاں پھونکا
جہاں کو تو نے کیوں ای نالۂ آتش فشاں پھونکا
اثر لیلیٰ کو کیا ہو جب تری فریاد نے مجنوں
حلا یا پائے ناقہ کو نہ دست ساربان پھونکا

جا کر فلک پہ نالۂ شورآفریں کے ساتھ
سیر بہشت کرتے ہیں ہم حوریں کے ساتھ
اللہ رے سوز سینہ کہ دامان چرخ میں
شعلہ لپٹ گیا نفس آتشیں کے ساتھ

Marfat.com

ہم مر گئے اور اوس نے نہ جانا کہ مر گئے
ہر زخم پر جو ہلتے تھے لب آفریں کے ساتھ
وہاں رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا
یہاں جان ہی نکل گئی نہیں کے ساتھ
طوفان نوح و گریۂ اکبر میں فرق ہے
یعنی کہ آسماں کو ڈبویا زمیں کے ساتھ

پنڈت نرائن داس ضمیر

سخن شناس معنی اساس محو جلوہ شاہد نکتہ دانی، نظر باز عرائس معانی صاحب طبع روشن و افکار منیر، پنڈت نرائن داس متخلص بضمیر۔ دقائق سخن سے کما ہی آگاہ، اور فنون شتی میں صاحب دستگاہ۔ لوازم سخنوری مثل بیان معنی بدیع عروض و قوافی سے ماہر، اور خفایای رموز ہنر بتمامہ اس صاحب کمال کے سامنے ظاہر۔ زبان فارسی میں ہم نظم متین و ہم نثر دلنشین ان کے خامۂ معنی طراز سے جلوہ گر ہے اگر نظم ہے مثل نظم جواہر کے مقبول طبائع اہل ہنر، اور اگر نثر ہے مانند نثر نشرہ کے منظور اہل نظر۔ ہر مصرع ان کا رشک مصرع زلف خوباں، اور ہر بیت غیرت بیت ابروی محبوباں۔ رنگینی عبارت رنگینی گل سے بالاتر، اور صفائی الفاظ صفائی گوہر سے واللاتر۔ یہ چند شعر اون کی بلندی فکر اور رسائی طبع پر دال ہیں۔

اشعار فارسی

تو و شوخی و تبسم بہزار ناز کردن ؛ من و عجز و جانفشانی ز سر نیاز کردن

Marfat.com

شب تیرہ فراقت چہ غم از بسر نیاید — بیک آہ میتوانم در صبح باز کردن
چو خمار زور آرد چہ خوش است سوی ساقی — پی جام بادہ دستی بہوس دراز کردن
بہ محبتش ندارم خبری ز کفر و ایماں — نہ خیال بت پرستی نہ سر نماز کردن
تو اگر بجور سوزی ز جفا کشاں نیاید — بجز از دعای جانت ز سر نیاز کردن
چہ دوا ضمیر جویم یکہ درد خویش گویم — کہ نمیتواں علاج غم جاں گداز کردن

میر نظام الدین مرحوم متخلص بہ ممنون[1]

فرید عصر وحید آوان مصداق الشعراء تلامیذ الرحمان۔ جلوہ طراز معانی بکر، زنگ زدائے آئینۂ فکر، نخلبند حدائق افکار بلند، بزم افروز شبستان مضامین ارجمند۔ محک امتحان طبائع موزوں، میر نظام الدین متخلص بممنون۔ خلف ملک الشعرا میر قمر الدین منت۔ پیش گاہ خلافت و بارگاہ سلطنت، دارائے ہند سے مخاطب بخطاب فخر الشعرا۔ سخن میں ایک طرز تازہ کو ایجاد اور ابیات بلند کو معانی ارجمند سے آباد کیا۔ متانت کلام صفائی عبارت اور مضمون اور غرائب تشبیہہ اور نوی استعارات جیسے اس سرگروہ اہل کے سخن میں موجود ہے، کسی اہل فن کے سخن میں متصور نہیں ہے۔ الحق ریختہ کو فارسی اور اردو کو دری کر دیا۔ نہ انکے قصیدہ کے سامنے قصائد قدما کو رتبہ ہے اور نہ ان کی غزل کے آگے غزلیات متاخرین کو مرتبہ۔ ہر نقطہ اون کے سخن کا گوہر آبدار اور

---

[1] گلشن بیخار ص ۱۸۷ اور سخن شعراء نساخ ص ۴۵۵ میں ان کا تذکرہ اور انتخاب کلام دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ہر لفظ اون کے کلام کا لولوی شاہوار۔ طبع بلند اون کی دریائے ذخار ہے اور خامۂ معنی طراز ابر گوہر بار۔ موہبت فیض حقیقی سے مرتبہ اس یگانۂ روزگار کا مستغنی ہے اس سے کہ قلم اون کی تعریف میں کچھ لکھے یا زبان اونکی توصیف میں کچھ کہے۔ بے تکلف تشریح بدن اشعار کے باب میں جالینوس اور نگہبانی چراغ معنی کے واسطے طبیعت اون کی فانوس۔ عرصہ تین برس کا ہوتا ہے کہ اس جہان ناپایدار سے رخت سفر کو باندھ کر راہی جنت ہوئے۔ کسی شاعر نے یہ دو شعر اون کی تاریخ وفات میں پائے۔

میر ممنون از جہاں بگذشت و نزد عالمی
زندگی را از ممات او بود حکم ممات
سر بجیب فکر بردم گفت ناگہ پیر عقل
مرد شاعر شیریں زبان ہند" تاریخ وفات

۱۲۶۰ھ

یہ چند شعر ان سے بطریق یادگار لکھتا ہوں تاکہ معلوم ہو متانت عبارت اوسی سے ہے جو ان اشعار میں ہے اور صفا وہی ہے جو اون لآلی آبدار میں ہے۔

اشعار

برا مانیئے مت مرے دیکھنے سے — تمھیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

اوڑی سو شور محشر گر دہو یہاں ایک جنبش میں
کیا تو نے غبار اے چرخ ہم کو کس کے داماں کا

Marfat.com

قربانِ نازِ نعش مری دیکھ کر کہا — گردن پہ کسکی خون ہے اس بے گناہ کا

ہاتھ میں جنبش محمل کے عناں ہے اپنی — ورنہ یاں کس کو ہے سر آبلہ فرسائی کا

غموں کی گر یہی بالیدگی ہے تو آخر — دل گرفتہ نہیں سینہ میں سمانے کا

صبح تک کیا کیا نہ مجھکو تھی سماجتہای شوق
رات رکھ کر روبرو صفحہ تری تصویر کا
لے لیا بوسہ تو اوس نے دیں نہ کیا کیا گالیاں
یاں گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعزیر کا

بیتابیٔ دل تیرے شہیدوں کی کہاں جائے — کچھ کم رگِ بسمل سے نہیں تار کفن کا

بدگمانی سے ڈرا اور نہ لیا تیرا جو نام — دیکھنا بوسہ کی خاطر میں لب لالہ بنا

ممنوں قضا نے ہم کو دیا کیا بغیر دل — سو وہ بھی نذر کاہش و تشویش ہو گیا

نہیں دیتی دکھائی صورت زیست — غضب صورت ہوں آیا دیکھ کر آج

یوں تو ہے وہ فرشتہ خو لیکن — ہے ذرا آدمی کشی کا شوق

Marfat.com

بس حنا زور آزمائی ہو چکی — دلبروں سے ہاتھا پائی ہو چکی
رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت — صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی

تفاوت قامت یار اور قیامت میں ہے کیا ممنوں
وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے

شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ

یگانۂ سخن سنجان روزگار فرید عصر وحید قرون وادوار، پاک نہاد و صافی ضمیر میاں شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ۔ شعراے قدیم شاہجہاں آباد سے تھے۔ شعر ریختہ کو بطرز صائب مدعا مثل اکثر فرماتے تھے۔ مشکل زمینوں کی طرف جس میں سخن طرازوں کو قدم رکھنا دشوار ہوتا، بیشتر توجہ کرتے اور حق یہ ہے کہ اون زمینوں میں سیر غزل قریب بقصیدہ بل دو غزلہ فکر کرتے اور اکثر ابیات غزل بیت الغزل ہوتی۔ باوجود اس کے کہ علم شعر سے بہرہ کم تھا لیکن جن زمینوں میں وہ قدم رکھتے ہیں اور اون کو بزور طبع خداداد سرانجام دیتے مدعیان کمال کو مجال نہ ہوتی کہ اوس میں جرأت کریں۔ اکثر ریختہ گویان شاہجہان آباد نے کہ اپنے زعم میں کوس لمن الملکی کو بلند آواز کرتے ہیں، اوائل سال میں اونہیں سے تلمذ کیا تھا گو بعد مدت مشق کمال پہونچا کر کبھی مباحثہ اور کبھی طنز و تشنیع پر مستعد ہوئے۔ اشعار آبدار اس پیشرو سخنوران روزگار کے دو لاکھ سے زیادہ ہیں اور یہ بے مبالغہ و اغراق ہے۔ صدہا آدمی جو کہ کچھ نہ جانتے تھے اور بہ تقریب مشاعرہ صرف اونہیں سے غزل کہلوا لیتے تھے، ہر ایک دیوان اپنے اپنے نام سے مرتب رکھتا ہے۔ اپنی زندگی میں ترتیب دیوان کی طرف توجہ نہ کی، اون کی وفات کے بعد

Marfat.com

مہاراج سنگھ نامی ایک شخص نے کہ اون کا شاگرد ہے جس قدر ہاتھ لگا کر جمع کر کر ایک دیوان نر تیب دیا ہے، اس پر پچاس ساٹھ جزو سے کم نہیں۔ دو بار لکھنؤ میں تشریف لے گئے اور رسا مینے مرزا قتیل کے مصحفی اور انشاء اللہ خاں کے ساتھ بساط مشاعرہ آراستہ کیا۔ تین بار حیدر آباد کو گئے اور وہاں کے رئیس نے نہایت قدر دانی سے ہر بار ہزار ہا روپیہ کا سلوک کیا، خصوصاً راجہ چندو لال نے کہ اوس سرکار کا مختار کل اور مرد سخن فہم اور قدر شناس اہل کمال تھا، اس بزرگ کو مالا مال کر دیا۔ تیسری بار چونکہ خمیر اون کا وہیں کی خاک سے تھا، شاہجہاں آباد کو آنا نصیب نہ ہوا اور اُسی سرزمین میں وفات پاکر مدفون ہوئے۔ اون کے انتقال کو آٹھ ساٹھ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ ہر چند اس قدر ذخیرہ میں سے قدرے کا لکھنا نہایت نازیبا ہے لیکن احتراز عن الاطناب انھیں چند اشعار پر کفایت کی جاتی ہے۔

اَشعار رنختہ

پشت لب پر ہے یہ تیرے خطِ ریحاں کا لیسا
مونہہ تو دیکھو لکھے یا قوت رقم خان کا لیسا

نکلی تھی دم تیشہ زنی سنگ سے آواز — فرہاد یہ دشمن ہے تیری جان کا لیسا

قیامت آپ کا قد اوس کے دل پذیر ہوا — چھڑی لے سرو چمن بینوا فقیر ہوا
کمان و تیر نظر ربط تھا مجھے اوس سے — جب اُوسنے آپکو کھینچا میں گوشہ گیر ہوا

Marfat.com

خود بخود طاق سے شیشہ جو گرا اے ساقی　　روح تھی کس کی یہ مینائے مئے ناب میں بند

قدم نہ رکھ مرے چشم پُر آب کے گھر میں
بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں

کبھو نہ اوس رُخ روشن پہ جھائیاں دیکھیں
گھٹائیں چاند پہ سو بار چھائیاں دیکھیں

سب سے ملاؤ ابرو ہم سو نفاق رکھو　　اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو

دیجے دِل میں کیوں جگہ اس آہ بے تاثیر کو
جسمین پیکاں بھی نہو رکھنا ہے کیا اُوس تیر کو

یہ عالم اوس کے خط سبز نے دکھایا ہے　　کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

شوق نظّارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اُوسے
گرچہ تھی قیس کے پاؤں میں سلاسل بھاری
دیکھ لیتی جو اُوٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ
لیلےٰ ایسا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری

دل کا کیا مول بھلا زلفِ چلیپا ٹھہرے　　تیری کچھ گانٹھ گرہ میں ہو تو سودا ٹھہرے

Marfat.com

جُنبشِ لب پہ قیامت ہے کہ جی اٹھے ہم　　آج اِک بات میں تم رشکِ مسیحا ٹھہرے

دِل یہ کہتا ہے کہ مت یاد بتاں دِلوا ؤ
چھیڑ نے کا مرے پھر آپ مزا دیکھیں گے

درپردہ آنکھ پر سے لڑتی ہے رات سے　　تارِ نگہ کو رشتہ ہے چاک قنات سے

شیخ محمد ابراہیم ذوق المخاطب بہ خاقانیٔ ہند

شاہ کشورِ سخنوری مالک رقاب مملکت معنی پروری، والی قلمرو تکمیل و کمال مؤسس اساس فضل وافضال، جامع دقائق فن حلاّل مشکلات سخن، قادرالکلام زبدۂ کملائے انام، مرجع ارباب شوق، شیخ محمد ابراہیم ذوق۔ عہدہ اُستادی سلطان عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ سے ممتاز اور پیشگاہ سلطنت سے خطاب خاقانیٔ ہند سے سرفراز ہیں۔ مشق سخنوری اس درجہ کو پہونچی ہے کہ کوئی بات اس صاحب سخن کی غالب ہے کہ پایۂ وزن سے معرّا نہ ہوگی۔ پرگو اور خوش گو غزل ویسی ہی اور قصائد ویسے ہی۔ غزل گوئی میں سعدی و حافظ و قصیدہ میں انوری و خاقانی۔ مثنوی میں نظامی کو اگر اس سخن گو کی شاگردی سے فخر ہو تو کچھ عجب نہیں۔ شمار ان کے اشعار گوہر نثار کا بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ دقیقہ سنجان روزگار پے لیجا سکتے ہیں کہ جس کا کلام وحی انظام فخر متقدمین اور شرف متاخرین میں ہو اوس کی ذات فائض البرکات بنی نوع میں کس قدر فضل و شرف رکھتی ہوگی۔ اس قدر جامعیت کہ فصاحت

Marfat.com

عبارت اور متانت تراکیب اور تازگی طرز اور جدت معنی اور غرابت تشبیہ اور حسن استعارہ اور خوش اسلوبی کنایہ اور لطف تلمیح اور پاکی الفاظ اور تنگ وزری کلمات اور بست قافیہ اور نشست ردیف نظم ونسق کلام اور حسن آغاز وانجام ایک جا سے بیں جمع ہیں۔ متقدمین سے متاخرین تک کسی اور فرد بشر کو حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ اصناف سخن خصوصاً غزلیات اور قصائد سے دفتر دفتر ہے اور ہر شعر نقطۂ انتخاب مزین، لیکن اس مختصر کا حوصلہ تاب نہیں لاتا کہ اون کو درج اوراق کر کر ارباب وشوق واہل فضل کی خدمت میں گذرانوں، اس واسطے مشتے نمونہ از خرمنے چند شعر ہدیۂ نظر شائقان باکمال کے کرتا ہوں۔

اَشعار رنجتہ

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیواروں کا　　کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہ گاروں کا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جوں روز حشر
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسماں لینے لگا

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا　　پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا　　کمی جو مجھ سے کرے تو پئے لہو میرا

لبوں پر جاں عبث ہے منتظر وہ شوخ کب آیا　　اگر چہلم کو بھی آیا تو ہم جانیں کہ اب آیا

Marfat.com

تامل کیجیو ذوق تپیدن دیکھنے کیا ہو
کہ اب تک ذبح کرنیکا نہیں قاتل کو ڈھب آیا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا　　زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا

لکھیئے اُسے خط میں کہ ستم اُٹھ نہیں سکتا　　پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اٹھ نہیں سکتا

دِل تو لگتے ہی لگے گا حوریاں عدن سے　　باغِ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر

ٹھیری ہے اُن کے آنیکی یاں کل پہ جا صلاح　　اُسے جان برلب آمدہ تیری ہے کیا صلاح

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس
بدگماں وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

نہیں تدبیر کچھ بنتی پڑے "سر" کو پٹکتے ہیں
نہ دِل چھوڑے ہے اسکو اور نہ ہم دل چھوڑ سکتے ہیں

مر گئے پھر بھی تغافل ہی رہا آنے میں　　بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب میں
کیا جانے لکھدیا اُسے کیا اضطراب میں

Marfat.com

وہ جنازے پر مرے کسو وقت آئے دیکھنا　　جب کہ اِذن عام میرے اقربا کہنے کو تھے

ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں　　ابھی چھاتی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں

اُس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا　　پر واں رقیب ہو تو جہنم سے کم نہیں

دیکھا دم نزع دِل آرام کو　　عید ہوئی ذوق وَلے شام کو

عبث تم اپنا لگاوٹ سے منہ بناتے ہو　　وہ لب پر آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو

تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ　　ایمان کی کہیں گے ایمان ہے تو سب کچھ

رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

کون وقت اے وائے گزرا دِل کو گھبراتے ہوئے
موت پڑتی ہے اجل کو یاں نلک آتے ہوئے

وہ نہ آئے رات ہم کو ضد سے بخت خفتہ کے
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

Marfat.com

قطرہ قطرہ آنسو جس کے طوفاں طوفاں شدت ہے
پارہ پارہ دِل ہے جس میں تو وہ تو وہ حسرت ہے

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی اِدھر سو بھی آکر تا سرِ مژگاں حیا سے پھر گئی

زخمی ہیں ہوا ہوں تری دزدیدہ نظر کی جانے کا نہیں چور مرے زخمِ جگر کے

وہ اپنے سینہ میں ہے آہ آتشیں لے دوں کہ برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے

نگہ کا وار تھا دِل پر پھڑکنے جان لگی چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

اُلفت کا نِشاں جب کوئی مر جائے تو جائے
یہ دَردِ سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جائے

کہتے ہیں تو کہ موت تو سب جائے جائے ہے
پر تیرے پاس اوسی کو کوئی کھائے جائے ہے

ذکر کچھ چاک جِگر سینے کا سُن سُن اپنے
کر کے میں ضبط ہنسی دیکھوں ہوں ناخن اپنے

زخم دل پر کیوں مرے مرہم کا استعمال ہے
مُشک اگر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے

Marfat.com

جوشِ گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا　　چادرِ آب رواں منہ پر مرے دو مال ہے

زباں پیدا کروں جوں آسیا اب منہ میں پیکاں سے
دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہے گریباں سے

فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہم سر چشمِ فتّاں سے
گرا تھا یہ بھی اشکِ سرمہ آلود اُس کی مژگاں سے

یہاں تک ناتواں ہیں ہم گذر جائیں اگر جاں سے
اوٹھائے مور لاشہ کو ہمارے دست مژگاں سے

صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خوں جاتا ہے جم میرا

حافظ عبدالرحمان خان احسان

سخنِ سنج و فقیہ گزین معنی رس، خوردہ بین یگانۂ جہاں، فریدِ آوان حافظ عبدالرحمان خان احسانؔ۔ استعداد کتابی نہایت اور تحقیق مصطلحات بغایت۔۔ ریختہ گوئی کو کمال اور زبان اردو کو نہایت جمال بخشا۔ ساٹھ ستر برس کی مشق سخن دلالت کرتی ہے کہ کیا ملکہ اصناف سخن میں بہم پہنچایا ہوگا۔ صنعت تجنیس و اشتقاق بیشتر اُن کے کلامِ بلاغت نظام میں مستعمل ہے اور حق یہ ہے کہ ان صنعتوں کو اپنے سخن میں اچھی طرح سے نبھایا ہے۔ قلعۂ معلیٰ میں بیشتر سلاطین انھیں کے شاگرد ہیں۔ باوجود ضعف پیری کے سخن

Marfat.com

یں ہنوز شوخی جوانی کی موجود ہے ۔ چند اشعار اُن سے بطریق یادگار لکھے جاتے ہیں ۔

اَشعار ریختہ

دَو دِن سے یں جُدا ہوں اُس موکر سے احساں
اِک سو طرح کا صدمہ اس درمیان میں دیکھا

کہاں وہ گریہ وہ نالہ وہ جاں بلب ہنا کسی کا کام ہمیشہ بنا نہیں رہنا

گلے سے لگتے ہی جتنے گِلے تھے بھُول گئے
وگرنہ یاد تھیں مجھ کو شکایتیں کیا کیا

یں تو اوس نوجوان پر غش ہوں ہائے عالم تری جوانی کا

سخنت نادانی کی احساں جو کہا عاشق ہوں
بھید کہتا ہے کسو سے کوئی دانا دل کا

ہے وہ مُرید آبلہ پائی عاشقاں پانی پہ ٹھیرے کیونکہ نہ بستر حباب کا

میرے آتے ہی بس نیند آئی تو اَب
یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا

Marfat.com

یارد سبھوں کو میرے گریباں کی فکر ہے
ناصح کے مونہہ کو آن کے کوئی نہ سی گیا

خوش نویسان

جناب سیّد محمد امیر[1] سلمہ اللہ تعالیٰ

یہ جناب سادات کبار سے ہیں خط نستعلیق کو جزو زمان میں ان کے قلم کے صدائے صریر نے مثل صور ثانی کے دوبارہ زندہ کیا۔ ہر دائرہ حروف کا انکے اوصاف حمیدہ کے ذکر میں سراپا دہان اور مدات الفاظ کی انکی محامد حمید کے بیان میں سراسر زبان۔ انکی خوشنویسی کے دور میں میر عماد کی خوش قلمی پر اعتماد نہیں رہا اور انکی صانعی کے زمانہ میں آغا رشید بندہ ہو گیا۔ باوجودے کہ ورزش پنجہ اور یکبتی میں کوئی ان کا نظیر نہیں جس پر ہاتھ ان کا ایسا سبک ہے کہ قلم کو ایک آن میں ہزار حروف لکھنا پھر اوس خوبی کے ساتھ کچھ گراں نہیں۔

جناب آغا صاحب[2]

سید صاحب کمال شاگرد رشید ہیں سید امیر صاحب موصوف کے اور اس فن میں ایسا کمال بہم پہونچایا کہ اوستاد کو انکے کمال پر کمال ناز ہے اور

---

[1] ان کے مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ خوشنویساں صفحہ ۱، ۲، طبع کلکتہ ایام غدر ۱۸۵۷ء میں کسی نے ان کو گولی ماردی۔

[2] ۱۲۷۴ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

اس فن کی تکمیل کے سبب سے اساتذہ سلف سے ممتاز ہیں۔ علاوہ اس کمال کے فن یکیتی میں بھی اقران روزگار سے گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ اور اہلیت اور صلاحیت ایسی ہے کہ جس کا بیان نہیں اور وہ اعتقاد کہ اپنے اوستاد کے حق میں رکھتے ہیں خامۂ دو زبان کی مجال نہیں کہ لکھ سکے۔

مرزا عبداللہ بیگ[1]

شاگرد ہیں سید محمد امیر صاحب ممدوح کے۔ ان کے رتبہ کو نستعلیق نویسی میں بعد آغا صاحب کے کوئی نہیں پہونچ سکتا۔ سوائے اس کے اہلیت اور سعادت مندی جوان کے مزاج میں ہے قلم دو زبان کی طاقت نہیں کہ اوس کا بیان کر سکے۔

امام الدین احمد خاں

فرزند ارجمند نواب دبیر الدولہ خواجہ زین العابدین خان بہادر مصلح جنگ اور نستعلیق نویسی میں شاگرد ہیں اخوند عبدالرسول قندھاری سلمہ اللہ تعالیٰ اور سید محمد امیر صاحب موصوف کے۔ ہاتھ اُن کا ایسا قابل ہے کہ تھوڑی سی محنت اور زمانۂ قلیل میں اپنے اقران و امثال سے قصب السبق لے گئے۔

محمد جان صاحب مرحوم و مغفور

شاگرد میر کلّن خوشنویس بے بدل اور خوش قلم بے نظیر تھے۔ جبتک

---

[1] تذکرۂ خوش نویساں (صفحہ ۲۰) میں ان کا نام عباد اللہ بیگ لکھا ہے۔

Marfat.com

یہ قید حیات میں تھے ان کے سامنے کسی خوش نویس کو یارائے دم زدن نہ تھا عرصہ پندرہ بیس برس کا ہوتا ہے کہ روح پُر فتوح کو عالم فانی سے رہا کیا۔ اللّٰھم اغفرلی ولہ۔

اَخوند عبدالرسول قندہاری سلمہ اللہ تعالےٰ

یہ زبدۂ اہل کمال متوطن ہیں قندھار کے اور عرصہ چند سال سے بود و باش شہر شاہجہاں آباد کی اختیار کی ہے اور اس خاک پاک سے ایسی دِل بستگی بہم پہونچائی کہ گویا یہیں کے ساکن تھے اور حب وطن کو ایک قلم دِل سے بھلا دیا۔ خط نستعلیق و شفیعہ میں بے نظیر ہیں۔

حافظ کلو خان صاحب مغفور

خطِ نسخ میں اوستاد یگانہ اور مشہور زمانہ۔ اس خط کو شان یاقوت پر لکھتے تھے بلکہ یاقوت کو ان کے سامنے یاقوت مجرم دار کی مانند کچھ قدر نہ رہی تھی۔ عرصہ چند سال سے عالم باقی کی طرف خرام کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میر امام الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

خطِ نسخ میں اُستاد ہیں سلطان عصر حضرت ظل اللہ سراج الدین محمد بہادر شاہ کے اور خط نسخ کو قاضی کی شان پر لکھتے ہیں اور باتفاق زبان خلائق پر ہے کہ اس شان پر ان سے بہتر اس سے اُنیس بیس ۱۹/۲۰ بھی لکھنا محال ہے۔

مولوی حیات علی صاحب مغفور

خط شکستہ میں وُہ کمال بہم پہونچایا تھا کہ اون کے ہر حرف کے خم و پیچ سے

Marfat.com

زلف خوباں شکستگی وام کرتی تھی اور خط نستعلیق میں ایک شان نئی اختراع کی تھی۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اوس شان کی صدہا کتابیں مختصر اور مطول اون کے قلم اعجاز رقم سے نکلی ہوئی ہیں کہ ہر حرف اون کتابوں کا ایک قطعہ شمار میں آتا ہے۔ قدرت خدا کی ہے کہ ایسے فرد کامل بھی صفحۂ روزگار پہ بہم پہونچے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ مدت دراز ہوئی کہ اس جہانِ فانی سے راہی ہوئے۔

پنڈت شنکر ناتھ

خطِ شکستہ میں شاگرد رشید تھے مولوی صاحب ممدوح کے اور بعد اون حضرت کے اُن سے بہتر شہر شاہجہاں آباد میں کوئی نہیں ہوا ورنہ اب چھ سات برس کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی سے راہی ہوئے۔

بدرُالدّین علی خاں مہرکن[1]

خط نستعلیق لکھنے میں شاگرد ہیں سید امیر صاحب ممدوح کے اور مہرکنی کے فن میں تمام ہندوستان میں اس سرگروہ اہل کمال کا نظیر نہیں۔ مہر حکام وقت کی علی الخصوص نواب گورنر جنرل بہادر اسی یگانۂ روزگار کے ہاتھ سے کھُدا کرتی ہے۔ جو دائرہ کہ ان کے قلم سے نکلتا ہے ہزار حرف اُن کی یگانگی پر اپنے ذہن سے ادا کرتا ہے۔

مُصوّران

غلام علی خاں

مصوّر بے مثل و مانند و پیکر آرای بے شبہ و نظیر۔ رنگینی ارژنگ مانی اُنکے

---

[1] مزید حالات کے لئے دیکھو تذکرۂ خوشنویساں صفحہ ۷۴ - ۷۵۔

Marfat.com

نقش سادہ کے مقابل خجل اور آب و رنگ کارنامہ بہزاد اون کے سیاہ قلم کے سامنے منفعل۔ نقاش بہار نے ہر چند تصویر چمن کی لعلی شقائق اور سفید آب نسترن سے بنائی ان کے گروہ بے نقش و نگار کے آگے رونق نہ پائی۔ ایسا قادر اس فن میں صفحہ روزگار پر نہیں پیدا ہوا کہ دیدۂ نرگس کی تصویر بینا اور زبان سوسن کا نقش بنا سکتا ہے۔ غنچہ اون کی چمن تصویر کا بویا اور مردم چشم ان کے مرقع نہر میں آشنا۔ دیدۂ مور کے پردہ پر کرۂ عالم کی تصویر اسطرح بنائی کہ منجمان رصد بند گردش افلاک و اوضاع کواکب کو بتفصیل اوس میں مشاہدہ کر سکتے ہیں اور نقطۂ موہوم پر نقشۂ کون و فساد کا ایسا کھینچا ہے کہ فکر حکیم استحالۂ اجسام اور تکون موالید اور حصول ترکیب اور تغیر فصول کو کماہی اوس سے دریافت کر سکتا ہے۔ گل کی نرمی اور خار کی درشتی انکی تصویر سے مشہود، حیوان کی حرکت اور نبات کا نمو اُن کے نقشہ میں موجود۔

فیض علی خاں

کہیں برادر حقیقی ہیں غلام علی خان موصوف کے۔ مانی ان کا قلم بند و صدف دار اور بہزاد ان کی طرح کا چربہ نگار۔ شمع ان کی تصویر کی بزم افروز اور آتش ان کے نقشہ کی عالم سوز۔ از بسکہ مزاج صلاح و تقویٰ کی طرف بہت مائل ہے جاندار کی تصویر سے تائب ہو کر فقط نقشۂ مکانات پر قناعت کی۔ سبحان اللہ اس کام کو اس طرح سے سرانجام دیا اور اس امر کو ایسا انصرام پہونچایا کہ بیان اوس کا احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔

مرزا شاہ رخ بیگ

فنِ تصویر میں نہایت کامل اور اقران و امثال سے اس کام میں گوے

Marfat.com

سبقت لے گئے۔ مژۂ چشم حور اگر ان کا موقلم ہے بجا ہے اور بیاض گردن پری اگر ان کا صفحہ ہو تو زیبا ہے۔ کل نقشے اس کتاب کے فیض علی خان موصوف اور ان کی استعانت سے مرتب ہوئے ہیں۔ کام ان نقشوں کا نمونہ انکی صنعت کا ہے۔

محمد عالم

اوستاد فن ہے اور امر کے دقائق سے آگاہ۔ وضع قدیم کی تصویر جیسی اس سرگروہ اہل کمال کے قلم سے کھنچ سکتی ہے اور کی مجال نہیں۔

ارباب موسیقی

ہمت خاں

بارید اس کا شاگرد کہیں اور نکیسا اس کا تلمذ کمترین۔ یہ زبدۂ کملائے روزگار اس صناعت میں اپنے عہد میں کوس لمن الملکی مارتا تھا۔ سب ارباب نغمہ اس کے نام سے اپنا کان پکڑتے تھے۔ دھرپد کے گانے میں اس کا نظیر نہ تھا۔ اگر تان سین زندہ ہوتا تو زانوے شاگردی تہ کرتا اور اگر بر جو باورا قید حیات میں ہوتا خط غلامی لکھ دیتا۔ ہر چند اطراف عالم سے رؤسائے ذوی الاقتدار اور راجہ ہائے عالی تبار نہایت آرزو سے بطمع زر خطیر خط لکھ کر تمنا کرتے تھے کہ یہ صاحب کمال قصد اون کی ملازمت کا کرے۔ باستعانت استغنائے خداداد جو ارباب کمال کے لوازم ذاتیہ سے ہے۔ تمام عمر ان کی طرف مونہہ نہ کیا اور دلی سے قدم باہر نہ رکھا۔ جو نغمہ سرا کہ ممالک دور دست سے مدعی اس فن کا ہو کر وارد شاہجہاں آباد ہوا اس کی ایک تان سنتے

Marfat.com

ہی نہ تال کی خبر رہی نہ سُر کی اور اوس کے قدم کی خاک کو اپنی آنکھ کا کحل الجواہر بنایا۔ حضرت بابرکت شاہ محمد نظیر صاحب مرحوم سجادہ نشین خلافت حضرت خواجہ میر دَرد علیہ الرحمۃ کے سامنے بنابر رسم مستمرہ کے دوسری اور چوبیسویں ہر مہینے کو مجلس نغمہ گرم کیا کرتا تھا اور در و دیوار اس کی الحان داؤدی سے مست ہو جاتے تھے۔ اور از بسکہ درد باطن از لذت فقر کی چاشنی اس مستغنی الاوصاف کے گلوئے حال میں پہونچی ہوئی تھی اوس نغمہ کو ایک اور ہی کیفیت بہم پہونچی تھی اور یہ کلام مولوی روم علیہ الرحمۃ۔

بشنو از نے چوں حکایت میکند وز جدائی ہا شکایت میکند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

اِسی ماہر کابل کے نامی گلو کی شان میں صادق آتا تھا۔ عرصہ چند سال کا ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری سے اِنقطاع تام کیا اور بزم جنت میں خراماں ہوا۔

راگ رَس خاں

فنِ بین نوازی میں یکتائے روزگار اور یگانۂ شہر و دیار۔ اس کی بین کا ہر تار شیرازۂ کتاب معرفت تھا۔ جیسا ہمت خاں فن نغمہ میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا یہ صاحب کمال بین نوازی میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔ ہمت خاں کے ساتھ دوسری چوبیسویں حضرت موصوف مرحوم کے روبرو ئے صحبت بین نوازی سے گوش شوق کو ممنون اور سامعۂ تمنا کو مرہون کرتا تھا۔ چند سال گذرے کہ عالم فانی سے عالم باقی کو راہی ہوا۔

Marfat.com

میر ناصر احمد

والدان کے سادات عظام سے تھے اور اتفاق زمانہ سے ہمت خان مرحوم موصوف کی دختر بلند اختر سے منسوب ہوئے۔ چونکہ اس صاحب کمال نے اپنے نانائے مرحوم کی صحبت میں رشد و بلوغ پہنچایا اس کے فیض تربیت سے فن موسیقی میں یکتائے عہد ہو گیا۔ وہ مغفور فن نغمہ سرائی میں مشہور تھا۔ یہ یکتائے زمانہ نغمہ سرائی اور بین نوازی دونوں میں معروف روزگار ہوا اور ان دونوں کاموں کو ایسا کیا کہ گوش اہل روزگار نے کہن ترانہ ہائے سابقین کو فراموش کیا کملائے دہر کو یہ اعتقاد ہے کہ جیسا ان چیزوں کو انھوں نے برتا اساتذہ سلف کو مجال نہ تھی کہ اس کے عشر عشیر پر بھی قادر ہو سکتے۔ اپنے نانا کی وفات کے بعد بدستور قدیم حضرت خواجہ محمد نصیر صاحب مرحوم کے سامنے یہ بھی نغمہ سرائی اور بین نوازی ان ہیں دونوں تاریخوں میں کرتے رہے اور بعد ان کی وفات حضرت سراسر افادت جانشیں شاہ محمد نصیر غفر اللہ لہ شرف خلف یادگار سلف مولانا و بالفضل اولانا مولوی یوسف علی کے سامنے جو لائق سجادہ نشینی خاندان موصوف بل اس امر کے واسطے الیق ہیں وہ ہی مجلس اس کامل کے وجود سے مزین ہوتی رہی۔ اب گردش آسیائے گردوں سے بتقریب تلاش رزق نواح صوبہ اودھ کی جانب روانہ ہوئے ہیں۔

بہادر خان ستار زن

فن ستار نوازی میں یگانۂ روزگار۔ اس کی صدائے درد دیوار تصویر کا عالم بہم پہونچاتے تھے۔ یہ فقرہ کہ "مرغ از طیران و آب از جریان باز دارد" اسی ماہر کامل کی ذات پر صادق آتا تھا۔ پانچ چھ برس کا عرصہ ہوا کہ عالم

Marfat.com

باقی کی طرف سفرِ آخرت اختیار کیا۔

رحیم سین ستارزن

یہ صاحب کمال اشرف اولاد میاں تان سین ہے وصد اے تار اس کے ستار کی الحان داوری سے خبر دیتی ہے۔ چھ راگ اور چھتیس راگنی اس کے تارساز کے بال باندھے غلام و کنیز ہیں۔ نواب فیض محمد خاں والی جھجر لے کمال قدردانی سے اپنی ملازمت میں رکھا تھا اور بعد اوس کی وفات کے نواب فیض علے خاں مرحوم نے کہ بذریعۂ وراثت والی اوس ریاست کا ہوا، بدستور قدرشناسی اس زبدہ کملاے عصر کی کرتا رہا۔ اب جو وہ ریاست عبدالرحمن خاں پسر نواب مرحوم تک منتقل ہوئی یہ رئیس بھی اوس صاحب کمال کی قدردانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ واقع میں ایسے یکتائے روزگار عرصۂ عالم میں کم جلوہ گر ہوتے ہیں۔

نظام خان

دھرپد سرائی میں بے مثل و مانند اوستاد تان سین و برجو باورے کو خیال میں نہیں لاتا تھا۔ عرصۂ قلیل ہوا کہ شبستان عالم بغیر اوس کے وجود عشرت آمود کے ماتم سرا ہو گئی۔

قائم خاں

دھرپد نوازی میں ایسا کامل تھا کہ مقامات دوازدہ گانہ راگ کو کہ کمال صعوبت سے ہفت خوان رستم کا حال رکھتے ہیں، اوس کے انفاس

Marfat.com

معجزہ اساس نے بآسانی سر کیا تھا۔ عہد آدم سے اس دم تک ایسا ماہر پیدا نہیں ہوا اور اس زمانہ سے نفخ صور تک اس کے نظیر کا پیدا ہونا متصوّر نہیں عرصہ چند سال سے عالم فانی سے کوچ کیا۔

گلاب سنگھ پکھاوجی

جامع تھا فنون شتی موسیقی کا۔ ہاتھ اس صاحب کمال کا پکھاوج کے بجانے میں ایسا طیار تھا کہ اوس کے ہاتھ کی ایک جنبش میں سو راگ آنکھوں کے سامنے پھر جاتے تھے۔ اور ستار نوازی کو گویا اُسی نے از سر نو زندہ کیا تھا۔ سوا اس کے جل ترنگ کے بجانے میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ عرصہ دراز ہوا کہ سفر آخرت کا اختیار کیا اور عین جوانی میں داغ مرگ سینہ پر لیگیا۔

کار بسیار و اندک است حیات　　عمر در خورد کار بایستی

مکھوا پکھاوجی

پکھاوج بجانے میں یکتا ہے عصر اور یگانہ دہر۔ باتفاق کہتے ہیں کہ جو صحت اس کے ہاتھ میں ہے نہ سلف کو میسر ہوئی اور نہ خلف کو۔

الحمد للہ کہ یہ کتاب تمام ہوئی اور دست و قلم جو گردش دائمی اور گریہ مدام سے فارغ نہ تھے آسودہ ہوئے۔ فکر کو تسکین اور طبیعت کو اندیشہ آسودگی بہم پہونچی۔ خدا کرے کہ مقبول طبع صاحب نظران ہنر ہو۔

صد شکر کہ ایں نگار خانہ　　بگرفت طراز جاودانہ

بت خانۂ ہند را دراست ایں　　ناقوس ہزار پیکر است ایں

تمّت

Marfat.com

تقریظ

کہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب نے اِس کتاب پر لکھی ہے

خواستاران گرمی ہنگامہ بینش را در نور و نیرنگ بہ نوی نوید کہ چین رونما نگارخانہ را پردہ از پشیگاہ برداشتہ اند کہ دراں شگرف آئیں کارگاہ بشمار شکرفی آئین کار پیکر آرائیان دیدہ ور را آنمایہ بیخودی روی آوردہ و آنگونہ فرو ماندگی دست بہم دادہ کہ اگر رستخیز را ہمہ آن گیری کہ در پیکر کدہ ہا پیکرے پایای پویہ ناپائے را بر فتار آورد، پیوند روی نیاز و مانی و پشت دست بہزاد از زمین نتواند گسست۔ ہمانا از نگارخانہ آن کارنامہ بینو بارنامہ خواہم کہ شاد رواں نشیمن نازاست و آرامش گلہ پری پیکران را از سر گذشت شہریارانست و سرنوشت روزگاراں، ورنہ این نئ بے نوا کہ مرغ دست آموز دستانسرائی بر در دیوار پیکرستان زمزمہ سنج چراستی۔ من کہ از تباہی دانش و ناسازی خوی پیوند رامش و آرامش در اندیشہ برنتافتمی و تا خود را بدشت از سوہان تیزی گام آبلہ سائے در بن کوہ بہ پیالۂ داغ پلنگ شورابہ پیمائی نیندیشدمی از خویش ہرگز خوشنود نیافتمی۔ سینہ چون زنبور خانہ رخنہ ہا بہم میائی را نشانگاہ و دیدہ چون دلربائی پروانہ خونابہ ہائے مژدہ رخسار و بہم سوزرا فرود آمدن سنجائی اینک در پردہ گزارش این گزین نگارش بخوالگاہ بیدار بختان غنودہ پیکر و نشستن جائے خداوندان او رنگ و افسر کرشمہ سنج میگزرم و بدانسان کہ در گلگشت چمن بر کنار خیابانہا بشاخ گل دست سائی و گلچین گزرند نشانہائے شاہان گذشتہ یک یک را اندیشہ می شمرم۔ دلآویزی پرچم نشانہای لشکرکشان آخور کشائی پیش کشی مارا کہ بگفتار لشکر و کشور بند از زبان نکشائیم سخن در آنست

Marfat.com

که درین ستوده آئین راه سخن کشوده کسی است که دل آزاده را در بند هوای او بسی است۔ خوشا دانا دل هنر دستگاه و فرخا کردار گزار کار آگاه مهر ورز کین فراموش اهرمن دشمن یزدان دوست، فرزانهٔ با فر و فرهنگ جواد الدوله سید احمد خان بهادر عارف جنگ آن که خامه را در نگارش افسون زنده کردن نام بدان روش روانی داد که نام آوران روز فرو رفته را زندگی جاودانی داد۔ پیوند خویشی خجستگی با خویش تری به آب لختی استوارتر۔ و فرجام یگانگی فرخی با گوهرش از یگانگی روشنی به مهر پاره آشکارتر۔ با همگنانش دلیست از فرزانگی به آئین مردمی دانا و با منش پیمان مهری است از دلنشینی به پیوند خون مانا۔ سخن که پیوسته ابر فرسودگی تار و پود پرند کهنه خویشتن از گهرهای گسسته خندهٔ دندان نما داشت، بدستیاری این گرامی هنر در جامهٔ خسروی پیرایهٔ نوی یافت۔ آزاده مرد بے مزد کارگزار را بے مزد آفرین که تا در فراخنا ے فرخنده گزارش که خبر گزاردن کردار پیشینیان را فرودن آگاهی پسینان شیوه نداشت پای گذاشت از آن دست سخن راند که هم بر رفتگان سپاس نهاد و هم آیندگان را آفرین گوی ساخت درین شگفت آورد۔ کنون غالب پلنگینه پوش پلاس نشین که بدین نمود بے بود که اکنون دارد هم اکنون به نزد خویشتن از نیامدگان دور نیست و آینده پیداست که خود از رفتگان خواهد بود۔ هر آئنه از رهگذر این رهبر که آورده شد و به نموداری این نشان که انگیخته اند، در کردار پسندی و سپاس پذیری با رفتگان هم اندیشه و در کردار ستانی و آفرین خوانی با آیندگان هم نواست گوئی گفتار من در انجام این نامه هوش آفزا رفتگان را به شنودن آوازه دیر پالیست ورنه زیبا ے پاسخ است و آیندگان را به سرودن زمزمه زود بیائید و دیر بمانید۔ فرخ شادم

Marfat.com

کہ نگارش بہ فرخی انجام پذیرفت وخامہ از جنبش آرام یافت نے نے بہ فرخی انگاہ نازم وشادی وتیرہ اندران ہنگام روا باشد کہ روان در شبگیر اندیشہ بروشناسی روشنائی خرد کہ فروغ قرۂ ایزی است گریوۂ دشوار گزار پندار پیدائی را از میانہ برکرانہ رہ سپرد ومرا ازین شاہ را۔ ببالادوی بر در میخانۂ نیستی فرود آورد۔ بو کہ از می مرد افگن آن خمستان پارہ بہ سفالم ویزند تا بہ سیہ مستی آن بادۂ روشن بنواہی نمائش آز وآرزو از ہم پاشد ونمودہاے بی بود از پیش نگاہ برخیزد نہ از فرخی رنگے پاید ونہ از شادی بوئے، نہ از مستی نامے ماند ونہ از ہستی نشانے۔

غالب بریدم از ہمہ خواہم کزین سپس
کنجے گزینم وبہ پرستم خداے را

تقریظ

کہ جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی نے اِس کِتاب پر لکھی ہے

رنگینی معنیم صفحہ را رشک نگارستان چین کردہ وشادابی الفاظم کاغذ را بتازگی پرند گل پروردہ۔ دل تا دیدہ دکان رنگ معانی چیدہ ام وسینہ تا زبان خوان الوان سخن کشیدہ ام۔ نہ فکر را از ترتیب مقدمات شعری یک نفس فارغ نشستن ونہ اندیشہ را از گرد آوری ساز شریک دم رشتہ سعی گسستن۔ نفس تار ساز لیست صرف نغمہ طرازیہاے بیان ودہن حلقہ بزمی است وقف ترانۂ زبان۔ رشتۂ انفاس در گلدستہ بندی ریاحین افکار مصروف وعنوان توجہ ذرصید وحشیان معانی معطوف۔ ہمانا خیال ستایش

Marfat.com

نگارین نامۂ بلاغت نظام آثار الصنادید نام کہ نتیجۂ سخن طرازی خامۂ گوہر بار معنی آفرینی است کہ حسن گلو سوز معانی پروردۂ مشاطۂ طبع ارجمند اوست وجلوۂ شہسوار معارف در پردہ انگیزیہاے افکار بلند او، یعنی زنگ چہرۂ کمال آب گوہر جلال تہ نشین گوہر محیط وقار رسا نشۂ صہباے اعتبار، آبیار گلشن قبول واقبال نخلبند حدیق فضل وافضال، دودۂ سیادت را از بلند پایگی نسبش فرق بکنگرۂ عرش سودن وخانوادۂ نجابت را از ولاے نژادش رفعت فلک افتخار نمودن۔ رنگ بہار پریدۂ معنیہاے رنگین او است ونکہت گل واکشیدۂ اخلاق دلنشین او۔ عروج مراتب ہمت اولین پایۂ سلم کمالش وبلندی مدارج حشمت نازک ترین درجہ ایوان جلالش۔ بچمن پیرائی عدلش صبا از پیش گل بیصرفہ نتواند دوید تا تیزی نوک خار دامن نزاکتش ندرد و ہیزم افروزی انصافش شعلہ از بالائی شمع بے اختیار سر نتواند کشید تا شوخی وضع بے احتیاطش با بال پروانہ برنخورد۔ خم کمند فکرش طوق گردن وحشی غزالان حقائق ورسامی پالنگ اندیشہ اش مرسلۂ گلوی دقائق۔ فروغ معانی پرتو شمعی است از فانوس صفاے سینہ اش بیرون دویدہ وشوخی نکات برق تبسمی است از پردۂ لبہاے اخلاقش درخشیدہ۔ تار وپود انفاسش صرف قصب بافیہاے کارگاہ سخن ورنگ آمیزی خیالش در کار شفق سازی رنگینی ہاے چمن۔ گاہی ادای شوخی ناز در کسوت جنبش خامہ اش جلوہ فروش وگاہ بیقراری نالۂ نیز از پردۂ حریر قلمش در خروش ترانۂ سخنش۔ دعوی فصاحت بیانہای بلبل حرفی است گلوگیر ورمزمۂ بیانش بالاف سجی نوای قمری جوابی است دلپذیر۔ خردہ کاری طراح خامہ اش طول وعرض ہزار صفحہ را از پردۂ یک نقطہ جلوہ تواند داد ووسعت حوصلہ دستگاہش تنگی ظرف

Marfat.com

حباب را باکشاد جبهه هزار محیط مقابل تواند نهاد۔ نشو نمای ریاحین بهار با سنبل رسانی زبان قلمش بر طبع ارباب نظر خورده وطراوت اوراق نسرین با تازگی عبارت نامه اش از نم شبنم عرق کرده۔ گنجینۂ ضمیرش چون لوح تقدیر مخزن جواہر اسرار و خامۂ اندیشہ اش چوں او امر وامر قضا متصدی ظہور آثار۔ ہم کثرت را از فیض صحبتش گرمی ہنگامہ چہرہ کشا و ہم وحدت را از اثر تجریدش جامعہ ساز تعلق قبا۔

برخاتم جسم خط نگینش — بام در کبریا زینش
جاہش کہ بہ بخت کام دادہ — رفعت بہ سپہر وام دادہ
بر بارگہش ز مہر پرنور — صد سجدہ و یک نظارہ از دور
بر گرد سرای دولت او — بینند فلک بہ حشمت او
بر فرق مراتب کمالش — گردندہ سپہر از جلالش
عقلی کہ چراغِ دل فروزد — وین خلوت آب و گل فروزد
نالیدہ برخ غبارش از راہ — تا گشت چراغ ہفت خرگاہ
خورشید کہ قرۂ بلندیش — بار است بشان ارجمندیش
سر سودہ بر آستانۂ او — تا شد فلک آشیانۂ او
رفعت کہ بفرق چرخ زد گام — جست از در بارگاہ او کام
طبعش کہ بہاد ہد سخن را — گل کردہ بہار صد چمن را
آید بہ نوا ز خامۂ او — چون پردۂ سازِ نامۂ او
کوک از نفسش چو بانگ بلبل — ہر حرف بہ پردہای صد گل
بسپردہ بہ رنگ چشم عشاق — گلدستۂ صد چمن باوراق

سپہر کماں را اوج و محیط وافضال را موج، کوکبہ آرای عزایم بلند مرحلہ

Marfat.com

پیمای مدارج ارجمند، طراز مسند تفاخر جواد الدولہ سید احمد علی خاں بہادر کہ امروز چار بالش منصب منصفی ایں سواد بطراز وجودش بر سر بر سلیمان نازش دارد، دماغ اندیشہ می خاردو فکر افسردہ را بجوش می آرد۔ اگر گرد تعصب بزنگ آئینہ انصاف نباشد و رنگ آمیزی اعتساف نقش بے امتیازی نتراشد راہ این تحقیق تواند شکافت سراغ این منزل تواند یافت کہ سایۂ پروردگان گلشن قدس تا بہ تردد جادۂ خیال خو کردہ اند، جای نفس راست کردن بہ ازیں منزل آسایش بکف نیاوردہ اند، قدرت وہم در ایجاد نظیرش واماندہ تر از سعی مایوس و حیرت قصور در سراغ مثلش نارسا تر از پای محبوس۔ نسرین را با شگفتگی غبار آتش برگ برگ لبی دست از شبنم در زیر دندان حسرت، و لالہ را با رنگینی معانیش بر داغ اخگری است افروختہ۔ دامن زمینہا بے غیرت، طرۂ سنبل بر آتش رشک سطورش چوں موی در پیچ تاب و موج دمیدہ از باد غیرت رقومش چوں موجۂ آب در اضطراب۔ رشتۂ خط و طش از طراوت الفاظ رگ ابری است طوفان خیز و ریشہ حروفش از پرتو معنی تابش برقی است آتش انگیز صفای اوراقش از صباحت مضامین آئینہ یوسف نما و بیاض صفحاتش از ودیعہ معانی صبحی از چہرہ خورشید نقاب کشا۔ بین السطورش را چون فرق سرنیکوان گیسوے حروف از دو طرف فرو ہشتن ساز دلفریبی نظارگیان و سادگی کاغذش را چون چہرۂ دلبران بخط و خال رقم آراستن۔ تکلیف ناشکیبی تماشائیان۔ اثر پروردگان کلماتش در ذکر خامش نفسان مکتب عدم خون بالای پردۂ چشم عبرت نگاہان، اشتر فروشان حروفش در نوحہ خاک بر سر گردگان زیر زمین جگر کاوحوصلۂ نمکین دستگاہان۔ ارژنگ نگاران گروہ تصویر ارژنگ چہرۂ شاہدان دست بطرح گل بروہ اند و بلعل خون عاشقان رنجی بسبابہ قلم داغ لالہ سپردہ۔

Marfat.com

نگاه در تماشا گاه مقابرش از گسستگیهای تار پود کفن عبرت گیرد نظر در سیر خطا برش از حسرت پیری خاک گور نه پذیرد۔

مثنوی

گرد رہ او بجن ستہارہ — از رنگ پریدۂ نظارہ
ہر ذرۂ او کہ تابد از دور — از داغ دلی گرفتہ نور
زاں قطرہ کہ از جگر کشادند — صد نقطہ بہر ورق نہادند
تا حرفی ازیں کتاب خیزد — دل خون شود و بخاک ریزد
تا یک رقمش بخوں نگارند — ہر صفحۂ دل جنوں نگارند
ہر کس بکتابتش نظر داشت — در خامہ چکندۂ جگر داشت
چندیں دل تشنہ بر شکستند — تا طرح سراب نقش بستند
رنگ از رخ شاہداں بریدند — تا نقش چمن برو کشیدند
خمیازۂ حسرت شکر خواب — در مقبر باش صرف محراب
باشد بکف خرد پسندان — چون ساغر می بدست رندان
سطر است کہ نقش بر ورق بست — یا زلف نگار در کف مست
صد لطف بہر کشودن اوست — چون بند قبا کشودن دوست

عجز تمنائی آئینۂ احوال صہبائی از التفات شفقت نگاہان بی بہرہ نخواہد بود کہ بہار آرای این حدیقہ از جذبۂ تازگی ہای نگاہ لطف رنگ پریدۂ عجز مال رانہ آں ہمہ باز گردانیدہ کہ پر طاؤس از غیرت رنگ بست آں داغ بر دل نسوزد و بال تذرو از شرم بہار بیخزانش چہرہ نیفروزد۔ تعداد مراتب الطافش رخش محاسبہ بر رشحات سحاب راندن و حصر مدارج اشفاقش متناع

Marfat.com

محیط در ظرف حباب گنجاندن۔ تا بادہ در ساغر انگور از خم آفتاب ریزد و پرتو خورشید آتش از پردۂ آئینہ انگیزد۔ کرمی نگاہ مہرش بزم افروز اہل وفاق و شعلۂ سورت قہرش جان سوز ارباب نفاق باد۔

تقریظ

کہ جناب مولانا محمد صدر الدین خاں بہادر نے اِس کِتاب پر لکھی ہے

خدایا ازان گنج یابم نشان — کہ گم گشتہ آثار او از جہان
کنم باد دستی ازان گنج بار — بعالم دہم بیحساب و شمار
زر و گوہران فروزندہ گنج — کنم وقف پیران دینار سنج
بزرین کلیدی توانم شکست — طلسمے کہ بر گنج پرویز بست
کنم بر چنان دامن اہل فن — کہ از دولت دیدہ دامان من
الا بخت نظم از گران خواب خیز — کنون خاک دہلی است گنجینہ ریز
سوی گنج آباد دہلی شتاب — کہ گنجہ است چون کان گوہر خراب
کجائی کجا معجز عیسوی — کہ آزردہ دارد سر مثنوی
بیا ساقی ای مایہ حسن و ناز — می ساغر افروز مینا گداز
بمن دہ کہ آتش زند در دلم — بجوشد محیط شرر از گلم
نویسم دران نشہ ابیات چند — کہ پر خون شود زان دل شہد و قند
مے ناب در جام جامی کنم — چمن زار گور نظامی کنم
ازان بادۂ خام جامے کشم — زگردون دون انتقامے کشم
کزین سست پیمان نیلی سلب — کہ نامش بود چرخ کجرو لقب

Marfat.com

چگویم که بر من چہا رفتہ است — صد آمد اگر یک بلا رفتہ است
در دل دارم از چرخ پر کینہ ریش — جگر ریش و دلریش و ہم سینہ ریش
ز بختم رود بر زبان ہا سخن — سرشکم بر در شک بر بخت من
ہمین است آئین این تیرہ کار — تو امید صلح از مدارش مدار
ہمین است آئین باغ جہاں — کہ اول بہار است و آخر خزاں
ہمین است آئین چرخ کبود — در آغاز بود در آخر نبود
بجانش کنی گر بعبرت نظر — نظر کن دران نامۂ نامور
کہ آن را رقم کرد بحر کمال — فرو ہیدہ فرہنگ فرخ خصال
نگرندہ فزون رتبہ اش منصفی — کہ بود است دون رتبہ اش منصفی
نویسد اگر خامہ از رائے او — شود نخل ایمن سراپائے او
رسا فہمش اندیشۂ او سلیم — خبا لش مداوای طبع سقیم
شدہ انس او در دلم جائی گیر — بداندیش را گوز حسرت بمیر
مبیں میوۂ باغ ہستی دلش — پرستندۂ حق پرستی دلش
نو آئین او بہر ارباب فن — طرب بخش ہم چوں شراب کہن
بجیب صفا خلق او نافہ بار — کہیں حلقہ در گوش آید بہار
دل او ز آئینہ شفاف تر — بصافی ز آب گہر صاف تر
صفا خیز د از جوہر سینہ اش — زمہ رو نما خواہد آئینہ اش
ضمیرش بدرک و رسائی علم — ذکارا بلمعان فکرش قسم
مجالست کان را کیی رد کند — قبولش اگر سید احمد کند
رقم زد کتابی بار دو زبان — در آثار و احوال پیشینیان
نشانہائے رسم کہن ریختہ — بگیتی طراز نو انگیختہ

Marfat.com

شد آثار دہلی ز نابود بود — مگر ساخت تمثال دہرے وجود
دمیدہ بہ نقش عمارات جاں — ز اعجاز او شہر دہلی رواں
نقوشش کہ مثلش نہ آنی کشید — خط ردبرار ژنگ مانی کشید
از و سرد ہنگامۂ نو بہار — سراپای او چون سراپای یار
ہمانا ست دوران ایکام بہشت — و یا گر جواب سلام بہشت
نظر سوی او سوز دل را علاج — ستاند ز لعل نکویان خراج
نوازندۂ جاں چو زلف دراز — چو تقریر آزادہ معجز طراز
ندارد بمانند آن یادگار — رقم کہنہ تاریخی روزگار
نظر کن چو دانشوران خوب تر — بعبرت درین نامۂ نامور
کہ آنان کہ بودند مالک رقاب — نیاید کنون نام شاں در حساب
کنون خفتہ در زیر کوہ غمے — کہ می خفت در سایہ اش عالمے
خبر دہ کہ چونند در زیر خاک — بجان حزین و دل دردناک

ز تالیف آن قصد شن بن ایں ست و

کہ اللہ بس ہست و دیگر ہوس

دگر آنکہ ہر کس دراں بنگرد — ز مصنوع رہ سوی صانع برد
بود تا کہ از شمع افروختن — زپروانہ جاں دادن و سوختن

خدایا تو این شمع پایندہ دار

جہاں را چو پروانہ گردندہ دار

اگرچہ نظر بکمالات صوری و معنوی و تقدم رتبہ حضرت مولانا محمد صدرالدین خاں بہادر لازم تھا کہ یہ تقریظ سب تقریظوں سے پہلے لکھی جاتی لیکن چونکہ حضرت ممدوح کو بسبب انعدام فرصت کے اس کی تصنیف

Marfat.com

میں توقف واقع ہوا اور زمانۂ تصنیف تک کتاب کی طبع میں تاخیر کرنی باعث ہرج کا تھی اس واسطے اس قدر سوا دب واقع ہوا اور میرے نزدیک یہ تاخیر بھی کتاب کے خاتمہ بالخیر ہونے کا باعث ہوئی۔

تمت بعون الملک الوہاب

تاریخ تصنیف کتاب از نتائج طبع مولانا مولوی امام بخش صہبائی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

صنفہ سیّد احمد خان منصف

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

Marfat.com

تذکرۂ اہل دہلی

کتابیات

۱	آثار الصنادید	سرسیّد احمد خاں
۲	ابجد العلوم	نواب صدیق حسن خاں
۳	اتحاف النبلا	〃 〃 〃
۴	اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام۔	مولوی عبدالحق
۵	اردوئے قدیم	حکیم سید شمس اللہ قادری
۶	اردو (رسالہ انجمن ترقی اُردو ۱۹۳۵)	
۷	انسائیکلوپیڈیا آف اسلام	————
۸	باغی ہندوستان	مولوی عبدالشاہد خاں شروانی
۹	برکات الاولیا۔	سید عبدالفتاح گلشن آبادی
۱۰	پنجاب میں اردو۔	پروفیسر محمود خاں شیرانی
۱۱	تاریخ دہلی	سیّد احمد ولی اللہی
۱۲	تاریخ دارالحکومت دہلی۔	مولوی بشیرالدین احمد
۱۳	تذکرۃ الانساب	————
۱۴	تذکرۂ بے نظیر	سید عبدالوہاب افتخار
۱۵	تذکرۂ خوشنویساں	منشی غلام محمد
۱۶	تذکرۂ علماءِ ہند۔	مولوی رحمان علی
۱۷	تذکرۃ الفقراء۔	مرزا احمد اختر نبیرۂ ابوظفر بہادر شاہ
۱۸	تذکرۂ شعرا۔	میر حسن
۱۹	تحفۂ حسن۔	سرسیّد احمد خاں
۲۰	چمنستان شعرا۔	لچھمی نرائن شفیق

Marfat.com

۲۱	حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی
۲۲	الحیاۃ بعد الممات	مولوی فضل حسین
۲۳	حیات جاوید	مولوی الطاف حسین حالی
۲۴	دیوان امیر خسرو	خواجہ امیر خسرو
۲۵	دیوان غالب اردو	مرزا غالب
۲۶	دیوان مومن	مومن خاں مومن
۲۷	ریاض الفردوس	مولوی محمد حسین خاں شاہجہاں پوری
۲۸	سخن شعرا	عبدالغفور خاں نساخ
۲۹	سرو آزاد	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۳۰	سکندر نامۂ بری	نظامی گنجوی
۳۱	سیر الاقطاب،	————
۳۲	سیرۃ اسماعیل شہید	————
۳۳	سیرۃ سید احمد بریلوی۔	سید ابوالحسن علی ندوی
۳۴	کلیات صہبائی۔	امام بخش صہبائی
۳۵	کلیات نثر غالب۔	مرزا غالب
۳۶	کمالات عزیزی	نواب مبارک علی خاں
۳۷	مآثر الامراء	شاہ نواز خاں
۳۸	مجموعۂ نغز	قدرت اللہ قاسم
۳۹	مقالات شبلی	مولانا شبلی
۴۰	مقالات گارساں دتاسی	دتاسی
۴۱	المکاتیب	مولوی رشید الدین خان
۴۲	مقامات مظہری	شاہ غلام علی
۴۳	مقامات مظہر	(ضمیمہ) شاہ عبدالغنی

Marfat.com

اشاریہ

- اسماءُ الرجال ۲۷۷
- مقامات ۲۸۴
- کتب ورسائل ۲۸۶

مرتبہ
تحسین سروری

Marfat.com

Marfat.com

اسماءُ الرجال

ا

آخون شیر محمد ۸۰ - ۱۴۷
آذر، نواب ذوالفقار علی ۱۹۲
آغا صاحب ۲۵۰ - ۲۵۳
آفاق، شاہ محمد ۳۶ - ۳۸
ابوالحسن، توجی، خواجہ ۴۶
ابوالقاسم خاں، سید ۱۵۱
ابوسعید، شاہ ۳۱-۳۲-۳۴-۳۵
ابوظفر، محمد سراج الدین بہادر شاہ ظفر ۷۳
۷۵ - ۷۹ - ۱۵۱
۲۰۴-۲۴۵-۲۵۴
اثر، خواجہ میر ۲۶۰
اجمل خان، حکیم ۷۶
احتشام الدولہ، سید محمد خان بہادر ۲۹
احسن، حافظ عبدالرحمن خان ۵۳ - ۲۵۰
آن اللہ خان، حکیم ۷۵ - ۷۸
احسن اللہ، خواجہ ۴۶
احمد بخش خان (والیٔ فیروز پور جھرکہ) ۷۲-۱۷۶
احمد شاہ بادشاہ ۱۹۲
احمد علی خان، نواب ۱۹۲
احمد علی (نقیب الاولیاء) ۷۰-۷۱
احمد کبیر، سید ۶۱
اختر، قاضی احمد میاں جوناگڈھی ۳ - ۷
اخوند عبدالرسول قندھاری ۲۵۳-۲۵۴
اسحٰق، حضرت، شاہ ۶۱
اشرف علی ۱۴۶
اعظم الدولہ سرفراز الملک ۲۲۹
افراسیاب ۱۵۶
اکبر بادشاہ ۱۴ - ۷۴
اللہ داد، شاہ ۶۱
امام الدین، حکیم ۷۶
امام الدین، میر ۲۵۴
امام بخش صہبائی ۱۹۳-۲۰۲-۲۱۵
۲۱۶ - ۲۶۴
امان علی ۱۴۸
امیر خاں، نواب ۵۶
امیر خسروؒ ۱۴ - ۲۲
امیر محمد خاں، امیر الدولہ (والیٔ ٹونک) ۲۶

Marfat.com

انشاءاللہ خان انشا ۱۷-۲۴۳
اورنگ زیب عالمگیر ۱۶-۲۱۶

ب

بابر ۱۴
بائی جی ۶۹
بدرالدین علی خان (مہرکن) ۲۵۵
بشیرالدین ۱۱
بنّے سنگھ ۶۲
بہادر جنگ (رئیس بہادرگڑھ) ۷۹
بہادر خان (ستارزن) ۲۵۹
بہاء الدین، خواجہ، نقشبند ۳۰
بھوانی شنکر ۶۸
بیدل ۱۰-۱۰۷

پ

پشنگ ۱۵۶
پیر بخش، حکیم ۷۸
پیر دستگیر ۱۲۱
پیرن بندگی، شاہ ۶۱

ت

تان سین ۲۶۰
توکل حسین، شاہ ۶۵

ج

جامیؒ، مولانا ۷۰
جان جاناںؒ، مرزا ۲۳-۲۵
جلال الدین تھانیسری، شیخ ۵۱
جلال بخاری، سیّد ۶۱
جلال شاہ بزرگ، سید ۶۱
جمال دہلوی، مولانا ۲۸
جہانگیر، بادشاہ ۱۴-۷۴

چ

چندولال، راجہ ۲۴۳

ح

حافظ احمد ۱۵۳
حالی، مولانا ۳-۸
حسن بخش خان، حکیم ۷۹
حسن رسول نما، سید ۶۶
حیات علی (خوشنویس) ۱۴۵
حیات علی خان، مولوی ۲۵۴
حیات علی خان، نواب ۱۹۲

خ

خانم صاحب ۴۶
خیرالدین خان، نواب ۶۲

د

داؤد طائیؒ، شاہ ۶۱
داؤد مصریؒ، شاہ ۶۱
دردؔ، خواجہ میر ۴۵-۴۶-۴۷
۲۵۸
دین علی، شاہ ۶۸

Marfat.com

دیوانہ، میر احمد ۶۸

ذ

ذکاء اللہ خان، محمد ۷۲
ذوق، شیخ محمد ابراہیم دہلوی ۱۹۰-۲۴۵
ذوالفقار علی، آذر، نواب ۱۹۲

ر

رابرٹس ہسٹر ۷
راجو قتال، شاہ ۶۱
راجہ چند ولال ۲۴۳
راگ رس خان ۲۵۸
رحمت اللہ، مولوی ۲۱۶
رحمت اللہ رعد، منشی ۸-۱۳
رحیم سین (ستار زن) ۲۶۰
رستم علی، مولوی، محمد ۱۵۱
رسول شاہ (سید عبدالرسول) ۶۰ —
۶۱—۶۲
رشید الدین خان، مولوی ۱۰۶-۱۴۶
رعد، منشی رحمت اللہ ۸-۱۳
رفیع الدین، خواجہ ۷۰
رفیع الدین، مولوی ۱۷-۷۷-۸۱
۱۰۶
رفیع الدین شاہ ۱۰۹-۱۱۳-۱۱۶
رفیع الدین، مولانا ۱۱۲-۱۱۴

ز

زبیر، خواجہ محمد ۴۷
زین العابدین خان بہادر عارف ۱۸۶
زین العابدین، خواجہ ۷۱
زین العابدین خان، نواب خواجہ ۲۵۳

س

سراج الدین بہادر شاہ ظفر ۷۳-۷۵-۷۹
—۱۵۱-۲۰۴
۲۴۵-۲۵۴
سعدیؒ، شیخ ۲۹
سکندر لودھی، سلطان ۱۴
سودا ۱۶-۱۷-۱۸۷
سہراب جنگ، شرف الدولہ نواب فیض اللہ خان
۱۸۷
سید احمد خان ۳-۷-۸-۹-۱۰
۱۱-۱۲-۱۵
سید احمد، حضرت ۵۴-۵۷
سید امیر ۲۵۵
سید علی، میر ۷۴
سید قطب الدین (خواجہ مودود چشتیؒ) ۴۸
سید محمد امیر ۲۵۲-۲۵۳
سید محمد خان بہادر، احتشام الدولہ ۲۹
سید محمد گیسو درازؒ، حضرت ۳۹
سید مخدوم شاہ بہاء الدین ۶۱

Marfat.com

سید حسن رسول ۶۶
سید رحمت علی خان عرف میر لال، مفتی ۱۴۶-۱۴۷
سید عسکری ۶۵
سیف الدین، حضرت ۳۱

ش

شاہ جلال، جناب ۵۲
شاہ جہاں، شہاب الدین، بادشاہ ۱۴-۱۵
شاہ درگاہیؒ، مولانا ۳۲
شاہ رُخ بیگ، مرزا ۲۵۶
شاہ رزاق پاکؒ ۶۱
شاہ سجن گوشہ نشین ۶۱
شاہ سلیمانؒ، حضرت ۴۱-۵۴
شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولوی ۵۵-۵۷-۸۰-۸۱-۱۰۹-۱۱۶-۱۲۶
شاہ عبدالغنیؒ ۲۳
شاہ عبدالقادر، مولانا ۱۱۳-۱۱۶-۱۴۷
شاہ گلشنؒ، شیخ سعداللہ ۴۶-۴۷
شاہ محمد ۶۱
شاہ محمد نصیر قدس سرہ ۴۹
شاہ محمد نظیر ۲۵۸
شاہ مرتضیٰ اند ۶۱
شاہ نصیر ۱۸۷-۲۴۲
شاہ نعمت اللہ ۶۱
شاہ ولی اللہ ۸۱-۱۰۹-۱۱۳
شبلی، مولانا ۹
شریف خان، حکیم ۷۸-۸۰
شفائی، شریف الدین حسین اصفہانی ۱۴۹
شفیق، لچھمی نرائن ۲۵
شمس الاقبال ۸۴
شنکر ناتھ، پنڈت ۲۵۵
شہاب الدین سہروردی، شیخ ۳۹-۶۰-۶۱
شہاب الدین، شاہ جہاں ۱۴-۱۵
شیخ ابراہیم رام پوری ۴۹
شیخ احمد ابن شیخ محمد یمنی شروانی ۸۴
شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ ۵۲
شیخ شیراز (حافظ) ۴۱
شیفتہ وحسرتی نواب مصطفےٰ خان ۲۲۸

ص

صابر علی، سید شاہ ۴۹-۵۰-۵۳-۵۴
صادق علی خان ۷۵-۷۶
صدرالدین خان بہادر، مولانا مولوی مفتی ۸۷-۸۸-۱۵۲-۲۶۹-۲۷۱
صفی اللہ، حضرت ۳۱
صہبائی، امام بخش، مولوی ۸-۹-۱۰-۱۹۳-۲۰۲-۲۱۶-۲۶۴-۲۷۲

Marfat.com

ض

ضمیر، پنڈت نرائن داس ۲۳۸
ضیاء الدین خان بہادر، نواب محمد ۱۷۴
ضیاء الدین، حضرت ۳۷-۳۸

ظ

ظفر خان جہانگیری، نواب ۴۶
ظفر، سراج الدین بہادر شاہ ۷۳
۷۵-۷۹-۱۵۱-۲۰۴-۲۴۵
۲۵۴
ظہوری ۱۰

ع

عارف، نواب زین العابدین خان ۱۸۶
عالمگیر، اورنگ زیب ۱۶-۲۱۶
عبادالله بیگ ۲۵۳
عبدالحکیم معروف بہ ابوخان، حکیم ۸۰
عبدالحی، مولوی ۵۸-۵۹
عبدالخالق، مولوی ۱۲۵
عبدالرحمن خان، نواب (رئیس جھجر) ۷۸
۲۶۰
عبدالرحیم، حافظ ۱۵۳
عبدالرسول قندھاری، اخوند ۲۵۳
عبدالشاہد خان شروانی ۱۳۲
عبدالعزیز دہلوی، مولوی ۷۷-۱۰۶
عبدالغنی مجددی، شاہ ۲۴-۳۰
عبدالغنی، مولانا ۳۵
عبدالقادر، مولوی ۱۷-۲۴-۵۴
۵۵-۵۶-۶۶-۷۷-۸۱-۱۱۳
عبدالقادر جیلانی، سید ۷۸-۱۰۶
عبدالقدوس گنگوہی، شیخ ۵۲

عبدالله بیگ خان، مرزا ۲۵۳-۲۵۶
عبدالله، مولوی ۲۱۶
عبدالله، سید ۵۰
عبدالله خان، علوی ۱۹۲-۱۹۳
عبدالنبی، شاہ ۶۶
عزیز القدر، حضرت ۳۱
عزیز الله خان، محمد، حکیم ۷۲
علوی، مولوی عبدالله خان ۱۹۲-۱۹۳
عندلیب (خواجہ محمد نصیر) ۴۶

غ

غازی الدین حیدر ۸۴
غالب، مرزا اسدالله خان دہلوی ۱۵۴
۱۷۶-۱۷۷-۱۸۷-۱۹۰-۱۹۲-
۲۳۰-
غلام حسن خان، حکیم ۷۹-۸۰-۱۴۸
غلام حسن خان بہادر مخو، نواب ۱۸۶-۱۹۰
غلام حسین، نواب ۱۸۶
غلام حیدر خان، حکیم ۷۷

Marfat.com

غلام علی، حاجی نقیب الاولیاء ۷۰
غلام علی خان ۲۵۵-۲۵۶
غلام علی شاہ، مولانا ۲۲-۲۵
۳۱-۳۲-۳۵-۴۹
غلام نجف خان حکیم ۷۴-۷۵
غیاث الدین، حضرت شاہ ۴۸

ف

فتح اللہ خان، حکیم ۷۸
فخر الدین بہادر، مرزا ۷۹۔
فخر الدین، محمد، مولانا ۳۹-۴۰
فدا حسین، شاہ ۶۳
فرید الدین احمد خان بہادر ۱۵۱
(دبیر الدولہ امین الملک)
فضل امام، مولانا ۱۲۸-۱۳۰-۱۳۲-۱۴۵
فضل حق، مولانا، محمد ۱۳۰-۱۴۳
فیض اللہ بیگ خان، نواب شرف الدولہ ۱۸۷
فیض علی خان ۲۵۶-۲۵۷-۲۶۰
فیض محمد خان، نواب (رئیس جھجر) ۷۲-۷۹-۲۶۰

ق

قادر بخش، قاری ۱۵۲
قاری احمد ۱۵۳
قاضی احمد میاں اختر جوناگڈھی ۳۔۷
قائم ۱۸۷
قائم خان ۲۶۰
قتیل، مرزا ۲۴۳
قطب الدین، مولانا ۴۳-۷۴-۱۲۴
قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت خواجہ
۴۲-۴۳

ک

کرامت علی، مولوی ۱۴۵
کریم اللہ، مولوی ۱۲۷
کلیم ۱۸۷
کلیم اللہ جہاں آبادی، شیخ ۵۲
کلو خان، حافظ ۳۲-۲۵۴
کیفی جرمونی، پنڈت ۱۵۱

گ

گارساں دتاسی ۷
گلاب سنگھ پکھاؤجی ۲۶۱

ل

لیک، لارڈ، بہادر ۱۵۷

م

مجدد الف ثانیؒ، حضرت ۳۱-۳۷
محبوب علی خان ۱۲۶
محتشم خان، شیخ فرید ۷۴
محمد اسحاق، جناب مولانا ۱۲۲-۱۲۳-
۱۲۴-۱۲۷-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲
محمد اسمٰعیل، مولوی ۵۶-۵۸-۵۹
۶۱-۱۱۵-۱۱۶-۱۴۷

Marfat.com

محمد اکبر شاہ ۷۸
محمد امیر، شیخ ۸۵
محمد امین، خواجہ ۸۵
محمد بیگ ۱۵۳
محمد جان، مولوی ۱۴۹-۲۵۲
محمد چشتیؒ، شیخ ۴۹
محمد حسین خان شاہجہانپوری ۱۹۳
محمد حسین بحرؔ، مولوی ۲۱۵
محمد حنیف، مولوی ۶۳-۶۶
محمد حیات، جناب، مولانا ۵۳
محمد زکاء اللہ خان (حاذق الملک) ۷۲
محمد شاہ بادشاہ ۷۰-۲۱۶
محمد عیسیٰ ۳۱
محمد معصوم، حضرت، خواجہ ۳۱
محمد یعقوب، مولوی ۱۲۳
محمد یوسف خان، حکیم ۸۰
محوؔ، نواب غلام حسن خان ۱۸۶-۱۹۰
مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ ۶۱
مخصوص اللہ، مولوی ۱۱۲
مُراد، خواجہ، محمد ۷۰
مرتضیٰ خان بہادر، مظفر جنگ نواب ۲۲۹
مرزا جان جاناںؒ ۲۳-۲۵
مرزا شاہ رُخ بیگ ۲۵۶
مرزا قتیلؔ ۲۴۳
مرزا عبداللہ بیگ ۲۵۳-۲۵۶
مکھوا پکھاوجی ۲۶۱
مصحفی ۲۴۳
مظفر حسین، مولوی ۶۲
مظہر جان جاناںؒ ۲۳-۲۵
معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ ۴۰-۴۲
معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ ۷۲
معین الملک ۱۵۶
ملّا سرفراز ۱۵۲
مملوک العلیٰ، مولوی ۱۴۶
ممنونؔ، میر نظام الدین ۲۳۹
منشی نولکشور ۸-۱۶۰
مولوی اشرف ۲۱۶
مومن، محمد مومن خان ۲۱۸-۲۳۷
مہاراج سنگھ ۲۴۳
میر ۱۶-۱۷-۱۸۷
میر احمد دیوانہ ۶۸
میر امام الدین ۲۵۴
میر امن ۱۶-۱۷
میراں شاہ نالوؒ، جناب ۵۱-۵۲
میرزا بیدلؔ ۱۰-۱۰۷
میر عماد ۲۵۰
میر قطبی صاحب، جناب ۶۶
میر کلن (خوشنویس) ۲۵۳

Marfat.com

میر کلّو، اکبرآبادی ۴۷
میر محمدیؒ ۵۰
میر ناصر احمد ۲۵۹
میر نثار علی نثار ۲۱۶

ن

ناصر، خواجہ محمد ۴۶
ناصرالدین عبداللہ احرار خواجہ ۷۰
نثار، میر نثار علی ۲۱۶
نذیر حسین، مولوی ۱۲۶
نرائن داس ضمیر، پنڈت ۲۳۸
نساخ۔ عبدالغفور خان ۱۸۷-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۵
نصراللہ بیگ خان ۱۵۶-۱۵۷
نصیرالدین چراغ دہلوی، حضرت ۴۰
نصیرالدین شاہ ۴۹
نصیرالدین، مولوی ۱۲۷
نصیر، خواجہ محمد ۴۵-۴۷-۲۵۹
نصیرؔ شاہ دہلوی ۱۸۷-۲۴۲
نظام الحق، مولانا ۳۹
نظام الدولہ، ناصرجنگ، نواب ۴۰
نظام الدین ممنونؔ ۲۳۹
نظام حیدرآباد ۱۴۶
نظام خان ۲۶۰
نظامی گنجوی ۳-۲
نعمت اللہ شاہ ۶۱
نوازش علی ہمولوی ۱۵۰
نورالحسن، محمد، مولانا، مولوی ۱۴۳
نولکشور، منشی ۸-۱۶۰

و

ولّی ۱۶
ولی اللہ خان ۱۹۲
ولی اللہ، شاہ ۸۱-۱۰۹-۱۱۳

ہ

ہجرؔ، مولوی محمد حسین ۲۱۵
ہمّت خان ۲۵۷-۲۵۸
ہمّت یار خان ۴۰

ی

یعقوب علی خان، نواب ۱۹۲
یوسف علی، محمد ۴۷-۲۵۹
یوسف ہمدانی، خواجہ ۳۸-۶۳

مقامات

ا

اجمیر شریف ۴۰
اڑیسہ ۷۴
اسلامیہ کالج، پشاور ۴۲
اکبرآباد ۱۵۶-۱۵۷
الور۔ ۶۰-۶۱-۶۲-۶۵-۶۶

Marfat.com

انڈمان (جزیرہ) ۱۳۰-۱۳۲
اورنگ آباد (دکن) ۳۹-۴۰

ب

بالاکوٹ ۵۹
بخارا ۳۰
برہان پور ۴۸
بنگالہ ۷۴
بہادر پور ۶۱
بہار ۷۴
بندل، مرزا ۱۰۷-۱۰

پ

پاک پٹن ۴۱-۴۴
پٹیالہ ۲۴
پنجاب ۲۴-۵۲

ت

تھانیسر ۵۱-۵۲-۷۸-۷۹

ٹ

ٹونک ۵۶

ج

جون پور ۱۵۱
جہان آباد ۷۲

ح

حیدر آباد (دکن) ۴۸-۱۴۵
حرمین شریفین ۴۴-۷۰

د

دلّی (دہلی) ۳-۱۰-۱۳-۱۴
۲۴-۳۹-۵۶

ر

رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن ۷

س

سمرقند ۱۵۶

ش

شاہ جہاں آباد - ۷-۱۵-۱۶-۳۹-
۴۱-۴۴-۵۰-۵۲-۵۳ -
۵۴-۵۶-۶۸-۷۴-۷۸-۷۹
۸۴-۱۱۹-۱۲۳-۱۲۵-۱۴۵
۱۴۶-۱۴۷-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۴
۱۹۲-۱۹۳-۲۴۲-۲۵۳ -
۲۵۴-۲۵۷
شمس آباد ۱۹۵
شیخوپور ۷۴

ف

فیروز پور جھرکہ ۶۲-۱۷۶

ق

قلعہ معلّیٰ ۲۵۰

ک

کتب خانۂ آصفیہ ۱۴۶
کتب خانۂ رام پور ۱۳۶

Marfat.com

کلکتہ ۷-۸۵-۸۴-۲۵۰

کوہستان ۵۸-۱۲۱

ل

لاہور ۴۶-۱۵۶

لکھنؤ ۳۹-۲۴۳

م

مدرسۂ دارالبقاء ۱۵۲

مدرسۂ شاہ جہاں آباد ۱۰۷

مسجد فتح پوری ۵۲

مطبع سلطانی ۱۵۱

مکراون (موضع) ۳۹

مکّۂ معظمہ ۵۷-۱۲۳-۱۲۴

ملکاپور (برار) ۴۸

میرٹھ ۶۲-۱۵۷

ہ

ہندوستان ۱۴-۱۶

کتب و رسائل

ا

آثارالصنادید ۳-۷-۸-۹
۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۴۲-۱۳۰

ابجدالعلوم ۸۷-۱۰۶-۱۰۹
۱۱۴-۱۱۵-۱۳۰

اتحاف النبلا ۱۱۵-۸۰

اخبار سلطانی ۱۵۱

اُردو (رسالہ) ۱۵-۱۵۱

اردوئے قدیم ۱۵

اُردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام ۱۵

الشورۃ الہندیہ ۱۳۲

الحیاۃ بعد المماۃ ۱۱۵-۱۲۷

القول المستحسن فی فخر الحسن البصری ۴۲

السیرۃ المحمدیہ ۱۴۵

المکاتیب ۱۰۸

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۱۰۹

انشائے سفیر بلبل ۱۹۳

انشائے عجب العجاب ۸۴

ایامیٰ ۵۷

ب

باغی ہندوستان ۱۳۲

برکات الاولیاء ۵۲

بقرۃ العینین فی اثبات رفیع الدین ۱۱۸

بن سوسر (مثنوی) ۶۴

پ

پنجاب میں اُردو ۱۵

پنج آہنگ ۱۵۷

ت

تاریخ دہلی ۔ ۳۶-۴۲-۵۲-۶۵-۱۲۳-۱۲۷

Marfat.com

تاریخ یمینی ۱۴۶
تحفۂ اثنا عشریہ ۸۲
تحفۂ حسن، رسالہ ۱۴۵
تذکرۂ اہل دہلی ۹-۱۰
تذکرۂ بے نظیر ۴۶
تذکرۂ خوشنویساں ۲۵۰-۲۵۳
تذکرۂ دہلی ۱۰
تذکرۂ سخن شعراء ۱۸۷-۱۹۰ -
۱۹۱- ۱۹۳-
۱۹۵
تذکرۂ سروآزاد ۴۶ - ۱۴۹
تذکرۂ علمائے ہند ۵۷-۸۴-۸۷
۱۰۶-۱۰۹-۱۱۲- ۱۱۵-۱۲۷
۱۲۸- ۱۳۰
تذکرۂ گلشن بے خار ۴۷-۹۰-
۲۲۸- ۲۳۵- ۲۳۹
تذکرۃ الفقراء ۴۳-۶۰
تذکرۃ الانساب ۴۳
تذکرۂ مجموعۂ نغز ۴۷
تذکرۂ میرحسن ۴۶

ج

جواہر منظوم عزیز ۲۱۱

چ

چمنستان شعراء ۲۵

ح

حدائق الحنفیہ ۸۷-۱۰۹
۱۲۲ -۱۳۰
حیات بعد الممات ۱۲۶
حیات جاوید ۹-۱۵۰
حیات نذیر حسین ۱۴۷

خ

خواب وخیال (مثنوی) ۴۶

ر

دہلی اور اہل دہلی ۱۰
دیوان غالب ۷

ر

رسالۂ اُردو ۱۵- ۱۵۱
رسالۂ مرجبیہ ۴۱
ریاض الفردوس ۱۰۸-۱۳۶
-۱۹۳

س

سراج الاخبار ۱۵۱
سخن شعراء تذکرہ ۱۸۷ -۱۹۰
-۱۹۱-۱۹۳
۱۹۵
سروآزاد، تذکرہ ۴۶-۱۴۹
سکندرنامہ ۱۱۶
سیر الاقطاب ۴۲

Marfat.com

سیرۃ سید احمد شہید بریلوی ۵۴

ص

صحبت نامہ ۱۹۳

ف

فتنہ الہند ۱۳۲
فخر المحسن ۴۱
فصوص الحکم ۶۳

ق

قانون شیخ الرئیس ۷۹

ک

کلیات غالب ۱۲۸
کلیات نثر غالب ۱۶۰-۱۶۲
کمالاتِ عزیزی ۸۰

گ

گلشن بے خار، تذکرہ ۴۷
۹۰-۲۲۸-
۲۳۵-۲۳۹

ل

لطائف خمسہ ۲۵

م

مآثر الامراء ۴۶
مشکوٰۃ ۱۲۵
مقالات شبلی ۹
مقالات گارساں دتاسی ۷
مقامات مظہری ۲۳-۲۴
۲۵-۳۰
مناقب حیدریہ ۸۴
منتہی المقال فی شرح حدیث
الاتشد الرجال ۹۱
موضح القرآن ۱۱۴

ن

نالۂ عندلیب ۴۶
نظام العقائد ۴۱
نفحۃ الیمن ۸۴
نکاح (کتاب) ۵۷

ی

یدِ بیضاء (تذکرہ) ۴۶

Marfat.com